BASO401CCT

سماجی درجہ بندی

(Social Stratification)

بیچلر آف آرٹس (بی۔اے۔)

(چھٹا سمسٹر)

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ-انڈیا

اکائی 1 : سماجی درجہ بندی کا نظریہ

(Concept of Social Stratification)

اکائی کے اجزاء:

(1) سماجی درجہ بندی: ایک تعارف

(2) مطالعۂ سماجی درجہ بندی: مقاصد

(3) سماجی درجہ بندی کے معانی و مطالب

(4) سماجی درجہ بندی کے طول و عرض

(5) سماجی درجہ بندی کی خصوصیات

(6) سماجی درجہ بندی کے فوائد و نقصانات

(7) بند سماجی درجہ بندی

(8) کھلا سماجی درجہ بندی

(9) سوشلسٹ معاشرے میں سماجی درجہ بندی

(10) سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری

(11) اکتسابی نتائج

(12) کلیدی الفاظ

(13) نمونۂ امتحانی سوالات

(14) مزید مطالعہ کے لئے تجویز کردہ کتابیں

(1) سماجی درجہ بندی: ایک تعارف (Social Stratification: An introduction)

دُنیا کے سماج و تہذیب کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دَور کے لوگوں میں غیر مساوات اور درجہ بندی رہی ہے اور سماج و معاشرہ میں رہنے والے تمامی افراد و اقوام میں واقعی مساوات ہو اور درجہ بندی نہیں پائی جاتی ہو، یہ محض خام خیالی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انسانی معاشرے میں مساوات والی کیفیت کبھی بھی نہیں رہی ہے۔ ماہر سماجیات ڈبلو۔ ایچ۔ سمنر (W. H. Sumner) کے کہنے کے مطابق تاریخ انسانی میں غیر مساوات اور سطح بندی ہمیشہ سے پائی جاتی ہے'' مختلف ماہر بشریات (Anthropologists) کا ماننا ہے کہ قدیم انسانی معاشرہ میں مساوات اور برابری تھی لیکن موجودہ زمانے کی طرح اس قدیم انسانی معاشرہ میں بھی اونچ، نیچ کا تصوّر تھا۔ جے۔ بی۔ گٹلر (J.B. Gitler) کے مطابق بھی غیر مساوات ہر تہذیب اور ہر سماج کی خصوصیت رہی ہے۔ یعنی ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں، ایک تہذیب سے دوسری تہذیب میں اور ایک قبیلے و خاندان سے دوسرے قبیلہ و خاندان میں کئی اعتبار سے غیر مساوات اور غیر برابری دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جن میں ایک انفرادی اور دوسرا سماجی۔

انفرادی درجہ بندی اور غیر مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ انسان میں ناک و نقشہ، شکل و شباہت، رنگ و روپ، لمبائی و چوڑائی، عمر اور قد اور جنس کی بنیاد پر درجہ بندی، سطح بندی اور غیر مساوات و غیر برابری رہی ہے اور سماجی درجہ بندی اور غیر مساوات کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان. مال و دولت، نسل، زبان، مذہب اور پیشہ کی بناء پر زمرہ بندی اور درجہ بندی پائی جاتی ہے- جیسے جیسے معاشرے اور تہذیب کی ترقی ہو رہی ہے معاشرے کے ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں ایک جماعت سے دوسری جماعت میں، ایک خاندان و قبیلہ سے دوسرے خاندان و قبلہ میں پیشہ و حرفت، مال و دولت، حسب و نسب، نسل اور زبان، رنگ کی بناء پر سطح بندی اور درجہ بندی بڑھتی جارہی ہے۔

(2) مطالعۂ سماجی درجہ بندی: مقاصد(Study of Social Stratification and its objectives)

سماجی درجہ بندی کے مطالعہ سے طلبہ وطالبات کو درج ذیل جانکاریاں ہوں گی:

i)) سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے پراس کے معانی ومطالب کو سمجھ پائیں گے اور طلبہ وطالبات اس نظریے کے تمام پہلوئوں سے واقف ہو جائیں گے۔

ii)) سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس نظریے کے طول وعرض کی واقفیت ہو گی۔

iii)) سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس نظریے کی خصوصیات کی معلومات حاصل ہوں گی۔

iv)) سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس نظریے کے فوائد ونقصانات کے متعلق جانکاری ملے گی۔

v)) سماجی درجہ بندی کا مطالعہ کرنے سے اس سماجی درجہ بندی کے اقسام کی جانکاری ملے گی۔

vi)) سماجی درجہ بندی اور حرکت پزیری کے مابین رشتے کی معلومات فراہم ہوں گی۔

(3) سماجی درجہ بندی کے معانی ومطالب (**Social Stractification: Meaning and definitions**)

سماجی درجہ بندی دراصل سماج ومعاشرہ کے مختلف جماعتوں میں ایک قسم کا بٹوارہ اور تقسیم ہے۔ نیز سماجی درجہ بندی کا تعلق سماج معاشرے کے گروپوں کے درمیان دراصل ساختی عدم مساوات سے ہے۔

Social stratification refers to the existence of structured inequalities between groups in society.

اکثر سماجی درجہ بندی کا موازنہ ارضیاتی تہہ بندی سے ہوتی ہے۔ یعنی زمین میں جس طرح پتھر کی تہہ بندی ہوتی ہے، اسی طرح انسانی سماج میں بھی مختلف گروہوں کے درمیان درجہ بندی اور سطح بندی ہوتی ہے۔ اور جماعتوں میں یہ جو درجہ بندی ہے وہ مال ودولت، پاور، عزت اور عہدے کی بناء پر ہے۔

اوگبرن اور نمکاف(Ogburn & Nimkoff) کے مطابق سماجی درجہ بندی درحقیقت لوگوں کے درمیان انفرادی طور پر اجتماعی طور پر رتبہ کے اعتبار سے ایک قسم کی درجہ بندی ہے۔

The process by which individuals and groups are ranked in more or less enduring hierachy of status known as social stractification.

جنس برٹ کے مطابق ''سماجی درجہ بندی دراصل سماج و معاشرہ کے مستقل جماعتوں اور گروپوں میں جو بٹوارہ ہے، اس سے ایک دوسرے سے اونچ نیچ کے اعتبار سے آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔

ستھرلین اور میکسویل کے مطابق سماجی درجہ بندی دراصل ایک طریقہ کا سماجی تفرق کا ذریعہ ہے جو سماج کے کچھ لوگوں کو سماجی درجہ بندی میں اوپر رکھتا ہے اور بقیہ لوگوں کو نیچے۔

Sutherland and Maxwell hold that social stratificatikon is the process of interaction and differientialion which places some people higher than others.

ویلیم جے گوڈ کے کہنے کے مطابق سماجی درجہ بندی ایک طرح کا ایک ایسا نظام ہلے جس کے ذریعہ اسباب و مسائل اور انعامات کا بٹوارہ ہے اور یہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے۔

ریمنڈ مور(Raymod Moor) کے مطابق سماجی درجہ بندی اصل میں سماج میں سماجی اکائیوں(Social Units)کا اعلیٰ اور ادنیٰ کے درمیان ہوریجنٹل(Horizontal) بٹوارہ ہے۔

ٹولکوٹ پارسنس کے مطابق ''سماجی درجہ بندی حقیقت میں اونچ نیچ آدمیوں کے درمیان ایک قسم کا بٹوارہ ہے۔

(4) سماجی درجہ بندی کے طول و عرض(Dimensions of social stratification)

سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کا تعلق سماج میں مختلف تفرقات کی سطحیں ہیں جو لوگوں کا سماج میں درجہ بن دی اور سطح بندی کرتی ہے۔ تفرق کے طول و عرض مندرجہ ذیل ہے۔

i)) سماجی طبقہ(Social class) : یہ ایک معاشیاتی اصطلاح ہے۔یعنی سماج کے لوگوں میں دولت ومعاش کے اعتبار سے درجہ بندی اور طبقہ بندی- یہ ایک کھلا مظہر ہوتاہے جو کہ صنعتی معاشرہ کی خصوصیت ہے۔کھلا ہون ے کا مطلب یہ ہے کہ بند سماج(Closed Society) کے مقابلہ میں صنعتی سماج میں آگے بڑھنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں۔

ii)) پاور(Power): اس کا تعلق سیاسی اور دیگر چیزوں سے ہے۔

iii)) اسٹیٹس(Status): اس کا تعلق سماج کے لوگوں میں وقار وعزت کے بٹوارے سے ہے۔یہ ایک خاص طرح کے لائف اسٹائل سے متعلق ہے۔جیسے کھان، پان، لباس، رہن سہن، زبان اور طور طریقہ کے اعتبار سے سماج ومعاشرہ میں درجہ بندی

(5) سماجی درجہ بندی کی خصوصیات(Characteristics of Social Stratificatioin)

سماجی درجہ بندی کے نظریے کی کئی خصوصیات ہیں

i)) سماجی درجہ بندی کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ چیز ہر دور کے سماج کی خصوصیت میں پائی جاتی ہے(Social Stratification is universal in nature) اور آج سے پہلے کے تمام سماج ومعاشرہ میں بھی سماجی درجہ بندی کسی نہ کسی شکل میں لازمی طور سے موجود رہی ہوگی۔یہاں تک کہ آدی باسی سماج میں بھی درجہ بندی اور سطح بندی کا تصوّر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر ہر آدی باسی سماج میں ایک ٹرائیبل چیف ہوتا تھا، جو تیر اندازی میں مہارت رکھتا تھااور اس کی آدی باسی سماج کے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ عزت اور تکریم ہوتی تھی۔

ii)) سماجی درجہ بندی کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی فطرت سماجی ہے۔(Social Stratification is Social in nature) ۔وہ اسباب ومسائل اور ذرائع کے اعتبار سے ہے۔اور اسباب ووسائل اور ذرائع جو سماج سے منسلک ہیں وہ سماج کے نیم ضابطہ اور قاعدہ قانون سے طے ہوتے ہیں۔اور یہ قاعدے قوانین اور ضابطے جو ہیں نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔اور اس کا پھیلاؤ سماج کے مختلف شعبوں سے ہوتا ہے۔جس میں مذہب، سیاست عدالت اور تعلیمی ادارے شامل ہیں۔

(iii) سماجی درجہ بندی کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی متنوع شکلیں ہیں۔(Stratification has diverse forms) اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی کا روپ ہر سماج میں ایک جیسا نہیں تھا بلکہ الگ الگ تھا۔ مثال کے طور پر قدیم روم میں غلامانہ نظام تھا جبکہ ہندوستان میں ذات پات کا نظام تھا۔

(iv) سماجی درجہ بندی دراصل سماج معاشرے میں پاور، ترجیحی، وسائل اور انعامات کے غیر مساوی بٹوارے سے متعلق ہے۔

(v) سماجی درجہ بندی سے اعلیٰ ادنیٰ حیثیتوں کے تصورات کو طاقت ملتی ہے۔

(vi) سماجی درجہ بندی سے مختلف طبقات میں اسٹیٹس گروپ کو طاقت ملتی ہے۔

(6) سماجی درجہ بندی کے فوائد و نقصانات(Functions and dysfunctions of Social Stratification)

سماجی درجہ بندی کے متعدد فوائد اور نقصانات بھی ہیں، جن کا ذکر درج ذیل میں کیا جارہا ہے۔ سب سے پہلے سماجی درجہ بندی کے فوائد پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

سماجی درجہ بندی کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسانی زندگی میں مختلف ضروریات لاحق ہوتی ہیں اور مختلف اسباب کی حاجت ہوتی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے مختلف اسباب اور مختلف کام کرنے والوں کی ضرورت ہے، اور ان کا تعاون ضروری ہے۔ اس کے لئے سماجی درجہ بندی بھی ضروری ہے۔ اور اس کے لئے کام کاج کا بٹوارہ ہوتا ہے، تاکہ ہر ایک کام کرنے والا ایمانداری سے کام کر کے سماج معاشرے کو بھر پور تعاون کرے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی مختلف کام کاج کرنے والے کو زیادہ سے زیادہ کام کاج پر اُبھارنا اور آمادہ کرنا ہے جس کے بدلے میں انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے لوگوں میں قابلیت اور صلاحیت کی وجہ کر عہدہ ملتا ہے جس کی وجہ سے آپسی تعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے نیز آپسی ٹکراؤ کا مادّہ بھی ختم ہوتا ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے لوگ انعامات و احسانات سے نوازے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں یہ بہتر طریقے سے سماج معاشرے کی معاونت کرتے ہیں۔

پانچویں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج و معاشرہ کے لوگوں میں باہمی تعلقات اور آپسی رشتے ہموار ہوتے ہیں۔

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج و معاشرہ کے افراد کی پوزیشن طے ہوتی ہے۔ جس کی روشنی میں پوزیشن کے اعتبار سے سماج معاشرے کے ہر فرد کو کام سونپا جاتا ہے۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج معاشرے کے افراد میں ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جسے وہ بحسن خوبی ادا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان سے سماج کے سبھی لوگوں کو مستفیض ہونے کے مواقع ملتے ہیں۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے مضبوط مسابقہ (Healthy Competion) کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے سماج کی ترقی ہوتی ہے اور بلا وجہ سماج و معاشرہ ٹکراؤ اور مخالفت سے محفوظ رہتا ہے۔

نواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج و معاشرہ کے جو ضابطے قوانین اور رسم ورواج ہیں، انہیں ماننے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔

دسواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج اور معاشرے میں ہر فرد اپنی قابلیت وصلاحیت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے سماج و معاشرہ میں بدلائو پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ سماج معاشرے کے لئے نئی نئی چیزوں کو غوض کرتا ہے جس کی وجہ سے ان کی اور سماج کے تمام لوگوں کی زندگیاں نکھرتی ہیں۔

گیارہواں فائدہ یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج و معاشرہ میں یکجہتی کو بڑھاوا ملتا ہے جس کی وجہ سے انفرادی اور اجتماعی طور پر سماج و معاشرہ کو مضبوطی ملتی ہے۔

ذیل میں سماجی درجہ بندی کے چند نقصانات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

پہلا منفی پہلو یہ کہ سماجی درجہ بندی سے انسان کو خاص مقام اور خاص عہدہ حاصل ہو جانے کے بعد وہ بے فکر ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی صلاحیت و قابلیت منجمد ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے سماج و معاشرہ کے افراد کو نقصان ہوتا ہے۔

دوسرا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے ہر فرد اپنے بارے میں اور اپنی قوم کے بارے میں سوچتا ہے۔ اور اسے ترقی دینے کی فکر مند رہتا ہے اور بقیہ لوگوں کو نظر انداز کر دیتا ہے جس کی وجہ سے سماج و معاشرہ کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تیسرا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج و معاشرہ کے کچھ لوگوں کو اہم مقامات اور اہم عہدے مل جاتے ہیں اور کچھ لوگوں کو کم، جس کی وجہ سے ان میں مایوسی، بے اطمینانی اور احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے۔

چوتھا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے عدم مساوات اور غیر برابری کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں مساوات اور برابری ختم ہو جاتی ہے۔

پانچواں نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی سے سماج و معاشرہ کے اندر جو مضبوط طبقات ہیں، ان کا ہی سماجی وسائل پر قبضہ رہتا ہے۔ یہ خوشحال زندگی گزارتے ہیں اور بقیہ لوگ تنگ دستی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ان کے اندر بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور سماج میں ٹکرائو کے حالات پیداہ وجاتے ہیں۔

چھٹا نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی کا نظام مقابلہ پر مبنی ہے جس کے نتیجے میں انسان کے اندر غیر محفوظی احساسات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جنہیں نہیں ملا ہے انہیں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں ملے گا یا نہیں۔ اور جنہیں مل گیا ہے، ان کے اندر یہ تصور اُبھرنے لگتا ہے کہ ہم اسے بچا پائیں گے یا نہیں یا اس کا حق ہم ادا کر سکیں گے یا نہیں۔

ساتواں نقصان یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی انسان کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ سماجی وسائل تک سماج کے ہر فرد کی پہنچ نہیں ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کی اندرونی صلاحیت کو نکھارنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

آٹھواں نقصان یہ ہے کہ ہندوستان جیسے بند اور ذات پات پر مبنی سماج میں سماجی درجہ بندی ہے چھوا چھوت، اونچ نیچ جیسی خرابیوں اور بہت ساری برائیوں کو کو بڑھاوا ملتی ہے۔ ان خرابیوں اور بُرائیوں کی وجہ سے سماج و معاشرہ میں انتشار و افتراق پیدا ہوتا ہے۔

7)) بند سماجی درجہ بندی (Closed System of Stratification)-

سماجی درجہ بندی کی دو قسمیں ہیں: ایک بند سماجی درجہ بندی اور دوسرا کھلا سماجی درجہ بندی۔ بند سماجی درجہ بندی میں سماج کے افراد و طبقات کی پوزیشن جنم سے طے ہوتی ہے۔ اور اس طرح کے نظام میں انسان کے افراد و اقوام خواہ جتنی بھی کوشش کر لیں، ان میں بدلائو اور صلاحیت و قابلیت کے نکھارنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ اور جب طبقہ کی جو پوزیشن ہوتی ہے، وہی پوزیشن اس آدمی کی رہتی ہے۔

مثال کے طور پر ہندوستانی سماج ذات پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس طرح کے نظام میں سماجی نقل و حرکت کے امکانات بہت کم ہیں۔ بلکہ انسان کا جنم جس ذات میں ہوتا ہے۔ اسی ذات کا جو پیشہ ہوتا ہے، وہی پیشہ اس آدمی کا ہو جاتا ہے۔

(8) کھلا سماجی درجہ بندی(-Open System of Stratification)

کھلا سماجی درجہ بندی صنعتی معاشرے کی خصوصیت ہے۔ اس نظام میں سماجی نقل و حرکت(Social mobility) کے مواقع بند سماجی درجہ بندی کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ اور اس نظام و دستور میں انسان کی حیثیت پیدائش سے طئے نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے کاموں سے طئے ہوتی ہے۔ اور اس نظام کی روشنی میں سماج کا ہر فرد اپنی صلاحیت اور محنت سے پوزیشن حاصل کرتا ہے۔ اور کھلا سماجی درجہ بندی کے طفیل میں ذات پات اور غلط قسم کے رسم و رواج سے نکل کر خوشحال زندگی جینے کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔

(9) سوشلسٹ معاشرے میں درجہ بندی(-Stratification in Socialist Societies)

کارل مارکس کے مطابق مساویانہ سماج کے لئے ذرائع پیداوار(Sources of Production) پر سماج کے ہر فرد کا یکساں حق ہے۔ اور اس طرح کے مساویہ سماج(Egalitarian Society) کو سوشلسٹ معاشرے کا نام کارل مارکس نے دیا ہے۔ اور اس سوشلسٹ معاشرے میں حکومت لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق اشیاء فراہم کرتی ہے۔

کارل مارکس نے سوشلسٹ سماج کا جو نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کے برعکس سوشلسٹ معاشرے میں بھی معاشی غیر برابری اور درجہ بندی پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ معاشی غیر برابری سوشلسٹ معاشرے میں کیپٹلسٹ معاشرے(Capitalist Society)کے مقابلے میں کم پائی جاتی ہے۔

یوگوسلاویہ کے مصنف میلووان ڈی جی لاس(Milovan Dijilas)جو خود بھی کبھی کمیونسٹ تھے، وہ اپنی کتاب The new classمیں لکھتے ہیں کہ سوشلسٹ معاشرے میں تمام بڑے بڑے عہدوں پر کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین فائز رہتے ہیں۔ کہنے کو شوسلسٹ معاشرے کے ہر فرد کا ذرائع پیداوار(Means of Production) پر برابر کا قبضہ ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا دیکھا گیا ہے اس پر کہ کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین کا ہی قبضہ رہتا ہے۔

سوشلسٹ معاشرے میں کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین کو جو اہم سہولیات اور ضروریات فراہم ہوتے ہیں جیسے بہترین سرکاری گھر، مفت علاج اور بہتر سے بہتر معالجہ، اولاد کے لئے بہت سے بہتر اسکولوں میں داخلے کا انتظام اور دیگر نقدی امداد اور سہولیات وغیرہ، اسی طرح کی آسانیاں اور سہولیات عام پبلک اور عام کمیونسٹ معاشرے میں بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح کی صورت حال میں کمیونسٹ معاشرے میں بھی غیر برابری معاشرے کا وجود ہو جاتا ہے اور امیر و غریب کا طبقہ بن جاتا ہے اور کمیونسٹ پارٹی کے اہم اراکین کے جو پاور ہیں ان پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ They enjoy an absolute Power. اور نچلے درجہ کے جو کارکن ہیں، ان کی وہاں تک رسائی مشکل ترین کام ہوتا ہے جبکہ س رمایہ دار معاشرے کے مقابلے میں یہاں سماجی نقل و حرکت کے مواقع کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

فرینک پارکن (Frank Parkin) کے مطابق مشرقی یورپین سماج میں مختلف قسم کے طبقات (Strata) پائے جاتے ہیں۔

i) سفید پوش پیشہ ور مثلاً منیجر اور حکمراں (White collar Professionals and administrative Positions)

ii) ہنر مند دستی پوزیشن (Skilled Manual Positions)

iii) نچلے درجہ کا سفید پوش پوزیشن (Lower white collar Positions)

iv) غیر ہنر مند دستی پوزیشن (Unskilled Manual Positions)

فرینک پاکن کے مطابق شوسلسٹ معاشرے میں غیر ہنر مند دستی مزدور کے مقابلے میں اعلیٰ حکمراں، منیجر، پروفیشنل، کو زیادہ مقام، عزت اور رتبہ حاصل ہوتا ہے۔

(10) سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری (Stratification and Mobility)۔

سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان گہرا رشتہ ہے جبکہ بند سماج میں حرکت پذیری کے امکانات کم ہوتے ہیں اور کھلا سماج میں حرکت پذیری کے امکانات بہت ہوتے ہیں۔ سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کا انحصار نظام پر ہے۔ حرکت پذیری کی دو قسمیں ہیں۔

i) نسل در نسل حرکت پذیری (Inter-generational mobility)

(ii) شخصی حرکت پزیری(Intra-generational mobility)

نسل در نسل حرکت پزیری کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ نسل میں نقل و حرکت ہو تو اسے نسل در نسل حرکت پزیری کہا گیا ہے۔

شخصی حرکت پزیری کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کی نقل و حرکت ہو تو اسے شخصی حرکت پزیری کہا جاتا ہے۔ جسے کوئی اگر کلرک ہے اور بعد میں وہ مقابلہ جاتی امتحان پاس کر کے آئی۔اے۔ایس ہو گیا تو اس مشکل میں صرف ایک شخص کی ترقی ہو رہی ہے۔

نسل در نسل حرکت پزیری اور شخصی حرکت پذیری کی گنجائش بند سماج میں نہ کے برابر ہوتی ہے۔ جیسے ہندوستان کا قدیم سماج جو ذات پر مبنی تھا اور ذات پر مبنی سماج بند سماج بھی کہلاتا تھا۔ اس طرح کے سماج میں ہر ذات کا اپنا ایک موروثی پیشہ ہوتا تھا۔ جو پیڑھی در پیڑھی منتقل ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر بڑھئی کا بیٹا بڑھئی ہوتا تھا اور لوہار کا بیٹا لوہار ہوتا تھا یعنی باپ کا جو موروثی پیشہ تھا وہی موروثی پیشہ بیٹے کے بیٹے کا ہو جاتا تھا۔ ٹھیک اس کے برعکس صنعتی اور سرمایہ داری معاشرے میں نسل در نسل حرکت پذیری اور شخصی حرکت پذیری کے امکانات زیادہ سے زیادہ ہوتے ہیں۔

(11) اکتسابی نتائج(Learning Outcomes):-

اس اکائی کے مطالعہ سے سماجی درجہ بندی کے تصوّر کو تفصیل سے سمجھنے میں مدد ملی ہے اس کے علاوہ سماجی درجہ بندی کے مقاصد، معانی و مطالب اور طول و عرض کی معلومات بھی فراہم کی گئی ہے۔

سماجی درجہ بندی کی کئی خصوصیات کی جانکاری فراہم ہوئی جیسے (۱) یہ درجہ بندی ہر دَور کے سماج کی فطرت میں پائی جاتی ہے۔ (۲) درجہ بندی کی متنوع شکلیں ہیں وغی رہ وغیرہ۔

اس اکائی کے مطالعہ سے سماجی درجہ بندی نظام کے انفرادی اور اجتماعی زندگیوں اور مختلف طبقات پر پڑنے والے اثرات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اس اکائی کے مطالعہ سے سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے اس کے بارے میں جانکاری ملی اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ کہ حرکت پذیری کے امکانات کھلے سماج کے مقابلے میں بند سماج میں برائے نام امکانات ہوتے ہیں۔

12)) کلیدی الفاظ)-Key Words)

i)) سماجی درجہ بندی(Social Stratification)۔کے معنی سماج میں ساختی عدم مساوات ہے۔اور سماج کے مختلف طبقات میں ایک قسم کا بٹوارہ کا نام ہے۔

ii)) بند سماجی درجہ بندی(-Closed stratification) کے معنی سماج میں ساختی عدم مساوات ہے۔اور سماج کے مختلف طبقات میں ایک قسم کا بٹوارہ کا نام ہے۔

iii)) کھلا سماجی درجہ بندی(Open Stratification) کا معنی یہ ہے کہ ج س سماج میں حرکت پذیری کے امکانات زیادہ سے زیادہ ہو۔

iv)) حاصل شدہ حیثیت(Achieved Status) کے مطلب اپنی محنت اور لگن سے حاصل کی ہوئی حیثیت۔

v)) منسوبی حیثیت(Ascribed Status)۔جنم سے طئے کی گئی حیثیت۔

vi)) سماجی حرکت پذیری(Social Mobility)۔کے معنی سماجی درجہ بندی نظام کے اندر انفرادی اور طبقات کی ایک حیثیت سے دوری حیثیت جانا۔خواہ اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر جانا۔

vii)) نسل در نسل حرکت پذیری(Inter-generational Mobility) کا معنی ہے کہ دو یا دو سے زیادہ نسلوں میں نقل و حرکت ہو۔

viii)) شخصی حرکت پزیری(Intra-generational Mibility) کا مطلب ہے کہ ایک شخص کی نقل و حرکت ہو۔

ix)) ذرائع پیداوار(Means of Production) سے مراد وہ تمام مادی عناصر ہیں جن سے مصنوعات کی پیداوار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مشین، مختلف قسم کے آلات و ہتھیار(Tools) آفس اور کمپیوٹر وغی رہ یعنی وہ تمام عناصر یا اجزا جن سے دولت کی پیداوار ہوتی ہے۔

x)) موروثی(Hereditary) کے معنی ہے وہ اشیاء جو ورثہ میں ملے۔

(13) نمونہ امتحانی سوالات(-Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حاصل سوالات(Objective Type Questions)

(1) ہندوستانی سماج میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

i)) مال دولت (ii) ذات

iii)) خاندان (iv) جنس

(2) جب سماج کو اونچ نیچ کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں۔

i)) ذات (ii) کلاس

ii)) درجہ بندی (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(3) درج ذیل میں سے درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

i)) پیدائش (ii) تعلیم

iii)) دولت (iv) ان میں سے سبھی

(4) درج ذیل میں سے بند سماجی درجہ بندی کی مثال کیا ہے؟

i)) کلاس (ii) پاور

ii)) ذات (iv) ان میں سے سبھی

(5) درجہ بندی کے سنسکرتی کے آدھار درج ذیل میں سے کون ہے؟

i)) جنسی فرق (ii) نسل

(iii) پیدائش (iv) دھرم

(6) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کا کام کون سا ہے؟

(i) سماج میں یکجہتی پیدا کرنا (ii) سماج کی ترقی

(iii) معاشرہ میں مایوسی کو بڑھاوا دینا (iv) ان میں سے سبھی

(7) The New class کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(i) مبون ذی جی لاس (ii) کارل مارکس

(iii) ٹال کٹ پارسن (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(8) درج ذیل میں سے کس نے Class in it self اور Calss for it self اصطلاح کا استعمال کیا ہے؟

(i) کارل مارکس (ii) میکس ویبر

(iii) ایل۔اے کوجر (iv) جی، سی میل

(9) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کی حیاتیاتی بنیاد کیا ہے؟

(i) سیاسی طاقت (ii) مالی طاقت

(iii) پیشہ (iv) ریس(Race)

(10) درج ذیل میں سے کون نسل در نسل حرکت پذیری اور شخصی حرکت پذیری کی بات کرتا ہے؟

(i) کارل مارکس (ii) سوروکن

(iii) میکسو یبر (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(11) نسل در نسل حرکت پذیری کا مطلب درج ذیل میں سے کون سا ہے؟

(i) دو نسل یا دو نسل سے زیادہ میں حرکت (ii) ایک شخص میں نقل و حرکت

(iii) (i) اور (ii) دونوں میں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(12) شخصی حرکت پذیری کا مطلب درج ذیل میں سے کون سا ہے؟

(i) ایک شخص کی نقل و حرکت (ii) نسلوں میں نقل و حرکت

(iii) ایک اور دو دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(13) ذرائع پیداوار کا کیا مطلب ہے؟

(i) تمام مادّی عناصر (ii) تمام غیر مادّی عناصر

(iii) (i) اور (ii) دونوں (iii) ان میں سے سبھی

(14) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کے بارے میں کون سا بیان صحیح نہیں ہے؟

(i) سماج کا درجہ بندی کی بنیاد پر تقسیم (ii) سماج کی درجہ بندی انسان کی پوزیشن کو بتاتا ہے

(iii) سماج کی درجہ بندی انسان کی پوزیشن نہیں (iv) ان میں کوئی نہیں

(15) درج ذیل میں سے ''موروثی'' کے معنی ہیں

(i) ورثہ میں جو چیز ملے (ii) ورثہ میں جو چیز نہ ملے

(iii) (i) اور (ii) دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(16) سماجی درجہ بندی، درج ذیل میں سے کس سے طے ہوتی ہے؟

i)) مذہبی جذبات (ii) انسان کی مالی حیثیت

iii)) جان پہچان (iv) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short type Questtions):

i)) سماجی درجہ بندی کیا ہے؟

ii)) بند سماجی درجہ بندی کیا ہے؟

iii)) کھلا سماجی درجہ بندی کیا ہے؟

iv)) سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ وضاحت کریں۔

v)) سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کریں۔

vi)) حرکت پذیری کی کتنی قسمیں ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long type Questions):

i)) سماجی درجہ بندی کی خصوصیات پر روشنی ڈالئے؟

ii)) سماجی درجہ بندی کے فوائد و نقصانات پر تفصیلی تحریر قلم بند کریں۔

iii)) سماجی ڈھانچہ اور سماجی درجہ بندی کے مابین رشتوں کی وضاحت کریں۔

iv)) سماجی درجہ بندی اور اور حرکت پذیری کے درمیان کے رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے حرکت پذیری کی تمام صورتوں پر روشنی ڈالئے۔

v)) ذرائع پیداوار، نسل در نسل حرکت پذیری حاصل شدہ حیثیت اور موروثی حیثیت کی وضاحت اپنے الفاظ میں کریں۔

vi)) سوشلسٹ معاشرے میں سماجی درجہ بندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

مزید مطالعہ کے لئے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for further Reading)

1. Coser, lewis A, 2017, Masters of Sociolotical Thought, Rawat Publications, Jaipur, India.
2. Ritzer, George, 2000, Sociological Theory, Rawat Publications, Jaipur, India.
3. Johnson, H.M., 1967, Sociology: A Systematic Introduction, New Delhi.
4. Bottomore, T.B., 1976, Classes in Modern Society, London.
5. Bottomore, T.B., 1962, Sociology: A Guide to Problems and literature Vintage Books, New York.
6. Davis, K and Moore, W., 1945, Some Principles of Stratification, American Sociological Review.
7. Dahrendorf, R. 1959, Class and Class Conflict in industrial Society, London.
8. Tumin, Melvin, 1969, Social Stratification, Prentice Hall of India, Delhi.
9. Sorokin, P.A., 1927, Social Mobility, New York.
10. Marx, Kart, 1848, Communist Manifesto .

Bendix, B. and lipset, S.M. 1959, Social Mobility in Industrial 11.
Society.

Djilas, Milovan, 1957, The New Class, Thames & Hudson, London. 12.

☆☆☆

اکائی 2.1: سماجی درجہ بندی کے متعلق مختلف نظریات

(APPROACHES TO THE THEORY OF SOCIAL STRATIFICATION)

اکائی کے اجزاء:

(1) سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ تھیوری: بنیادی مفروضات

ٹالکٹ پارسنس کا نقطۂ نظر

کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور کا نقطۂ نظر

(2) سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کا نقطۂ نظر

(3) سماجی درجہ بندی کے متعلق میکس ویبر کا نقطۂ نظر

(4) سماجی درجہ بندی کے متعلق اُلریک بیک کا نقطۂ نظر

(5) سماجی درجہ بندی کے متعلق اینڈھنی گڈنس کا نقطۂ نظر

(6) سماجی درجہ بندی کے متعلق ڈبلو، ایل وارنر کا نقطۂ نظر

(7) اکتسابی نتائج

(8) کلیدی الفاظ

(9) نمونۂ امتحانی سوالات

(10) مزید مطالعہ کے لئے تجویز کردہ کتابیں

(1) سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ تھیوری: بنیادی مفروضات

(Funtionalist Theory of Stratification: Basic Assumptions)

1950ء سے 1960ء تک سماجیات میں "فنکشنلزم" ایک اہم تھیوری مانا جاتا تھا۔ فنکشنلسٹ تھیوری کا ماننا ہے کہ سماج و معاشرہ میں اگر کوئی چیز ہے، تو یوں ہی اس کا وجود نہیں ہے، بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی کام اور فنکشن ہے۔ چنانچہ سماجی درجہ بندی کا بھی سماج و معاشرہ میں ایک اہم رول اور فنکشن ہے اور سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ تھیوری کے مختلف بنیادی مفروضات (Assumptions) ہیں جو درج ذیل میں مذکور ہیں:

(a) سماجی درجہ بندی ایک آفاقی عمل ہے۔

(b) سماجی درجہ بندی سماج و معاشرہ کی ضروریات پر مبنی ہے۔

(c) ہر سماج معاشرے میں کچھ خاص اہم مسائل و ضروریات ہیں جن کو پورا کرنا لازم ہے۔ ورنہ سماج و معاشرہ کا وجود ختم ہو جائے گا۔

(d) سماجی درجہ بندی "سماج معاشرے میں نظم و نسق قائم رکھنے میں اپنا اہم رول ادا کرتی ہے۔

(e) سماجی درجہ بندی سماج معاشرے میں کام کاج کے بٹوارے (Division of labour) میں بھی اپنا اہم رول ادا کرتا ہے۔

(f) سماج معاشرے میں ہر ایک کام یکساں اہمیت کے حامل نہیں ہوتے۔

g)) سماجی درجہ بندی کام کی نوعیت اور اہمیت کو طے کرتی ہے اور سماج کے لئے کام کی اہمیت اور ضرورت کے اعتبار سے اس کام کی ویلیو کے ساتھ ساتھ اس پر انعامات بھی طے کرتی ہے۔

i)) ٹالکٹ پارسنس کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نقطۂ نظر

(Talcott Parsons's approach to stratification)

ٹالکٹ پارسنس کا سماجی درجہ بندی کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ :

a)) سماجی درجہ بندی ایک آفاقی عمل ہے۔

b)) سماج معاشرے میں نظم و نسق، قاعدہ قانون اور باہمی تعاون آپسی رضامندی(Value Cousensus) پر مبنی ہے۔

c)) ہر ایک سماج و معاشرہ کا نظم و نسق اور قاعدہ قانون الگ ہے۔

d)) سماجی درجہ بندی پر سماج و معاشرہ کے تمامی افراد و اقوام آپسی رضامندی سے متفق ہوتے ہیں۔(Social stratification is based on the value couseusus of Society)

e)) ہر سماج اور معاشرے کے پاس کام کی قدر و قیمت اور اہمیت کے جانچنے کے اصول ہیں۔ سماج و معاشرے میں کامیابی کے معیار کو حاصل کرنے پر اسی اعتبار سے اسے درجات و انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستانی سماج میں آئی۔اے۔ایس(IAS)، ڈاکٹر(MBBS)، انجینئر(Engineer) اور سائنس داں(Scientist) وغیرہ بننے کو اہم کامیابی مانی جاتی ہے۔ چنانچہ جو کوئی بھی اوپر ذکر کردہ عہدہ پر فائز ہو جاتا ہے، اسے سماج و معاشرہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بہترین انعامات سے نوازتا ہے۔

g)) ٹالکٹ پارسنس کا ماننا ہے کہ چونکہ سماجی درجہ بندی سماج و معاشرہ کے ویلیو سسٹم(Value System) سے طے ہوتا ہے۔ اس لئے سماج و معاشرہ کے لئے سماجی درجہ بندی ایک ضروری چیز اور کارآمد ہے۔

ii)) کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نقطۂ نظر:

(Kingsley Davis & Wilbert Moore's approach to Social stratification)

کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور نے سماجی درجہ بندی کے متعلق ''فنکشنلسٹ تھیوری'' اپنے مشہور مضمون ومقالہ " Some Principles of stratification"میں پیش کیا، جو مضمون ومقالہ امریکن جرنل آف سوشولوجی 1945ء میں شائع ہوا تھا۔ چنانچہ ان دونوں کا سماجی درجہ بندی کے متعلق درج ذیل نظریات وخیالات ہیں:

a)) سماجی درجہ بندی سماج ومعاشرہ کی فنکشنل ضرورت(Functionalist Necessity) ہے۔

b)) ہر دور کے ہر سماج ومعاشرہ میں سماجی درجہ بندی دیکھنے کو ملتی ہے۔

c)) سماج ومعاشرہ میں کچھ عہدے سماج ومعاشرہ کو چلانے کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

d)) سماج معاشرے میں کچھ عہدے بقیہ عہدے کے مقابلے میں نہایت اہم ہوتے ہیں، جن کے لئے خاص قسم کی صلاحیت وقابلیت(Talent) ہونی چاہئے۔ لیکن یہ خاص قسم کی صلاحیت وقابلیت گنے چُنے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔

e)) ان دونوں کے کہنے کے مطابق سماجی درجہ بندی کا کام خاص قسم کی صلاحیت مندوں کی پہچان کر کے سماج ومعاشرہ میں جو خاص عہدے ہیں، ان پر انہیں فائز کرنا ہے۔

f)) ان دونوں کے کہنے کے مطابق سماجی درجہ بندی کا کام سماج معاشرے میں جو خاص عہدے ومنصب ہیں، اُن پر اچھے انعامات رکھنا(Placing high rewards on important Positons) تاکہ لوگوں کا اس کی طرف پر کشش جھکائو ہوسکے۔ اور عہدہ ومنصب مل جانے کے بعد اپنے فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالنے میں دلچسپی کا مظاہرہ کرسکے۔

سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریات پر ایک تنقیدی نظر

(A critical analysis of functionalist theory of social stratification)

ٹیومن کا یہ کہنا ہے کہ ہر ایک کام کی مساوی اہمیت ہے۔ اور ایسا نہیں ہے کہ کچھ عہدے ومناصب نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور کچھ عہدے واہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ بلکہ ہر قسم کا کام وعہدہ قابل اہمیت ہے۔ ٹیومن نے کنگسلے ڈیوس اور ویلبرٹ مور کا درجہ بندی کے

متعلق فنشنلسٹ نظریہ کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اس کے مطابق ڈیوس اور مور دونوں نے سماج و معاشرہ میں انعامات کو لے کر جو غیر مساوی بٹوارہ کیا ہے اس میں پاور اور انفلوئنس کی جو اہمیت ہے اس کو نظر انداز کیا ہے۔ ٹیومن کے کہنے کے مطابق ڈیوس اور مور کے سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریات لوگوں کو حوصلہ بڑھانے کے بجائے حوصلہ شکنی کا کام کرتا ہے۔

سماجیات کے کچھ ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی کے متعلق فنکشنلسٹ نظریات ایک جنرل تھیوری ہے اور اس میں کوئی دم نہیں ہے۔ بعض ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی ہر دور کے سماج معاشرے میں رہی ہے، ایسا ہر گز نہیں ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ فنشنلسٹ تھیوری امریکی سماج کے اصول کو دھیان میں رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ تھیوری یہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے کہ سماج معاشرے میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ اور کہیں کوئی غیر برابری، استحصال اور جھگڑا لڑائی نہیں ہے جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے۔

(2) سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کا نقطۂ نظر

(Karl Marks's approach to Social stratification)

سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کے جو نظریات ہیں، وہ فنکشنلسٹ نظریے کے بالکل برعکس ہیں۔ مثال کے طور پر کہ فنشنلسٹ نظریہ درجہ بندی کے متعلق یہ ہے کہ سماجی درجہ بندی "سماج و معاشرہ میں یکجہتی اور اتحاد و یگانگت پیدا کرتا ہے، لیکن کارل مارکس کا درجہ بندی کے متعلق یہ کہنا ہے کہ درجہ بندی سے سماج و معاشرہ میں تنائو پیدا ہوتا ہے اور یکجہتی و اتحاد کمزور ہوتا ہے۔

سماجی درجہ بندی کے متعلق کارل مارکس کے نظریات کی بنیاد

(i) کارل مارکس کے مطابق" سماجی درجہ بندی کی جڑ میں معاشیات ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ سماج و معاشرہ کی ہر ایک چیز کو معاشیات طے کرتا ہے۔(Economy determines everything in society) اس لئے کارل مارکس کو ایکونومک ڈیٹر منٹ(Economic determinist) بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) کارل مارکس کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی کی بنیاد سماج کے کلاس اسٹرکچر(Calss structure) پر ہے۔

(iii) کارل مارکس کا یہ کہنا ہے کہ سماجی درجہ بندی کا تعلق سماج میں ذرائع پیداوار کے مالکانہ حق سے ہے۔

(Social stratification derives from the relationships of social groups to the forces of Production)

(iv) کارل مارکس کے مطابق ''سماج معاشرے کا جب آغاز ہو رہا تھا، اس وقت سماجی درجہ بندی نہیں تھی، لہٰذا کلاس اسٹرکچر (Class Stucture) اور معاشی استحصال (Economic exploitation) کا تصور بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ کارل مارکس اس دور کو پریمیٹیو کمیونزم (Primitive Communaisni) کا نام دیتے ہیں۔

(v) جب سماج میں ضرورت سے زیادہ پیداوار (Surplus pruduction) ہونے لگا تب جا کر کلاس اسٹریکچر کا وجود ہوا۔

(vi) کارل مارکس کے مطابق کلاس کا مطلب یہ ہے کہ سماج کا طبقہ آپس میں ذرائع پیداوار کے ساتھ ایک ہی طرح کا ساجھا کرتے ہیں۔ (Karl Marx defines class as a group of people who share the same relationoushiр to the forces of Production)

(vii) کارل مارکس کلاس کو ذرائع پیداوار کے اونرشپ اور نان اونرشپ کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ (Karl Marx defines class in terms of ownership and non-owrnership of the means of production)

(viii) کارل مارکس کے مطابق قدیم معاشرہ و سماج کو چھوڑ کر بقیہ ہر سماج میں دو طرح کے کلاس پائے جاتے ہیں۔ ایک امیر، دوسرا غریب مثال کے طور پر جاگیردارانہ سماج (Feudal Society) میں زمین دار اور مزدور اور سرمایہ دارانہ سماج میں سرمایہ دار اور کاریگر طبقہ (Working class)۔

(ix) کارل مارکس کے مطابق امیر اور غریب کے مابین جو رشتہ ہے وہ استحصال پر مبنی ہے اور ہر دور میں ذرائع پیداوار پر جس طبقہ کا قبضہ ہوتا ہے وہ دیگر طبقات کے افراد و اقوام کا استحصال کرتا ہے۔

(x) کارل مارکس کے مطابق امیروں کی جو معاشی ترقی ہوتی ہے وہ غریبوں کی حق تلفی کر کے ہی ہوتی ہے۔

xi))   کارل مارکس کا کہنا ہے کہ مزدور جتنا کام کاج کرتا ہے، اس کام کے ویلیو کے برابر اسے مزدوری نہیں ملتی ہے۔ مثال کے طور پر مزدور نے آٹھ گھنٹے کام کئے، لیکن اسے دو گھنٹے کام ہی کی ہی مزدوری ملی۔ بقیہ چھ گھنٹے کے کام کا فائدہ اور منافع سرمایہ دار کو جاتا ہے۔

xii))   کارل مارکس کے کہنے کے مطابق غریبوں کے استحصال اور حق تلفی کے روک تھام کے لئے سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ اور اس کی جگہ مساویانہ نظام کے لئے کمیونسٹ نظام(-Communist Society-) کا قیام ضروری ہے۔

xiii)) کارل مارکس کے نظریہ کے مطابق کمیونسٹ سماج میں امیر و غریب کے درمیان کوئی فرق نہیں رہے گا، غریبوں کا استحصال ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور ذرائع پیداوار پر سماج کے ہر فرد کا مساویانہ مالکانہ حق ہو گا۔

xvi)) کارل مارکس کے مطابق کمیونسٹ سماج میں کوئی کلاس یعنی کوئی درجہ بندی نہیں ہو گی۔

کارل مارکس کے نظریات پر تنقیدی نگاہ:

(A critical analysis of Karl Marx views on Social stratification)

i))   میکس ویبر نے کارل مارکس کی اس بات کی تنقید کی ہے کہ کیپٹلسٹ سماج میں دو ہی طرح کے کلاس پائے جاتے ہیں۔ میکس ویبر کے مطابق کیپٹلسٹ سماج میں دو نہیں بلکہ چار طرح کے کلاس پائے جاتے ہیں جو درج ذیل ہے:

1. The Propertied upper class
2. The Propertyless white collar workes
3. The Petty bourgeoisie
4. The manual working class.

ii))   فرینک پارکن نے کارل مارکس کی اس بات کی تنقید کی ہے کہ کیپٹلسٹ سماج کی بنیاد اونرشپ اور نن اونرشپ آف پروپرٹی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیپٹلسٹ سماج کی بنیاد اکوپیشنل اسٹرکچر(Occupational Structue) پر کی ہے۔

iii)) رالف ڈہر نڈرف نے کارل مارکس کی تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کمیونسٹ سماج میں ورکنگ کلاس کوئی یکساں کیٹو گری (Homogeneous Category) نہیں ہے، بلکہ ورکنگ کلاس(Working class) بھی تین حصوں میں بٹا ہے۔ جیسے غیر ماہر(Unskilled)،ماہر(Skilled) اور نیم ماہر(Semi skilled) ورکنگ کلاس۔

(3) سماجی درجہ بندی کے متعلق میکس ویبر کا نقطۂ نظر

(Max Weber's approach to social stratificalion)

سماجی درجہ بندی کے متعلق میکس ویبر تین چیزوں کی بات کرتے ہیں:

i)) کلاس Class

ii)) اسٹیٹس Status

iii)) پاور Power

i)) کلاس(Class-): کلاس کے متعلق میکس ویبر کا یہ کہنا ہے کہ سماج میں آدمی کا کلاس ذرائع پیداوار کی ملکیت اور غیر ملکیت سے ہی صرف طے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے پیشہ کی مارکیٹ ویلیو سے طے ہوتا ہے۔

ii)) اسٹیٹس(Status): اسٹیٹس کا تعلق میکس ویبر کے مطابق انسان کے طرز زندگی(Life style) سے ہے۔اور سماج کے ہر طبقہ کی طرزِ زندگی الگ الگ ہے۔

iii)) پاور(Power): پاور کا تعلق میکس ویبر کے مطابق پاور کا تعلق سیاسی پاور سے ہے۔اور سماج میں ہر طبقہ اور ہر فرد کی سیاسی طاقت الگ الگ ہے۔

ویبر کے مطابق انقلاب(Revolution) کی صنعتی معاشرے میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نیز ان کے کہنے کے مطابق مڈل کلاس کا دائرہ صنعتی معاشرے میں بڑھ رہا ہے اور لوگوں کے درمیان ٹکراؤ کی صورت حال ہے جو صرف معاشی وجوہات کے چلتے ہی نہیں بلکہ کئی دیگر وجوہات کی بناء پر ہو سکتی ہے۔ جیسے دھرم، پہچان وغیرہ۔

(4) سماجی درجہ بندی کے متعلق اُلریک بیک کا نقطۂ نظر

(Ulrick Beck's approach to social stratification)

اُلریک بیک رسک سوسائٹی(Risk Society) کی بات کرتے ہیں۔ جس سماج میں درجہ بندی رسک پر مبنی ہو اسے رسک سوسائٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جیسے دنیا بھر کے امیر لوگ کلائمٹ چینج(Climate change) کے خوف سے ایک ہونے لگے۔ اور جس چیز سے زیادہ ڈر ہونے لگے تو اس کے خوف سے مختلف طبقات میں بٹنے لگے اور اس سے نپٹنے کے لئے یکجا ہونے لگے، تو اس طرح کے معاشرے کو اُلریک بیک نے "رسک سوسائٹی" کہا ہے۔

(Ulrick Beck defines risk society as a systematic way of dealing with hazards and inesecurities)

(5) سماجی درجہ بندی کے متعلق اینڈھنی گڈینس کا نقطۂ نظر

(Anthony Gidden's views on stratification)

اینڈھنی گڈینس کے مطابق سماجی درجہ بندی دراصل سماج و معاشرہ کے طبقات کے درمیان ایک ساختی عدم مساوات (Structured inequalityes) پر مبنی ہے۔

(6) سماجی درجہ بندی کے متعلق ڈبلو ایل وارنر کا نقطۂ نظر

(Warner's approach to stratification)

ڈبلو۔ ایل۔ وارنر کا نقطۂ نظر سماجی درجہ بندی کے متعلق ریپوٹیشنل اپروچ(Reputational approach) کہلاتا ہے۔ وارنر اپنی کتاب "یان کی سیٹی" (Yanki City) میں ریپوٹیشنل اپروچ کا استعمال کرتے ہوئے امریکی سماج میں کلاس کی نیچر کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اور ریپوٹیشنل اپروچ کا تعلق دراصل لوگوں کے لائف اسٹائل سے ہے جس کے ذریعہ فرد کے کلاس کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

وارنر کہتے ہیں کہ کلاس کی موجودگی سماج و معاشرہ میں اسٹیبلیتی(Stability) یعنی پر سکون لاتا ہے۔اور ہر کلاس کا اپنا ایک خاص طرح کی تہذیب ہے، جو مختلف طبقات کے بیچ ٹکراؤ کو ختم کرتا ہے۔

ڈبلو۔ایل۔وارنر لائف اسٹائل کے علاوہ درج ذیل چیزوں کو سوشل اسٹیٹس کے لئے اہم مانتے ہیں۔

((i آمدنی(Income)

((ii پیشے کی حیثیت(Occupational Prestige)

((iii تعلیم(Education)

((iv فرینڈشپ(Friendship)

((v رضاکارانہ گروپ کی ممبر شپ(Membership of voluntery groups)

((vi فرصت سر گرمیاں(Leisure activities)

ڈبلو۔ایل۔وارنر چھ طرح کے کلاس کی بات کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

((i اشرافیہ(Noble families)

((ii امیر لوگ جو اشرافیہ کے عین نیچے ہیں(Other rich families below nobility)

((iii خود مختار پروفیشنلس(Indepenent Professionals)

((iv وائٹ کلر آفس ورکرس(White-collar office workers)

((v غریب(Poor)

((vi سماج سے نکالے ہوئے لوگ(Social outcasts)

ڈبلو۔ایل۔وارنر کے درجہ بندی کے متعلق نظریات پر ایک تنقیدی نگاہ:

کسی شخص کے بارے میں اس کے کلاس کو پتہ لگانے کے لئے تیسرے شخص کی رائے کو ڈبلو۔ایل۔وارنر نے بنیاد بنایا ہے جبکہ تیسرا شخص اپنی سمجھ کے اعتبار سے کسی دوسرے شخص کے بارے میں اپنی رائے دیتا ہے، جسے کسی بھی اعتبار سے سائنٹفک نہیں مانا جائے گا۔

(7) اکتسابی نتائج:(Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے سماجی درجہ بندی کے متعلق مختلف نقطہ نظر کے سمجھنے میں مدد ملی۔اور سماجی درجہ بندی کے متعلق مختلف نظریات اور تصورات کے متعلق معلومات فراہم ہوئی۔اس اکائی کے مطالعے سے سے پتہ چلا کہ فنکشنلسٹ تھیوری کے مطابق سماجی درجہ بندی سماج کی ضرورت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سماجی درجہ بندی ایک آفاقی عمل ہے جو سماج معاشرے میں نظم و نسق کو قائم رکھنے میں معین و مددگار ہے۔

اس اکائی کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کارل مارکس سماجی درجہ بندی کو سماجی یکجہتی کا ذریعہ نہیں مانتے بلکہ وہ اسے سماج میں تناؤ اور ٹکراؤ کا ذریعہ گردانتے ہیں۔اسی لیے کارل مارکس کا نظریہ فنکشنلسٹ کے بالکل برعکس ہے۔

اس اکائی کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میکس ویبر کے نظریات کلاس کارل مارکس کے نظریات سے میل نہیں کھاتے۔مثال کے طور پر کارل مارکس کلاس کو ذرائع پیداوار کے اونر شپ اور نان اونر شپ کے آئینے میں دیکھتے ہیں جبکہ میکس ویبر کے کہنے کے مطابق انسان کا کلاس اس کے مارکیٹ سچویشن(Market situation) سے طے ہوتا ہے۔

اس اکائی کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈبو۔ایل۔وارنر کلاس کو انسان کے لائف اسٹائل کے آئینے میں سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

(8)کلیدی الفاظ(Key words)

(i) سماجی درجہ بندی(Social Stratification) سماج میں طبقات کے مراتب(Hierarchy) کے بناء پر بٹوارہ۔

ii)) ذرائع پیداوار(Sources of Production) اس سے مراد وہ تمام مادی عناصر ہیں جن سے مصنوعات کی پیداوار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مشین، مختلف قسم کے آلات و ہتھیار (Tools) آفس اور کمپیوٹر وغیرہ۔ یعنی وہ تمام عناصر یا اجزاء جن سے دولت کی پیداوار ہوتی ہے وہ ذرائع پیدوار کہلاتے ہیں۔

iii)) سرف(Serf) سے مراد وہ شخص ہے جو جاگیر دارانہ معاشرہ میں کھیتی کرتا ہو۔

iv)) آپسی رضامندی(Value Conseusus) : فنکشنلسٹ کے مطابق سماجی درجہ بندی آپسی رضامندی پر مبنی ہے۔

v)) رشتہ پیداوار(Relations of Production)

vi)) انفرااسٹر کچر(Infrastructure) ذرائع پیداوار اور رشتہ پیداوار کے مرکب اور مجموعے کا نام ہے۔

vii)) سوپر اسٹرکچر(Superstructure) میں تعلیم، سیاست، مذہب، قانون، فنون لطیفہ، سماجی اقدار، روایات، فلسفہ اور نظریات وغیرہ شامل ہیں۔

(9) نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)-

معروضی سوالات(Objective Type Questions)

1۔ درج ذیل میں سے کون سا نقطۂ نظر سماجی درجہ بندی سماج کے لئے فنکشنل مانا ہے؟

i)) فنکشنلسٹ نظریہ (ii) مارکسسٹ نظریہ

iii)) دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کو سماج میں ٹکراؤ کا ذریعہ مانتا ہے؟

i)) کارل مارکس (ii) وارنر

iii)) ویبر (iv) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے متعلق تین طرح کے ڈائی منشن کی بات کرتا ہے؟

i)) کارل مارکس (ii) وارنر

(iii) ویبر (iv) ان میں کوئی نہیں

4۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے لئے آپسی رضامندی(Value Coueasus) کو اہم مانتا ہے؟

i)) کارل مارکس (ii) پارسنس

(iii) ویبر (iv) ان میں سے سبھی

5۔ درج ذیل میں سے کون بھارتیہ ماہر سماجیات نے میکس ویبر کے سماجی درجہ بندی کے متعلق جو نظریہ ہے، اس کی روشنی میں بھارتیہ سماج کو سمجھنے کی کوشش کی ہے؟

i)) یوگیندر سنگھ (ii) آندرے بیتے

(iii) دیپنکر گپتا (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(6) ہندوستانی سماج میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

(i مال و دولت (ii) ذات

(iii پریوار (iv) جنس

(7) جب سماج کو اونچ نیچ کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں؟

(i ذات (ii) کلاس

(ii درجہ بندی (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(8) درج ذیل میں سے درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

i)) جنم (ii) تعلیم

iii)) دولت (iv) ان میں سے سبھی

(9) درج ذیل میں سے بند سماجی درجہ بندی کی مثال کیا ہے؟

i)) کلاس (ii) پاور

ii)) ذات (iv) ان میں سے سبھی

(10) درجہ بندی کے سنسکرتی کے آدھار درج ذیل میں سے کون ہے؟

i)) جنسی فرق (ii) نسل

iii)) جنم (iv) دھرم

(11) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کا کام کیا ہے؟

i)) سماج میں یکجہتی پیدا کرنا (ii) سماج کی ترقی

iii)) معاشرہ میں مایوسی بڑھاوادینا (iv) ان میں سے سبھی

(12) The New class کتاب کے مصنف کون ہیں؟

i)) میون ذی جی لاس (ii) کارل مارکس

iii)) ٹال کٹ پارسن (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(13) درج ذیل میں سے کس نے Class in it self اور Calss for it self اصطلاح کا استعمال کیا ہے؟

i)) کارل مارکس (ii) میکس ویبر

(iii) ایل۔اے کوجر (iv) جی، سی میل

(14) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کی حیاتیاتی بنیاد کیا ہے؟

(i) سیاسی طاقت (ii) مالی طاقت

(iii) پیشہ (iv) ریس(Race)

(15) درج ذیل میں سے کون نسل در نسل حرکت پذیری اور شخصی حرکت پذیری کی بات کرتا ہے؟

(i) کارل مارکس (ii) سوروکن

(iii) میکسویبر (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(16) مندرجہ ذیل میں نسل در نسل حرکت پذیری کا مطلب کیا ہے؟

(i) دونسل یا دونسل سے زیادہ میں حرکت (ii) ایک شخص میں نقل و حرکت

(iii) (i) اور (ii) دونوں میں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(17) شخصی حرکت پذیری کا مطلب درج ذیل میں سے کون سا ہے؟

(i) ایک شخص ک ی نقل و حرکت (ii) نسلوں میں نقل و حرکت

(iii) ایک اور دو دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(18) ذرائع پیداوار کا مطلب ہے

(i) تمام مادّی عناصر (ii) تمام غیر مادّی عناصر

(iii) (i) اور (ii) دونوں (iii) ان میں سے سبھی

(19) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کے بارے میں کون سا بیان صحیح نہیں ہے؟

i)) سماج کا درجہ بندی کی بنیاد پر تقسیم (ii) سماج کی درجہ بندی انسان کی پوزیشن کو بتاتا ہے

iii)) سماج کی درجہ بندی انسان کی پوزیشن نہیں (iv) ان میں کوئی نہیں

(20) درج ذیل میں سے ''موروثی'' کا معنیٰ کیا ہے؟

i)) ورثہ میں جو چیز ملے (ii) ورثہ میں جو چیز نہ ملے

i) (iii)) اور (ii) دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(21) سماجی درجہ بندی، درج ذیل میں سے کس سے طے ہوتی ہے؟

i)) مذہبی جذبات (ii) انسان کی مالی حیثیت

iii)) جان پہچان (iv) ان م یں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short type Questtions):

i)) ''سماجی درجہ بندی" کے متعلق ٹالکٹ پارسنس کا نظریہ کیا ہے؟

ii)) کنگسلے ڈیوس اور البرٹ مور کا نظریہ ''سماجی درجہ بندی" کے متعلق کیا ہے؟

iii)) کھلا سماجی درجہ بندی کسے کہتے ہیں؟

iv)) سماجی درجہ بندی اور حرکت پذیری کے درمیان کیا رشتہ ہے؟

v)) سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کریں۔

vi)) حرکت پزیری کی کتنی قسمیں ہیں؟ لکھیں-

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long type Questions):

i)) کارل مارکس کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریے پر تنقیدی نگاہ ڈالئے۔

ii)) میکس ویبر کا سماجی درجہ بندی کے متعلق نظریے پر تبصرہ کیجئے۔

iii)) سماجی ڈھانچہ اور سماجی درجہ بندی کے مابین رشتوں کی وضاحت کریں۔

iv)) سماجی درجہ بندی اور اور حرکت پذیری کے درمیان کے رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے حرکت پذیری کی تمام صورتوں پر روشنی ڈالئے۔

v)) ذرائع پیداوار، نسل در نسل حرکت پذیری حاصل شدہ حیثیت اور موروثی حیثیت کی وضاحت اپنے الفاظ میں کریں۔

vi)) سوشلسٹ معاشرے میں سماجی درجہ بندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

☆☆☆☆

(Suggested Books for further Reading)مزید مطالعہ کے لئے تجویز کردہ کتابیں

1. Coser, lewis A, 2017, Masters of Sociolotical Thought, Rawat Publications, Jaipur, India.

2. Ritzer, George, 2000, Sociological Theory, Rawat Publications, Jaipur, India.

3. Johnson, H.M., 1967, Sociology: A Systematic Introduction, New Delhi.

4. Bottomore, T.B., 1976, Classes in Modern Society, London.

5. Bottomore, T.B., 1962, Sociology: A Guide to Problems and literature Vintage Books, New York.

6. Davis, K and Moore, W., 1945, Some Principles of Stratification, American Sociological Review.

7. Dahrendorf, R. 1959, Class and Class Conflict in industrial Society, London.

Tumin, Melvin, 1969, Social Stratification, Prentice Hall of India, Delhi. 8.

Sorokin, P.A., 1927, Social Mobility, New York. 9.

Marx, Kart, 1848, Communist Manifesto . 10.

Bendix, B. and lipset, S.M. 1959, Social Mobility in Industrial Society. 11.

Djilas, Milovan, 1957, The New Class, Thames & Hudson, London. 12.

☆☆☆

اکائی 4: سماجی درجہ بندی کی شکلیں

(FORMS OF SOCIAL STRATIFICATION)

اکائی کے اجزاء:

(1) غلامی نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی

(2) جاگیردارانہ نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی

(3) ریس پر مبنی سماجی درجہ بندی

(4) نسل پر مبنی سماجی درجہ بندی

(5) جنس پر مبنی سماجی درجہ بندی

(6) ذات پر مبنی سماجی درجہ بندی

(7) کلاس پر مبنی سماجی درجہ بندی

(8) اسٹیٹس پر مبنی سماجی درجہ بندی

(9) اکتسابی نتائج

(10) کلیدی الفاظ

(11) نمونہ امتحانی سوالات

(12) مزید مطالعہ کے لئے تجویز کردہ کتابیں

(1) غلامی نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی (Slavery System)

سماج میں ہے غلامی نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی غیر مساوات اور غیر برابری کی نچلی سطح(Extreme form of inequality) ہے اور اس طرح کا نظام دنیا کے کئی سماج معاشرے میں موجود تھا۔ قدیم روم ہو یا یونان یا دیگر علاقوں کے قدیم سماج میں غلامی نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی رائج تھا۔

ایل ٹی ہوب ہائوس(L.T. Hobhouse) کے مطابق غلام(Slave) کو مالک(Master) کی ذاتی ملکیت (Personal Property) سمجھی جاتی تھی۔ اور غلام پر مالک کا مکمل کنٹرول ہوتا تھا۔ غلام کی مرضی ہو یا نہ ہو، مالک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے غلام کو مالک کے لئے کام کرنا پڑتا تھا، حتیٰ کہ غلام کی خرید و فروخت کرنے کا بھی مالک کو اختیار حاصل تھا اور غلام کو کسی طرح کا کوئی سماجی اور سیاسی اختیار حاصل نہیں تھا نیز غلام کو سماج میں گری نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ The slave was socially despised.

بوٹ و مور(Bottomore) کے کہنے کے مطابق نظامِ غلامی کی بنیاد معاشیات پر مبنی تھی(The basis of slavery was indispuatably economic)۔ دنیا میں جیسے جیسے تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور مساوات اور برابری کا تصوّر بڑھ رہا ہے، سماج معاشرے سے نظامِ غلامی کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ بل کہ یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ اس نظامِ غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

(2) جاگیردارانہ نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی(Estate System)

قرون وسطیٰ یوروپ(Medieval Europe) میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد جاگیردارانہ نظام تھا۔ اس طرح کا نظام ہندوستان میں بھی پایا جاتا تھا۔ اس نظام میں تین طرح کے طبقات پائے جاتے تھے۔ ایک راجا اور نوبُل فیملی۔ دوسرا پجاری، پنڈت، پادری اور تیسرا طبقہ عام آدمی۔ تینوں طبقات کے درمیان کاموں کا بٹوارہ تھا۔ چنانچہ راجا کا کام پرجا(عوام) کی باہری حملے سے حفاظت کرنا، پجاری، پنڈت

اور پادری کا کام یہ تھا کہ پوجا پاٹ کرنا اور کروانا اور راجا کے لئے دعائیں کرنا کہ راجا کو ہر محاذ پر کامیابی ملے۔ خاص طور پر دشمنوں سے لڑائی میں جیت حاصل ہونے کی دعا کرنا۔ اور عام آدمی کا کام یہ تھا کہ کھیتی باڑی کرنا اور جاگیر دارانہ نظام میں ہر طبقے کے لئے الگ الگ قانون تھا۔ اس کے علاوہ جرم کے لئے ہر طبقہ کے لئے الگ الگ سزا تھی۔ اور ہر طبقے کی الگ الگ حیثیت تھی۔ اگر کسی طبقے کی حیثیت کا پتہ لگانا ہوتا تو اس بات کا پتہ لگانا ضروری تھا کہ اس کے لئے کون سا قانون ہے اور اس پر کون سا قانون لاگو ہوتا ہے۔

کلاسیکل جاگیر دارانہ نظام میں دو طرح کے طبقات پائے جاتے تھے۔ ایک نوبلیٹی کلاس (Feudal Nobility) اور دوسرا پادری۔ اور جیسے جیسے سماج و معاشرے کا صنعت کاری (Industrialisation) ہوتا گیا، ویسے ویسے جاگیر دارانہ نظام کا خاتمہ ہوتا گیا۔ حالانکہ ہندوستان کے کچھ علاقوں میں آج بھی جاگیر دارانہ نظام دیکھنے کو ملتا ہے۔

(3) ریس پر مبنی سماجی درجہ بندی (Race-based Stratification)

سماج و معاشرہ میں ریس پر مبنی سماجی درجہ بندی کا تعلق دراصل جسمانی ساخت و رنگ و روپ Physical features سے ہے۔ اور ہر جماعت و طبقہ کی جسمانی ساخت و ہیئت اور ناک و نقشہ الگ الگ ہے، اور اس بناء پر سماج میں لوگوں کا بٹوارہ ہوتا ہے۔ ہر برٹ روزلے (Herbert Risley) کے مطابق بھات میں تین طرح کے ریس کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک انڈو آرین ریس (Indo-Aryan Race) دوسرا منگولین ریس (Mongolian Race) اور تیسرا ڈراویڈین ریس (Dravidian Race)۔

بی ایس گوہا کے کہنے کے مطابق بھارت میں چھ طرح کے ریس کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ (i) نگریٹو (Negrito)

(ii) پروٹوآسٹرے لائڈ (Proto-Australoid)

(iii) منگلووائڈ (Mongoloid)

(iv) میڈی ٹرینین (Mediteranean)

(v) براکی سیفلس (Brachy cephals)

(vi) نورڈک (Nordic)

سماج و معاشرہ میں ریس پر مبنی سماجی درجہ بندی ہے۔اس کی عمارت بر تریت اور کم تریت پر کھڑی ہے۔مثال کے طور پر بھارت میں آرین ریس کے لوگوں کو دیگر دوسرے ریس کے لوگوں کے مقابلے میں برتر (Superior) سمجھا جاتا ہے۔اور ریس کی بناء پر یعنی سماج و معاشرہ میں فرق کیا جاتا ہے اور امتیازی برتاؤ بھی کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر ساوتھ افریقہ میں کالے لوگ کے ساتھ گورے لوگ نسلی عصبیت، نسلی امتیاز اور نسلی علیٰحدگی (Apartheid) کا رویہ کرتے تھے۔

سماج کے کچھ ماہرین کا یہ ماننا ہے کہ کالے لوگ کے ساتھ گورے لوگ کا نسلی عصبیت، نسلی امتیاز اور نسلی علیٰحدگی کرنے کے ذمہ دار ریاست اور سماج دونوں ہیں۔

(4) نسل پر مبنی سماجی درجہ بندی (Ethnicity-Based Stratification)

سماج و معاشرہ میں نسل پر مبنی سماجی درجہ بندی کا تعلق لوگوں کے کلچرل، مذہبی اور لسانی پہچان سے ہے۔ نسل پر مبنی سماجی درجہ بندی کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

i)) اکثر یہ پایا گیا ہے کہ ایتھنک گروپ ''نسبتاً محرومی (Relative Deprivation) کا شکار ہوتا ہے۔

ii)) پسماندہ ایتھنک طبقے کا ماننا ہے کہ اقتدار اور اختیار والوں کی طرف سے جان بوجھ کر محرومی اُن پر مسلط کی جاتی ہے۔یعنی کہ جان بوجھ کر ان کو ان کے واجب حق سے محروم کیا جاتا ہے۔نسبتاً محرومی کا یہ احساس پسماندہ ایتھنک برادریوں میں عدم اطمینان کا باعث بنتا ہے۔

iii)) ایتھنک گروپ ایتھنک پہچان مثلاً مذہب، زبان، کلچر کی بناء پر اپنے لوگوں کو وسائل و ذرائع وغیرہ سے محرومیت کے خلاف یکجا کرتا ہے۔

iv)) ہر ایک ایتھنک گروپ اپنی معاشی اور دیگر دوسری چیزوں کا موازنہ ایک ریفرنس گروپ (Reference Group) کو سامنے رکھ کر کرتا ہے۔

v)) ہر ایتھنک گروپ کو لگتا ہے کہ میرا مذہب، زبان، کلچر وغیرہ خطرے میں ہے۔

vi)) ہر ایک ایتھنک گروپ کو لگتا ہے کہ میرا مذہب، زبان، کلچر وغیرہ دوسروں کے مقابلہ میں یونیک (Unique) ہے۔

آج کی تاریخ میں ہندوستان اور دیگر ملکوں میں نسل پرستی بہت بڑا مسئلہ ابھر کر سامنے آیا ہے۔اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کئی دفعہ نسل پرستی کی وجہ کر آپس میں ٹکراؤاور لڑائی جھگڑے کی نوبت اور صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔

نسل پرستی کی بناء پر سماج و معاشرے میں جو کشیدگی ہوتی ہے اس کی جڑیں نسبتاً محرومی(Relative deprivation) سے جڑیں ہیں۔ جس ایتھنک گروپ کی آبادی کم ہے،اسے لگتا ہے کہ جس گروپ کی آبادی زیادہ ہے، اس کا ملک کے وسائل پر غیر مناسب قبضہ ہے اور انہیں واجب حق سے محروم کیا جارہاہے۔لہٰذا کم آبادی والے ایتھنک گروپ نسل پرستی کو اپنا ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرکے سماج کے پاور اسٹریچر میں زیادہ سے زیادہ حصہ داری حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

آزادی کے فوراً بعد نسل کی بنیاد پر تنازعات کا سب سے پہلا واقعہ تب درپیش آیا جب نسلی بنیاد پر ریاستوں کی تخلیق کا مطالبہ اُٹھنے لگا ۔2000 میں میں جھارکھنڈ کی تحریک نسلی بنیاد پر تنازعات کی ایک بہترین مثال تھی۔ جھارکھنڈ تحریک ٹرائبل عوام میں اُن کے قدرتی وسائل کے استحصال اور اُن کی ترقی کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے عدم اطمینان کا باعث بنا۔

(5) جنس پر مبنی سماجی درجہ بندی(Gender-Based Stratification)

جنس پر مبنی سماجی درجہ بندی جو ہے،وہ عورتوں کے مقابلے میں مردوں کو فوقیت دیتا ہے۔کیونکہ مرد کو قوام(-Bread Winner) س مجھا جاتاہے۔اور عورتوں کو امور خانہ داری کا دیکھ بھال کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔اور سماج و معاشرہ میں یہ سوچ ہے کہ مرد کے کام کی اہمیت عورت کے امور خانہ داری کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔اور عورت کے امور خانہ داری کی کوئی معاشی اہمیت(Economic Value) نہیں ہے۔اور یہی سوچ عورت پر ہو رہے مظالم،استحصال اور غیر برابری وغیرہ کے لئے ذمہ دار ہے۔

ریڈیکل فیمنسٹ شولامیتھ فائرسٹون کے مطابق صنفی درجہ بندی کی جڑ حیاتیات میں ہے۔ عورتیں حیاتیاتی طور پر (Biologically) مردوں سے مختلف ہیں۔یہ وہی فرق ہے جو عورتوں کے کردار کو بچّوں کی پرورش کرنے والی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ریڈیکل فیمنسٹوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ صرف حیاتیاتی فرق(Biological Differences) ہی مردوں اور عورتوں کے درمیان غیر مساوی رشتے کے لئے ذمہ دار نہیں ہے۔بلکہ حیاتیاتی فرق کی سماجی اور ثقافتی تشریح مردوں اور عورتوں کے درمیان غیر مساوی رشتے کے لئے ذمہ دار ہے۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان جو غیر مساوی رشتہ ہے اس کو سماجی و ثقافتی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔اُن لوگوں کا کہنا ہے کہ حیاتی فرق کو بنیاد بنا کر کے سماج و معاشرے میں عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک اور استحصال کیا جاتا ہے۔

(6) کاسٹ پر مبنی سماجی درجہ بندی(Caste-Based Stratification)

قدیم بھارت میں ہندو سماج چار طبقات میں بٹے ہوئے تھے۔(۱) برہمن(۲) چھتریہ(۳) ویش(۴)شودراور ہندو سماج میں چار خانوں میں بٹوارہ درجہ بندی کی(Hierarchy) کے بناپر تھا۔ چنانچہ ہندو سماج میں برہمن کاسٹ ہائی رار کی(-Caste hierarchy) میں پوزیشن سب سے اوپر تھا۔اور شودر کادرجہ کاسٹ ہائی رار کی میں نیچے تھا۔ چھتریہ کاسٹ ہائی رار کی میں دوسرے پوزیشن اور ویش کا کاسٹ ہارار کی میں تیسرا پوزیشن تھا۔انسان کا کاسٹ ہندو سماج میں جنم سے طے ہوتا تھا۔اور فرانسیسی ماہر سماجیات لوئی ڈوموں(Louis Dumont) کے مطابق کاسٹ سسٹم کی بنیاد پاکیزگی اور آلودگی(Purity and Pollution) کے تصور پر قائم ہے۔ پاکیزگی اور آلودگی کا تعلق خاص کاسٹ میں جنم سے ہے۔اور پیوریٹی اور پولوشن ہائی رار کی میں برہمن کا پوزیشن سب سے اوپر تھا۔ جس وجہ سے ہندو سماج میں برہمن کی عزت زیادہ ہوتی تھی۔

جی۔ایس۔گھورے(G.S.Ghurye) کے مطابق کاسٹ کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

i)) معاشرے کی طبقاتی تقسیم(Segmental Division of society) :۔ سیگمنٹل ڈویژن کا مطلب یہ ہے کہ ہندو سماج بند سماجی درجہ بندی میں تقسیم ہے۔اور ہندو سماج میں ہر ایک کاسٹ ٹرین کے ایک کمپارٹمنٹ کی طرح ہے۔یعنی ہندو سماج میں بچہ جس ذات میں جنم لیتا ہے، وہ ذات اس بچہ کا ذات بن جاتا ہے۔اور اس بچہ کا ذات کبھی بھی نہیں بدلتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی کوشش کرلے۔

ii)) معاشرے کی درجہ بند تقسیم(Hierarchical Division of society) :۔ہندو سماج میں کاسٹ کا جو بٹوارہ ہے وہ آپس میں کبھی بھی مساوی نہیں ہوتے، بلکہ کاسٹ ہائی رار کی میں ایک کاسٹ اوپر تو دوسرا کاسٹ نیچے ہوتا ہے۔(No two castes are ever equal)اور ان میں برہمن کاسٹ سب سے زیادہ پاک(Pure)مانا جاتا تھااور دلت کاسٹ کو ناپاک(Impure) مانا جاتا تھا یہاں تک کہ چھوٹی ذات کے لوگوں کا سایہ بھی اونچی ذات کے لوگوں پر پڑ جانے سے اونچی ذات کے لوگ اپنے آپ کو ناپاک ہو جانا مانتے تھے۔

iii)) سماجی میل جول پر پابندی(Restrictious on Social interaction):۔ہندو سماج و معاشرہ میں آپس میں میل جول، رہن سہن اور کھان پان پر بھی پابندی تھی۔یعنی ہندو کے اونچی ذات کے لوگ اپنے سے نیچی ذات کے لوگ کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا قبول نہیں کرتے تھے۔اور ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے پر پابندی تھی۔

(iv) انڈوگیمی(Endogamy):۔یعنی جو جس ذات کا ہے اسی ذات میں شادی کرنے کا رواج تھا۔اور ہندو سماج میں اپنے سے نیچی ذات کے یہاں شادی کرنے پر بھی پابندی تھی۔

(v) موروثی پیشہ(Hereditary accupatia) یعنی ہندو سماج میں ہر ذات کا اپنا موروثی پیشہ ہوتا تھا جو اس ذات میں جنم لینے والے کا ہو جاتا تھا۔اور ہندو سماج چونکہ بند سماج(Closed Society) مانا جاتا تھا۔اسی لئے وہاں نسل در نسل حرکت پذیری (Inter-generational Mobility)(Inter-generational mobility) اور شخصی حرکت پذیری کے امکانات نہ کے برابر تھے۔

(7) کلاس پر مبنی سماجی درجہ بندی(Class-Based Stratification)

کلاس کی بنیاد معاشیات واقتصادیات(The basis of class is indisputably economic) پر قائم ہے۔ اور کلاس صنعتی سماج کی خصوصیت ہے۔ جیسے کھلا سماج بھی کہا جاتا ہے۔

کلاس پر کارل مارکس کا نقطۂ نظر:۔کال مارکس کلاس کو ذرائع پیداوار کے مالکانہ اور غیر مالکانہ حق کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔کارل مارکس کے مطابق انسان کا کلاس اس کی آمدنی،پیشہ سے طے نہیں ہوتا ہے بلکہ ذرائع پیداوار کے اونرشپ اور نان اونرشپ سے طے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر دو کارپینٹر ہیں۔ایک کارپینٹر صرف دوکان میں کام کرتا ہے جبکہ دوسرا کارپنٹر اس دوکان کا مالک بھی ہے۔کارل مارکس کے مطابق دونوں کارپینٹر کے کلاس الگ الگ ہیں کیونکہ ایک کارپینٹر اس دوکان کا مالک ہے اور جبکہ دوسرا اس دکان میں صرف مزدور کی حیثیت سے ہے۔

کارل مارکس کے مطابق ٹرائبل سماج کو چھوڑ کر ہر سماج میں دو طرح کے کلاس پائے جاتے تھے۔ایک مالک اور دوسرا مزدور طبقہ ۔مثال کے طور پر قدیم معاشرہ میں نظام غلام درجہ بندی پائی جاتی تھی۔ جس میں مالک اور غلام کا نظریہ پایا جاتا تھا۔اور غلام(Salve) کو مالک(Master) کی ذاتی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔اور صنعتی سماج میں سرمایہ دار اور مزدور طبقہ پائے جاتے ہیں۔

کارل مارکس کے مطابق قدیم سماج کو چھوڑ کر ہر دَور میں رولنگ کلاس سماج کے اس طبقہ کا استحصال کرتا ہے جس کا ذرائع پیداوار پر مالکانہ حق نہیں ہے۔ جبکہ پیداوار کرنے کا کام مزدور طبقے کا ہوتا ہے۔ مگر مزدور طبقہ کو اس کی مزدوری کے اعتبار سے حق نہیں ملتا ہے۔ مثال

کے طور پر مزدور نے آٹھ گھنٹے کام کئے لیکن اسے دو گھنٹے کام کی مزدوری ملی، بقیہ چھ گھنٹے کے کام کا فائدہ اور منافع سرمایہ دار ہڑپ لیتا ہے۔ رولنگ کلاس سے کارل مارکس کا مطلب اس طبقہ سے ہے جس کا ذرائع پیداوار پر قبضہ ہوتا ہے۔

کارل مارکس کے کہنے کے مطابق مزدور طبقہ کا مالی استحصال موجودہ سرمایہ دارانہ نظام میں ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ میکس ویبر کا کلاس کے متعلق جو نظریہ ہے وہ کارل مارکس کے نظریہ سے مختلف ہے۔ کلاس کے متعلق میکس ویبر کا یہ کہنا ہے کہ سماج میں آدمی کا کلاس ذرائع پیداوار کے اونرشپ اور نان اونرشپ سے ہی صرف طے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے پیشہ کی ویلیو مارکیٹ (Market value) میں کیا ہے، اس سے طے ہوتا ہے۔ A person's class situation is basically his market Situation میکس ویبر کے مطابق جو لوگ مارکیٹ میں ایک طرح کا کلاس ساجھا کرتے ہیں، وہ لوگ آپس میں خاص طرح کا لائف چانسز (Life Chances) بھی ساجھا کرتے ہیں۔ لائف چانسز کا تعلق اچھی صحت اور اچھی تعلیم وغیرہ سے ہے۔

میکس ویبر کے مطابق سماج و معاشرے میں ہمیشہ اونچی اسٹیٹس کے لئے دولت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور جو لوگ ایک ہی کلاس سے آتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ ایک ہی اسٹیٹس والے گروپ سے تعلق رکھتے ہوں۔ مثال کے طور پر نئے امیروں کو اسٹیٹس گروپ سے خارج کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان کے آداب، ذوق، لباس، رہن سہن وغیرہ کو مہذب نہیں مانا جاتا ہے۔

ٹی۔ بی۔ بوٹومور کا کلاس کے متعلق نظریہ (T.B. Bottonmore views on class) ۔ ٹی۔ بی۔ بوٹومور چار طرح کی کلاس کی بات کرتے ہیں:

(۱) Upper Class

(۲) Middle Class

(۳) Working Class

(۴) Peasntry

(۱) اَپر کلاس (Upper Class): ۔ اپر کلاس سے بوٹومور کا مراد ذرائع پیداوار کا مالکانہ حق سے ہے۔

(۲) مڈل کلاس (Middle Class) :۔ میڈل کلاس سے بوٹومر کا مراد وائٹ کالر (ورکرس اور پروفیشنل) سے ہے۔

(۳) ورکنگ کلاس(Working Class):۔ورکنگ کلاس سے بوٹو مور کامراد صنعتی سماج میں کام کرنے والے اسکلڈاور سیمی اسکلڈورکرس سے ہے۔

(۴) پی زینٹری(Peasantry):۔پی زینٹری سے بوٹو مور کامراد کاشت کاراور مویشی پالن کرنے والے سے ہے۔

(8) اسٹیٹس پر مبنی سماجی درجہ بندی(Status-Based Stratification)

میکس ویبر کے مطابق سماج میں اسٹیٹس کی بنیاد پر سماجی درجہ بندی پائی جاتی ہے۔ میکس ویبر کے مطابق اسٹیٹس پر مبنی سماجی درجہ بندی کا تعلق ایک خاص طرح کے لائف اسٹائل سے ہے۔اور لائف انسٹائل ک اتعلق ایک خاص قسم کے رہن سہن، کھان پان، بول چال اور لباس وغیرہ سے ہے۔ سماج ومعاشرہ میں جس گروپ کی جتنی اونچی اسٹیٹس ہوتی ہے۔اس گروپ کو اتنی ہی عزت ملتی ہے۔مثال کے طور پر قدیم ہندوستای سماج میں برہمن کااسٹیٹس دیگر ذات کے مقابلے میں اونچا تھا۔ میکس ویبر کے کہنے کے مطابق اسٹیٹس گروپ کلاس گروپ سے مختلف ہے۔ویبر نے کہاہے کہ اسٹیٹس کا تعین سماجی عزت کے مثبت اور منفی انداز سے ہوتا ہے۔کلاس کا تعلق معاشی انعامات کی غیر مساوی تقسیم سے ہے، جبکہ اسٹیٹس کا تعلق سماجی اعزاز کی غیر مساوی تقسیم سے ہے۔ کلاس کے برعکس، اسٹیٹس گروپ کے لوگ ہمیشہ اپنی اسٹیٹس کی صورت حال سے واقف اور باخبر ہوتے ہیں۔ویبر کے مطابق اسٹیٹس گروپ ذات پات کے نظام میں اپنی سب سے ترقی یافتہ شکل اختیار کرلیتاہے۔

(9) اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے غلامی نظام پر مبنی سماجی درج ہ بندی، جاگیر دارانہ نظام پر مبنی سماجی درجہ بندی کی معلومات فراہم ہوئیں۔اس اکائی کے مطالعہ ریس پر مبنی سماجی درجہ بندی اور نسل پر مبنی سماجی درجہ بندی کے متعلق قیمتی جانکاری ملی نیز کاسٹ پر مبنی سماجی درجہ بندی کے تیئں بہت سی معلومات فراہم ہوئیں۔

اس اکائی کے مطالعہ سے کلاس پر مبنی سماجی درجہ بندی اور اسٹیٹس پر مبنی سماجی درجہ بندی کی قیمتی جانکاری ملنے کے ساتھ ساتھ مختلف ماہرین سماجیات کے نظریات اوراس پر تنقیدی نقطۂ نظر کی جانکاری ہوئی۔

(10) کلیدی الفاظ(Key Words)

(i) سرپلس ویلیو(Surplus Value) کا مطلب مزدور کے کام اور اس پر ملنے والی مزدوری کے مابین جو فرق ہے۔

(ii) نسبتاً محرومی(Relative Deprivation) یعنی وہ عمل جس میں کوئی شخص دوسروں کے مقابلے میں خود کو محروم سمجھنا۔

(iii) سرف(Serf) :۔وہ شخص جو جاگیردارانہ سماج میں کھیتی کرتا تھا۔

(iv) فیوڈل نوبیلیٹی(Feudal Nobility) :۔جاگیردارانہ سماج میں جن لوگوں کا زمین پر مالکانہ قبضہ تھا۔

(v) ریفرنس گروپ(Referance group) یعنی وہ گروپ جس کی طرح کوئی بننا چاہتا ہے۔

(vi) جنس(Gender) جنس ایک سماجی تصوّر ہے۔

(vii) پیزینٹری(Peasantry) کاشت کار اور مویشی پالن کرنے والا۔

(11) نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)۔

معروضی جوابات کے حاصل سوالات(Objective Type Questions)

1۔ درج ذیل میں سے کون سا نقطۂ نظر سماجی درجہ بندی سماج کے لئے فنکشنل مانا ہے؟

(i) فنکشنلسٹ نظریہ (ii) مارکسسٹ نظریہ

(iii) دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کو سماج میں ٹکرائو کا ذریعہ مانا ہے؟

(i) کارل مارکس (ii) وارنر

(iii) ویبر (iv) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ درج ذیل میں سے کون سماجی درجہ بندی کے متعلق تین طرح کے ڈائی مینشن کی بات کرتا ہے؟

i)) کارل مارکس (ii) وارنر

iii)) ویبر (iv) ان میں کوئی نہیں

4۔ ان میں سے کون سماجی درجہ بندی کے لئے آپسی رضامندی(Value Coueasus) کو اہم مانتا ہے؟

i)) کارل مارکس (ii) پارسنس

iii)) ویبر (iv) ان میں سے سبھی

5۔ درج ذیل میں سے کس ہندوستانی ماہر سماجیات نے میکس ویبر کے سماجی درجہ بندی کی روشنی میں ہندوستانی سماج کو سمجھنے کی کوشش کی ہے؟

i)) یوگیندر سنگھ (ii) آندرے بیتے

iii)) دیپنکر گپتا (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(6) بھارتیہ سماج میں سماجی درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

i)) مال دولت (ii) ذات

iii)) پریوار (iv) جنس

(7) جب سماج کو اونچ نیچ کی بنیاد پر تقسیم کی جاتی ہے تو اسے کیا کہتے ہیں۔

i)) ذات (ii) کلاس

ii)) درجہ بندی (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(8) درج ذیل میں سے درجہ بندی کی بنیاد کیا ہے؟

i)) جنم (ii) تعلیم

(iii) دولت (iv) ان میں سے سبھی

(9) درج ذیل میں سے بند سماجی درجہ بندی کی مثال کیا ہے؟

(i) کلاس (ii) پاور

(ii) ذات (iv) ان میں سے سبھی

(10) درجہ بندی کے سنسکرتی کے آدھار درج ذیل میں سے کون ہے؟

(i) جنسی فرق (ii) نسل

(iii) جنم (iv) دھرم

(11) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کا کام کون سا ہے؟

(i) سماج میں یکجہتی پیدا کرنا (ii) سماج کی ترقی

(iii) معاشرہ میں مایوسی بڑھاوادینا (iv) ان میں سے سبھی

(12) The New class کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(i) مبون ذی.جی لاس (ii) کارل مارکس

(iii) ٹال کٹ پارسن (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(13) درج ذیل میں سے کس نے Class in it self اور Calss for it self اصطلاح کا استعمال کیا ہے؟

(i) کارل مارکس (ii) میکس وبر

(iii) ایل۔اے کوجر (iv) جی،سی میل

(14) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کی حیاتیاتی بنیاد کیا ہے؟

i) سیاسی طاقت (ii) مالی طاقت

iii) پیشہ (iv) ریس(Race)

(15) درج ذیل میں سے کون نسل در نسل حرکت پذیری اور شخصی حرکت پذیری کی بات کرتا ہے؟

i) کارل مارکس (ii) سوروکن

iii) میکسو یبر (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(16) نسل در نسل حرکت پذیری کا مطلب درج ذیل میں سے کون سا ہے؟

i) دو نسل یا دو نسل سے زیادہ میں حرکت (ii) ایک شخص میں نقل و حرکت

iii) (i) اور (ii) دونوں میں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(17) شخصی حرکت پذیری کا مطلب درج ذیل میں کیا ہے؟

i) ایک شخص کی نقل و حرکت (ii) نسلوں میں نقل و حرکت

iii) ایک اور دو دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(18) ذرائع پیداوار کا مطلب کیا ہے؟

i) تمام مادّی عناصر (ii) تمام غیر مادّی عناصر

iii) (i) اور (ii) دونوں (iii) ان میں سے سبھی

(19) درج ذیل میں سے سماجی درجہ بندی کے بارے میں کون سا بیان صحیح نہیں ہے؟

i)) سماج کادرجہ بندی کی بنیاد پر تقسیم (ii) سماج کی درجہ بندی انسان کی پوزیشن کو بتاتا ہے

iii)) سماج کی درجہ بندی انسان کی پوزیشن نہیں (iv) ان میں کوئی نہیں

(20) درج ذیل میں سے ''موروثی'' کا معنی کیا ہے؟

i)) ورثہ میں جو چیز ملے (ii) ورثہ میں جو چیز نہ ملے

i) (iii)) اور (ii) دونوں (iv) ان میں سے کوئی نہیں

(21) سماجی درجہ بندی، درج ذیل میں سے کس سے طئے ہوتا ہے؟

i)) مذہبی جذبات (ii) انسان کی مالی حیثیت

iii)) جان پہچان (iv) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short type Questtions):

i)) غلامی کا نظام کیا ہے؟

ii)) ریس پر مبنی درجہ بندی کیا ہے؟

iii)) نسل پر مبنی سماجی درجہ بندی کیا ہے؟

iv)) اسٹیٹس پر مبنی سماجی درجہ بندی کیا ہے؟

v)) سماجی درجہ بندی کے طول و عرض کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کریں۔

vi)) حرکت پزیری کی کتنی قسمیں ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long type Questions):

(i) کاسٹ، کلاس اور اسٹیٹس کے درمیانی رشتے پر تنقیدی تبصرہ کریں۔

(ii) کارل مارکس کے نظریہ کلاس پر تنقیدی نگاہ ڈالئے۔

(iii) کیا جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہو رہا ہے؟ اگر ہاں، تو وجوہات کے بارے میں تذکرہ کریں۔

(iv) سماجی درجہ بندی اور اور حرکت پذیری کے درمیان کے رشتوں کی وضاحت کرتے ہوئے حرکت پذیری کی تمام صورتوں پر روشنی ڈالئے۔

(v) ذرائع پیداوار، نسل در نسل حرکت پذیری حاصل شدہ حیثیت اور موروثی حیثیت کی وضاحت اپنے الفاظ میں کریں۔

(vi) سوشلسٹ معاشرے میں سماجی درجہ بندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

☆☆☆☆

مزید مطالعہ کے لئے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for further Reading)

1. Coser, lewis A, 2017, Masters of Sociolotical Thought, Rawat Publications, Jaipur, India.
2. Ritzer, George, 2000, Sociological Theory, Rawat Publications, Jaipur, India.
3. Johnson, H.M., 1967, Sociology: A Systematic Introduction, New Delhi.
4. Bottomore, T.B., 1976, Classes in Modern Society, London.
5. Bottomore, T.B., 1962, Sociology: A Guide to Problems and literature Vintage Books, New York.
6. Davis, K and Moore, W., 1945, Some Principles of Stratification, American Sociological Review.
7. Dahrendorf, R. 1959, Class and Class Conflict in industrial Society, London.
8. Tumin, Melvin, 1969, Social Stratification, Prentice Hall of India, Delhi.
9. Sorokin, P.A., 1927, Social Mobility, New York.

Marx, Kart, 1848, Communist Manifesto . 10.

Bendix, B. and lipset, S.M. 1959, Social Mobility in Industrial 11.
Society.

Djilas, Milovan, 1957, The New Class, Thames & Hudson, London. 12.

☆☆☆

اکائی 9۔ طبقے کے معنی اور تصور

(Definition and Concept of Class)

اکائی کے اجزا

9.0 تمہید

9.1 مقاصد

9.2 طبقے کے معنی و تصور

9.3 طبقے کی خصوصیات

9.4 کارل مارکس کے نزدیک طبقے کا تصور

9.5 میکس ویبر کے نزدیک طبقے کا تصور

9.6 مارکس اور ویبر کے طبقے کے تصور میں فرق

9.7 ہندوستان میں طبقات

9.8 اکتسابی نتائج

9.9 کلیدی الفاظ

9.10 نمونہ امتحانی سوالات

9.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

تمہید

کلاس یعنی طبقہ سماجیات کا ایک اہم تصور ہے۔اس سے مراد لوگوں کا ایک ایسا گروہ جو ایک جیسی سماجی حیثیت رکھتا ہو،ان کی طرز معاشرت ایک جیسی ہو اور قوت و اقتدار (Power and Wealth) کے معاملے میں بھی وہ ایک دوسرے کے مساوی ہو۔یعنی وہ لوگ جو مشترک معاشی وسائل رکھتے ہوں،ان رہن سہن اور تہذیب ایک جیسی ہو اور ایک جیسی سماجی حیثیت کے مالک ہوں،وہ ایک طبقہ

(Class) کہلاتے ہیں۔ سماج میں طبقات ہوتے ہیں جن کی معاشی، سیاسی اور سماجی سطح ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔اس اکائی میں ہم تفصیل سے اس موضوع کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

مقاصد

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں؛

1. طبقے کے معنی و تصور کو سمجھنا
2. کارل مارکس کے نزدیک طبقے کے تصور کو جاننا
3. میکس ویبر کے نزدیک طبقے کے تصور سے واقفیت حاصل کرنا
4. ہندوستان میں طبقات کے ضمن میں دیہی اور شہری علاقوں میں طبقات کے متعلق واقفیت حاصل کرنا

طبقے کے معنی و تصور

طبقے کا نظام (Class System) دنیا کے ہر سماج میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے جو سماج میں ایک معین اور مشترک حیثیت (Status) رکھتا ہے اور یہ مشترک سماجی حیثیت کا اثر دوسرے گروہ کے ساتھ ان کے رشتوں کی نوعیت پر پڑتا ہے۔ سماجی طبقات کی کوئی مذہبی اور قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔اس کی شناخت سماجی ہوتی ہے۔ یہ کھلا ہوا (Open) گروہ ہوتا ہے جس میں کوئی بھی فرد اس گروہ کی مطلوبہ خصوصیت کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے اور مطلوبہ شرط کے نہ پائے جانے سے اس گروہ سے کسی بھی فرد کو باہر کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کا ہر سماج کسی نہ کسی بنیاد پر مختلف طبقوں میں منقسم ہے اور ان طبقوں کی متراتب کے اعتبار سے ترتیب وار درجہ بندی ہے۔

طبقے کے نظام کی چند تعریفیں درج ذیل ہیں؛

- جبرٹ کے مطابق سماجی طبقہ ایک درجہ (category) یا لوگوں کا ایک گروہ ہے جس کی سماج میں ایک متعین حیثیت ہے اور اس حیثیت کی وجہ سے دوسرے گروہ کے افراد کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت طے ہوتی ہے جیسے کہ کمتر اور برتر ہونے کے احساس کا پایا جانا، وغیرہ۔ جس حیثیت کے ساتھ جتنی عزت اور سماجی احترام جڑا ہوتا ہے اسی لحاظ سے اس طبقے کی نسبتی (Relative) حیثیت بڑھتی ہے۔
- انتھنی گڈنس (Anthony Giddens) کے مطابق طبقہ انسانوں کے ایک بڑے گروہ کو کہتے ہیں جن کے معاشی ذرائع یکساں ہوں اور یہ ذرائع ان کی مجموعی طرز زندگی کو متاثر کرتے ہوں۔
- کارل مارکس کے نزدیک سماجی طبقے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے رشتے معاشی پیداوار کے ذرائع کے معاملے میں مشترک ہوں۔

- میکس ویبر کے نزدیک طبقہ مراد افراد کا وہ گروہ ہے جو بازار کی معیشت (Market Economy) میں ایک جیسی حیثیت رکھتا ہو اور اس مشترک اور ایک جیسی حیثیت کی وجہ سے اس گروہ کے افراد کے معاشی نتائج بھی ایک طرح کے ہوں۔
- میک آئیور اور پیج (MacIver and Page) کے مطابق سماجی طبقہ کمیونٹی کا ایک حصہ ہے جو سماجی حیثیت کی وجہ سے دوسرے تمام لوگوں سے ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔
- آگبرن اور نمکاف کے نزدیک سماجی طبقے سے مراد افراد کا ایک گروہ ہے جو ایک جیسی سماجی حیثیت رکھتا ہے۔

طبقے کی درجہ بالا تمام ہی تعریفوں میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان تمام میں دو مشترک عناصر یعنی افراد کا مجموعہ اور مشترک سماجی حیثیت کا ہونا، کسی گروہ کے طبقہ بننے کے لئے ضروری ہے۔

طبقے کی خصوصیات

طبقہ (Class) کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1. طبقے کے نظام کی بنیاد پیشہ، دولت، تعلیم، عمر اور جنس ہے۔
2. طبقاتی نظام میں عام طور سے تین طبقات ہوتے ہیں۔ جیسے اعلیٰ طبقہ (Upper Class)، متوسط طبقہ (Middle Class) اور ادنیٰ طبقہ (Lower Class) جو درجہ بندی کے لحاظ سے کسی سے کم اور کسی سے زیادہ سماجی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تینوں طبقات کے ساتھ حیثیت، عزت اور کردار جڑا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی ان تینوں طبقات کو سماجی حیثیت اور وقار سماجی درجہ بندی میں ان کے رتبے کے اعتبار سے ملتا ہے۔ اعلیٰ طبقہ سماجی درجہ بندی میں سب سے اونچے مقام پر ہوتا ہے اس لئے اس طبقے کو سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ قابل احترام مانا جاتا ہے۔ ادنیٰ طبقہ درجہ بندی میں سب سے آخری طبقہ ہے۔ لہٰذا اسے سماج میں سب سے کمتر مانا جاتا ہے۔ متوسط طبقہ ان دونوں طبقات کے بیچ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی سماجی حثیت اعلیٰ طبقے سے کم اور ادنیٰ طبقے سے زیادہ ہوتی ہے۔
3. طبقے کی تیسری اہم خصوصیت ان میں احساس برتری اور احساس کم تری کا پایا جانا ہے۔ ان تینوں طبقات میں اس طرح کا احساس پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ طبقے کے افراد اپنے آپ کو دوسرے دونوں طبقوں کے لوگوں سے زیادہ افضل اور برتر سمجھتے ہیں، جبکہ سب سے نچلے طبقے کے افراد اپنے آپ کو اوپر کے دونوں طبقوں کے لوگوں سے کمتر مانتے ہیں۔ غرض یہ کہ طبقاتی نظام کی یہ ایک اہم خصوصیت طبقات کے مابین احساس برتری اور احساس کمتری کا پایا جانا ہے۔
4. طبقے کی چوتھی اہم خصوصیت طبقاتی شعور ہے۔ کوئی بھی طبقہ طبقاتی شعور (Class Consciousness) کے بغیر تشکیل نہیں پا سکتا۔ چونکہ افراد کے اندر طبقے سے تعلق اور وابستگی کا احساس اور شعور کا پایا جانا لازمی ہے۔ اس احساس کے نتیجے میں اندرون گروہ (In group) اور بیرون گرو (Out group) تشکیل پاتا ہے۔ جو فرد جس گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ گروہ اس فرد

کے لئے اندرون گروہ ہوتا ہے۔طبقات کے مابین ٹکراؤ اور کشمکش ہمیشہ سے رہی ہے جیسا کہ معروف مفکر کارل مارکس کا کہنا ہے۔مارکس کے مطابق بورژوا طبقہ جو وسائل پیداوار پر قابض ہوتا ہے وہ مزدور طبقے کا استحصال کرتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد مزدور طبقے میں اپنے اور کئے جارہے ظلم واستحصال کا احساس جاگتا ہے، جس کے بعد وہ بورژوا طبقے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تاکہ استحصالی نظام کو ختم کیا جاسکے۔غرض یہ کہ طبقاتی شعور طبقے کی ایک اہم خصوصیت ہے۔افراد کے طور طریقوں پر طبقاتی شعور کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔

5. جس طرح سے ذات پات کے نظام میں بہت سی ذیلی ذاتیں ہوتی ہیں، اسی طرح طبقاتی نظام میں بھی بہت سے ذیلی طبقات ہوتے ہیں اور یہ طبقات بہت سے گروہوں میں منقسم ہوتے ہیں۔
6. ذات پات کے نظام کے برخلاف طبقے کا نظام کھلا ہوا نظام (Open System) ہے۔یعنی اس نظام میں افراد ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں آسانی سے منتقل ہوسکتے ہیں۔

کارل مارکس کے نزدیک طبقے کا تصور

سماجی طبقے سے متعلق مختلف ماہرین سماجیات نے اپنے تصوارات بیان کئے ہیں۔اس اکائی میں ہم اہم مفکرین کے خیالات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔سب سے پہلے ہم کارل مارکس کے خیالات کو بیان کریں گے۔

کارل مارکس کے مجموعی نظریے میں طبقے کے (Class) کے تصور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اس کے مطابق طبقہ سماجی تنظیم کی بنیادی اکائی ہے۔اس کا کہنا ہے کہ انسانی سماج ہمیشہ سے دو مخالف اور متصادم طبقات میں منقسم رہا ہے۔ایک طبقہ وہ جو ذرائع پیداوار کا مالک ہوتا ہے جسے انگریزی میں Haves کہتے ہیں۔اسے مختلف ادوار میں الگ الگ نام سے سمجھا جاتا ہے۔بورژوا، ماسٹر اور سرمایہ دار وغیرہ اس کے مختلف نام ہیں۔اس طبقے کو معاشی بالادستی کی وجہ سے سیاسی، سماجی، تعلیمی، مذہبی اور دوسرے شعبے میں بالادستی حاصل رہتی ہے دوسرا طبقہ وہ ہے جو ذرائع پیداوار سے محروم ہوتا ہے جسے انگریزی میں Have nots کہتے ہیں۔تاریخ کے مختلف ادوار میں اس کے بھی الگ الگ نام رہے ہیں۔پرولتاریت، غلام اور مزدور طبقہ وغیرہ اس کے نام ہیں۔یہ طبقہ زندگی کے تمام ہی شعبے میں پہلے طبقے کے ماتحت ہوتا ہے۔

مارکس اپنی کتاب داس کیپٹل (Das Capital) میں لکھتا ہے کہ طبقہ رشتۂ پیداوار کا نتیجہ ہے اور اس کی وجہ سے سماج میں مختلف حیثیتیں وجود میں آتی ہیں۔مارکس کے مطابق طبقے سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو پیداوار کے عمل (Process) میں ایک ہی طرح کا کام کرتا ہے۔یعنی طبقہ ہونے کے لئے دو شرطوں کا ہونا لازمی ہے۔پہلی شرط افراد کے مجموعے کا ہونا اور دوسری پیداوار کے عمل میں ایک ہی جیسے کام سے وابسطہ ہونا۔طبقہ انسان کے پیشے یا آمدنی سے طے نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تعین پیداوار کے عمل میں لوگوں کے رول سے ہوتا ہے۔مثال کے طور پر دو حجام ہیں۔ان میں سے ایک دکان کا مالک ہے اور دوسرا اسی دکان پر اجرت پہ کام کرتا ہے۔ان دونوں کا پیشہ ایک ہے

لیکن یہ دونوں یہ دونوں دو مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ پیدوار کے عمل میں ان دونوں حجام کو تعلق ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ایک کی حیثیت مالک کی ہے تو دوسرے کی حیثیت مزدور کی۔

مارکس کے نزدیک کسی بھی طبقے کے لئے درج ذیل پانچ شرطوں کا ہونا ضروری ہے؛

1. پہلی شرط طبقات کے درمیان اجرت کی تقسیم پر تصادم جیسی کیفیت کا پایا جانا ہے۔
2. دوسری شرط یہ ہیکہ ایک ہی طبقے کے افراد میں خبروں کی بآسانی ترسیل ہوتی ہو تاکہ طبقے کے افراد افکار و خیالات سے باخبر رہیں اور اس کے مطابق مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کر سکیں۔
3. لوگوں میں طبقے سے وابستگی کا شعور موجود ہو جس سے ان کے اندر باہمی یکجہتی و اتحاد پیدا ہو اور وہ اپنے کردار سے واقف ہو سکیں۔
4. معاشی ڈھانچے اپنی ملکیت نا ہونے کی وجہ سے نچلے طبقے میں بے چینی پیدا ہو اور ان میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کا استحصال ہو رہا ہے۔
5. طبقے کی آخری شرط استحصال کا شعور آجانے کے بعد یہ طبقہ ایک سیاسی تنظیم کے قیام کی کوشش کرے تاکہ اس ظالمانہ نظام سے اسے نجات مل سکے۔ یہ مرحلہ اس وقت آتا ہے جب لوگوں میں طبقاتی شعور میں بالیدگی آجاتی ہے۔

نیز مارکس کا یہ بھی کہنا ہے کہ کسی بھی انسانی گروہ کو طبقہ بننے کے لئے صرف پیداوار کی تنظیم ہی شرط نہیں ہے۔ بلکہ اس سے جڑے لوگوں کا بالمشافہ ملاقات کا ہونا بھی لازمی شرط ہے۔

میکس ویبر کے نزدیک طبقے کا تصور

جرمنی کے مشہور ماہر سماجیات میکس ویبر کا شمار ان مفکرین میں ہوتا ہے جن کے افکار و نظریات کے اثرات سماجیات کے علاوہ دوسرے سماجی علوم پر بھی پڑے ہیں۔ طبقہ یعنی کلاس کے متعلق ویبر کا نظریہ سماجیات میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔ ویبر طبقے کی وضاحت سماجی درجہ بندی (Social Stratification) کا ذکر کرتے ہوئے کرتا ہے۔اس کے مطابق سماجی درجہ بندی کی تین بنیادیں کلاس (Class)، اسٹیٹس (Status) اور پاور (Power) جنہیں ہم بالترتیب طبقہ، حیثیت اور طاقت کہہ سکتے ہیں۔ ویبر کا کہنا ہے کہ انسان جب بازار میں معاشی جدوجہد کرتا ہے تو اسی دوران طبقات کا وجود ہوتا ہے۔اس کے مطابق طبقے سے مراد افراد کا وہ گروہ ہے جو بازار کی معیشت (Market Economy) میں ایک جیسی حیثیت رکھتا ہو اور اس مشترک اور ایک جیسی حیثیت کی وجہ سے اس گروہ کے افراد کے معاشی نتائج بھی ایک طرح کے ہوں۔ ویبر کے نزدیک فرد کی معاشی حیثیت ہی در حقیقت اس کے طبقے کی حیثیت ہے۔ جن لوگوں کی طبقے کی حیثیت ایک جیسی ہوتی ہے ،ان کے موقع زندگی بھی ایک جیسی ہوتی ہے۔یعنی لوگوں کی معاشی حیثیت کے اثرات ان کے مواقع

زندگی (Life Chances) پر پڑتے ہیں اور انسان کے لئے کون سی چیز قابل حصول ہے اور کون سی نہیں اس کا تعین معاشی حیثیت سے ہی ہوتا ہے۔

ویبر نے سرمایہ دارانہ سماج میں چار طبقات کا ذکر کیا ہے جنہیں ہم ذیل میں بیان کریں گے؛

1. دولت مند اعلیٰ طبقہ (The Propertied Upper Class)
2. غیر دولت مند تنخواہ دار ملازمین (The Property Less White-Collar Workers)
3. معمولی بورژوا طبقہ (The Petty Bourgeoisie)
4. خودکار مزدور طبقہ (The Manual Working Class)

مارکس اور ویبر کے طبقے کے تصور میں فرق

پچھلے صفحے میں ہم نے طبقے کے حوالے سے مارکس اور ویبر کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کی۔ یہاں ہم ان دونوں مفکرین کے درمیان بنیادی فرق کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ طلبہ انہیں آسانی سے سمجھ سکیں۔

کارل مارکس کے مطابق طبقے کا تصور	میکس ویبر کے مطابق طبقے کا تصور
طبقہ سماجی درجہ بندی کی واحد شکل ہے جس کی بنیاد ذرائع پیداوار کی ملکیت پر ہے۔	طبقے کے علاوہ درجہ بندی کی اور بھی شکلیں ہیں جیسے کہ حیثیت اور پارٹی یا قوت۔ لیکن طبقے کے اعتبار سے درجہ بندی کی بنیاد صرف معاش ہے۔ درجہ بندی کی یہ شکل ذرائع پیداوار کی ملکیت پر مبنی نہیں ہے، بلکہ لوگوں میں معاشی سطح اور ہنر و صلاحیت میں تنوع کی بنیاد پر ہے۔
سماج میں صرف دو ہی طبقے ہیں۔ پہلے طبقے کو انگریزی میں The haves اور دوسرے کو The have nots کہتے ہیں۔	سماج میں چار طبقات پائے جاتے ہیں۔
مارکس کے مطابق طبقے کی سمجھ پیداوار کی ساخت میں فرد کی حیثیت کو سمجھنے سے ہی ممکن ہے۔	ویبر کے مطابق طبقے کو سمجھنے لئے بازاری معیشت میں فرد کی حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے۔
مارکس نے طبقے کو ذرائع پیداوار کی ملکیت اور اس سے محرومی کے نقطے سے سمجھا ہے۔	ویبر کا کہنا ہے کہ طبقے کے لئے واحد سبب صرف ملکیت نہیں ہے، چونکہ بازار میں ہنر و قابلیت کی بھی اہمیت ہے۔

جس طرح سے سرمایہ دارانہ معیشت میں پختگی آئے گی ویسے ہی درمیانی طبقات ختم ہونے لگیں گے اور سماج میں صرف دو ہی طبقے باقی رہ جائیں گے۔	ویبر کے مطابق درمیانی طبقات کا خاتمہ اور اس کے بعد سماج میں صرف دو طبقے کے باقی رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ لوگوں کے پاس اپنی شکایات اور غم وغصے کو ظاہر کرنے کے دوسرے بہت سے طریقے موجود ہیں۔ مزید یہ کہ افسر شاہی نظم وتنظیم کی وجہ سے متوسط طبقے کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔
پرولتار طبقہ باہم متحد ہو کر انقلاب برپا کریں گے اور پھر کمیونزم کو قائم کریں گے۔	ویبر کا کہنا ہے کہ طبقات اپنے آپ میں کوئی کمیونٹی نہیں ہیں اور اسی وجہ سے ان کا آپس میں متحد ہو جانا ممکن نہیں ہے جیسا کہ مارکس کی پیشنگوئی ہے۔

ہندوستان میں طبقات

دیہی علاقے میں طبقات

ہندوستانی سماج کے متعلق لوگوں میں یہ عام تصور پایا جاتا ہے کہ یہ ذات پات پر مبنی سماج ہے اور طبقے کا تصور اس سماج کی بنیاد میں شامل نہیں ہے۔ یہ خیال میکس ویبر اور اس کے حامی مفکرین کا ہے۔ جبکہ مارکسی نظریے کے حامل مفکرین کے نزدیک قدیم کمیونزم (Primitive Communism) کو چھوڑ کر ہر سماج کی بنیاد طبقے پر رہی ہے یہاں تک کہ ذات پات کی سماجی درجہ بندی کی بنیاد بھی طبقات پر ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد زمین کی از سر نو تقسیم اور سبز انقلاب (Green Revolution) کی وجہ سے یہاں کی زراعت میں سرمایہ داری کی طرف رجحان بڑھا۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں آج کے زرعی سماج کی بنیاد طبقے پر ہے۔ دیہی علاقوں میں جو طبقات ہیں انہیں ذیل میں بیان کیا جارہا ہے؛

دولت مند زمین دار: یہ وہ زمین دار ہیں جو بہت ساری زمینوں کے مالک ہوتے ہیں اور جو بذات خود کاشتکاری نہیں کرتے بلکہ اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ زمینوں کو دیکھ بھال اور اسے بڑھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ مضبوط سرمایہ دار طبقے کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

متوسط کاشتکار: یہ کاشت کاروں کا وہ طبقہ ہوتا ہے جن کے پاس صرف اتنے ہی کھیت ہوتے ہیں جن سے وہ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ گھر کے تمام ہی افراد فصلوں کی تیاری میں تعاون کرتے ہیں۔

غریب کاشتکار: یہ وہ کاشتکار ہیں جن کے پاس اتنی زمین نہیں ہوتی جس سے وہ اپنے گھر کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ مجبوراً وہ کرایے کے مکان میں رہتے ہیں اور مزدوری کر کے اپنا گزر بسر کرتے ہیں۔ کاشت کاروں کی اکثریت ایسے ہی لوگوں پر مشتمل ہے۔

اسکے علاوہ بہت سے ماہرین سماجیات نے مختلف زرعی طبقاتی ڈھانچے (Agrarian Class Structure) کو بیان کیا ہے۔اس حوالے سے بعض ماہرین سماجیات کے خیالات درج ذیل ہیں؛

اے۔آر۔دیسائی(A.R.Desai) کے مطابق انگریزی دور حکومت میں تین قسم کے زرعی طبقات پائے جاتے تھے۔

اعلیٰ طبقہ (Upper Class): یہ طبقہ ان بڑے بڑے زمین داروں پر مشتمل تھا جو اپنی زمین یا کھیت کرایے پر دے دیتے تھے، جو بذات خود اس کی کاشتکاری نہیں کرتے تھے۔

متوسط طبقہ (Middle Class): یہ طبقہ ذیلی زمین داروں پر مشتمل تھا۔

نچلا طبقہ (Lower Class): یہ طبقہ مزدور اور چھوٹے اور معمولی کاشتکاروں پر مشتمل تھا۔

آندرے بیتے (Andre Beteille) کے مطابق زرعی طبقاتی ڈھانچے کا مطالعہ تہذیبی اور نفوذی (Diffusive) دونوں نقطۂ نظر سے کیا جانا چاہئے۔ان کے نزدیک زرعی طبقاتی ڈھانچے کا مطالعہ کھیت یا زمین کی ملکیت، اس کا کنٹرول اور اس کے استعمال کے نقطۂ نظر سے کرنا چاہئے۔لہذا انہوں نے مالکان (Owners) کی زمرہ بندی درج ذیل طرح سے کی ہے؛

- **غیر حاضر زمین دار:** یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو زمین کو محض آمدنی کے ذریعے کے طور پر رکھتے ہیں۔
- **روایتی زمیندار:** اس سے مراد وہ زمیندار ہیں جو زمین کو فخر اور سماجی حیثیت کی علامت کے طور پر رکھتے ہیں۔
- **مہم کاری زمین دار:** یہ وہ زمین دار ہیں جو گاؤں اور دیہی علاقوں میں رہتے ہیں۔پیداواری سرگرمیوں کو منظم کرتے ہیں، لاگت اور منافع کا جائزہ لیتے ہیں اور منافع کو مزید بڑھانے کے لئے جدید تکنیک کو استعمال میں لاتے ہیں۔
- **مجبور زمین دار:** اس سے مراد وہ زمین دار ہیں جو حالات سے مجبور ہو کر زمین کو پٹے(Lease) دیتے ہیں۔
- **تہذیبی زمین دار:** یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو زمین کے مالک تو ہوتے ہیں لیکن وہ بذات خود کھیتی نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر برہمن ہیں جن سے ان کی پیدائشی مراعات اور طے شدہ پیشے کی وجہ سے یہ توقع نہیں کیا جاتا کہ وہ کھیتی کریں۔

شہری علاقے میں سماجی طبقات

ہندوستان کے شہری علاقوں میں عام طور پر چار طبقات پائے جاتے ہیں (1) سرمایہ دار طبقہ (2) پیشہ ور طبقہ (3) چھوٹے تاجر و دکاندار (4) مزدور طبقہ

سرمایہ دار طبقہ: انگریزی دور حکومت میں تاجرین کا ایک طبقہ تھا جو اشیاء کی درآمد و برآمد کے کاموں سے جڑا تھا۔ جس سے ملک میں ایک نئے متوسط طبقے کا ظہور ہوا۔آہستہ آہستہ اس طبقے نے اپنے سرمایے کو بڑے پیمانے پر انڈسٹری میں لگانا شروع کیا جس کے نتیجے میں اس طبقے کے لوگ بڑے کارخانوں اور کمپنی کے مالک ہو گئے۔ معاشی اور سماجی طور پر یہ طبقہ ملک کے سب سے طاقتور طبقے کی شکل میں ابھر کا سامنے آیا۔

آزادی کے بعد زراعت، صنعت اور تجارت جیسے میدان کو غیر سرکاری رکھا گیا جبکہ بڑی بڑی کمپنیوں کا قیام سرکاری طور پر کیا گیا۔اس مخلوط معیشت کی وجہ سے ٹاٹا، برلا اور ڈالمیا جیسے بڑے بڑے صنعتکار پیدا ہوئے۔

پیشہ ور طبقہ: انگریزی دور حکومت میں ہی پیشہ ور طبقات کا ظہور ہوا۔ یہ طبقات جدید صنعت و حرفت، زراعت، انتظامی امور اور صحافت وغیرہ جیسے پیشے سے وابستہ تھے۔ اس پیشہ وار طبقات میں وکیل، ڈاکٹر، ٹیچر، انجینئر اور علم زراعت کے ماہرین شامل تھے۔

آزادی کے بعد صنعت کاری اور شہر کاری کی وجہ سے روزگار کے مواقع بڑھے اور ریاست نے ملک گیر سطح پر مختلف شعبوں کے ادارے قائم کئے جہاں سے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، صحافی اور نوکر شاہ پیدا ہوئے۔ اس طبقے کے افراد ایک جیسی سماجی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ کیونکہ مالی اعتبار سے ان میں بہت فرق ہے۔ مثال کے طور پر صحافی کے مقابلے میں ڈاکٹر کی مالی حیثیت زیادہ ہے۔ اس لئے ان کے رہن سہن اور طرز زندگی میں فرق نظر آتا ہے۔

چھوٹے تاجر و دکاندار: شہروں میں ہمیشہ سے چھوٹے تاجرین اور دکانداروں کا طبقہ موجود رہا ہے۔ شہروں میں ترقی اور صنعت کاری کی وجہ سے ان طبقات کو ترقی کے بہت مواقع میسر آئے۔ یہ طبقہ کارخانوں اور عام لوگوں کے درمیان بچولیے کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ وہ کارخانوں سے سامان خریدتے اور عوام کو فروخت کرتے ہیں۔ دیگر دوسرے طبقات کی طرح یہ طبقہ بھی آزادی کے بعد ترقی کیا ہے۔ دیہی علاقوں کے مقابلے شہر کے لوگوں کی ضروریات بہت زیادہ اور مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ ان چھوٹے تاجر و دکاندار کی کمائی ان لوگوں کی ضروریات کی تکمیل سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس طبقے میں پھیری والے، ٹھیلے پر سامان بیچنے والے وغیرہ شامل ہیں۔

مزدور طبقہ: یہ طبقہ بہت پہلے سے سماج میں موجود تھا لیکن ریلوے اور انڈسٹری کے قیام کی وجہ سے ان کی تعداد بڑھتی گئی۔ یہ مزدور طبقہ غریب کسان، کاریگروں اور جسمانی محنت و مزدوری کرنے والوں پر مشتمل ہے۔ ملک کے ہر حصے میں یہ طبقہ پایا جاتا ہے۔

اکتسابی نتائج

یہ اکائی کلاس یعنی طبقے سے متعلق ہے۔ اس کے مطالعے سے ہمیں طبقے کے بارے میں بہت اہم معلومات حاصل ہوئیں۔ ہم نے طبقے کی تعریف اور اس کی خصوصیات کو سمجھا اور معروف ماہرین سماجیات کارل مارکس اور میکس ویبر کے نظریات سے واقف ہوئے۔ اس کے علاوہ اس اکائی کے مطالعے سے ہم نے ہندوستان میں طبقے کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کی۔ نیز اے۔ آر۔ دیسائی اور آندرے بیتے کے خیالات اور طبقے کی زمرہ بندی سے واقف ہو سکے۔

کلیدی الفاظ

- **طبقہ (Class):** یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے جو سماج میں ایک معین اور مشترک حیثیت (Status) رکھتا ہے اور اس مشترک سماجی حیثیت کا اثر اس گروہ کے مواقع زندگی اور دوسرے گروہ کے ساتھ ان کے رشتوں کی نوعیت پر پڑتا ہے۔
- **متوسط طبقہ (Middle Class):** ایک ایسا گروہ ہے جسے سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتا ہے۔ یہ ایک درمیانی طبقہ ہوتا ہے۔ اس طبقے میں پیشہ ور لوگ، مینیجر، کلرک، اور سرکاری تنخواہ دار ملازم شمار ہوتے ہیں۔

- اعلیٰ طبقہ (Upper Class) : یہ لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو سماج میں سب سے اعلیٰ حیثیت و مقام رکھتا ہے۔ یہ طبقہ سماج کا سب سے امیر اور دولت مند طبقہ مانا جاتا ہے۔ اور سماجی درجہ بندی میں متوسط اور مزدور طبقے سے اونچا اس کا مقام ہے۔

نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ سماجی طبقے سے مراد افراد کا ایک گروہ ہے جو ایک جیسی سماجی حیثیت رکھتا ہے۔ درج ذیل میں طبقے کی یہ تعریف کس نے کی ہے ؟

(a) آگبرن اور نمکاف　　(b) کارک مارکس

(c) میکس ویبر　　(d) امائل درکھائم

2۔ طبقہ انسانوں کے ایک بڑے گروہ کو کہتے ہیں جن کے معاشی ذرائع یکساں ہوں اور یہ ذرائع ان کی مجموعی طرز زندگی کو متاثر کرتے ہوں۔ کس نے طبقے کی یہ تعریف کس نے کی ہے ؟

(a) انتھنی گڈنس　　(b) اگست کومٹ

(c) ٹالکٹ پارسن　　(d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ سماجی طبقے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے رشتے معاشی پیداوار کے ذرائع کے معاملے میں مشترک ہوں۔ طبقے کی یہ تعریف کس نے کی ہے ؟

(a) کارل مارکس　　(b) میکس ویبر

(c) ہربرٹ اسپنسر　　(d) روبرٹ۔ کے۔ مرٹن

4۔ سماجی طبقہ کمیونٹی کا ایک حصہ ہے جو سماجی حیثیت کی وجہ سے دوسرے تمام لوگوں سے ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔ طبقے کی یہ تعریف درج ذیل میں سے کس نے کی ہے ؟

(a) میک آئیور اور پیج　　(b) امائل درکھائم

(c) دونوں　　(d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ میکس ویبر نے سرمایہ دارانہ سماج میں کتنے طبقات کا ذکر کیا ہے ؟

(a) چار　　(b) تین

(c) دو　　(d) پانچ

6۔ طبقاتی نظام میں عام طور سے کتنے طبقات ہوتے ہیں ؟

(a) تین　　(b) چار

(c) سات　　(d) دو

7۔داس کیپٹل (Das Capital)نامی کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(a)کارل مارکس (b)بی۔آر۔امبیڈکر

(c)اگست کومٹ (d)امرتیہ سین

8۔اے۔آر۔دیسائی(A.R. Desai)کے مطابق انگریزی دور حکومت میں کتنے قسم کے زرعی طبقات پائے جاتے تھے؟

(a)تین (b)چار

(c)سات (d)چھ

9۔طبقے کے ضمن میں کون ماہر سماجیات مواقع زندگی (Life Chances)کی بات کرتا ہے؟

(a)کارل مارکس (b)میکس ویبر

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

10۔ہندوستان کے شہری علاقوں میں عام طور پر کتنے طبقات پائے جاتے ہیں؟

(a)چار (b)تین

(c)دو (d)پانچ

تجویز کردہ اکتسابی مواد

1. Bendix, R., & Lipset, S. M. (Eds.). (1967). Class, Status and Power: Stratification inComparative Perspective. London: Routledge and Kegan Paul.
2. Giddens, A. (2016). Introduction to Sociology. W W Norton & Co Inc. Harlombus, M. (1980). Sociology: Themes and Perspectives. New Delhi: OxfordUniversity Press.
3. and Kegan Paul.
4. Sharma, K. L. (1994). Social Stratification and Mobility. Jaipur: Rawat Publications.

اکائی 10۔ ہندوستان میں متوسط طبقے کا ظہور

(Emergence of Middle Class in India)

اکائی کے اجزا

10.0 تمہید

10.1 مقاصد

10.2 متوسط طبقے کا تصور اور اس کا ظہور

10.3 ہندوستانی متوسط طبقے کی خصوصیات

10.4 مغربی ممالک میں متوسط طبقے

10.5 اکتسابی نتائج

10.6 کلیدی الفاظ

10.7 نمونہ امتحانی سوالات

10.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

تمہید

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ صنعت کاری اور جدید کاری کے نتیجے میں لوگوں میں معاشی خوشحالی آئی ہے۔ لیکن ان (صنعت کاری اور جدید کاری) کو صرف معاشی نقطۂ نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ معاش کے علاوہ اگر ہم سماجی تبدیلی کے حوالے سے ان کے اثرات کا جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ یہ دونوں طریق (Processes) ہندوستان کی سماجی ساخت میں بنیادی تبدیلی کے باعث ہیں۔ ساخت میں تبدیلی کی وجہ سے ہمہ گیر سماج میں تبدیلی آتی ہے جو تمام ہی شعبوں کو گھیرے ہوتی ہے۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے نئے سماجی گروہ اور نئے سماجی طبقات وجود میں آتے ہیں۔ آزادی ملنے کے بعد ہندوستان میں کچھ ایسا ہی ہوا۔ ملک کی آزادی دراصل مکمل طور سے ڈھانچے اور ساخت میں تبدیلی تھی جس کے نتیجے سماج کے تمام ہی شعبوں میں بدلاؤ کی شکل میں نظر آیا۔ آزادی کے بعد ملک میں جمہوری طرز حکومت کو اپنایا گیا اور سیکولر اقدار پر مبنی دستور کو قبول کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں سماج میں مختلف سطح پر متحرک رہنے والی قوت (Power) اور اتھرٹی (Authority) کی روایتی ساخت کی حیثیت باقی نہ رہی۔ اور جدید افکار و سیکولر دستور کی روشنی میں ملک کو آگے لے جانے کا عزم کیا گیا۔

آزادی کے بعد ملک میں جمہوری طرز حکومت کے قیام اور اس کے بعد معاشی ترقی نے سماجی درجہ بندی کی ساخت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کی ہے۔آزادی سے پہلے ذات پات کے نظام کا تسلط بہت گہرا تھا۔ ہر گاؤں اور بستی میں اعلیٰ ذات کے لوگوں کا غلبہ ہوا کرتا تھا۔ زمین دار طبقے کو بھی زمین کی ملکیت ہونے کی وجہ سے سماجی قوت و برتری حاصل تھی۔ ذات اور زمین کی ملکیت کا رول لوگوں کی سماجی درجہ بندی کا تعین کرنے میں بہت اہم تھااور آج بھی دیہی علاقوں میں یہ دونوں عناصر بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن ملک کی آزادی کے بعد اس میں بہت کمی واقع ہوئی ہے خاص طور سے شہری علاقوں میں درجہ بندی کی بنیادیں انسان کی قابلیت، ہنر اور دولت قرار پائیں۔اس طرح آزاد ہندوستان میں ایک نئے اشرافیہ طبقے ظہور ہوا۔یعنی نئے پیشہ وارانہ گروہ وجود میں آئے جنہیں ہم متوسط طبقہ (Middle Class) کہتے ہیں۔اس اکائی میں ہم اس طبقے کے ظہورے بارے میں تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

مقاصد

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں؛

1. اس کے مطالعے سے طلبہ کو متوسط طبقے کے تصور سے واقفیت ہو سکے گی۔
2. اس اکائی کے مطالعے طلبہ متوسط طبقے کے ظہور کے اسباب کو جان سکیں گے۔
3. وہ مغربی ممالک میں متوسط طبقے کے تعلق سے معلومات حاصل کر سکیں گے۔
4. ہندوستان میں متوسط طبقے کے تصور اور اس کی خصوصیات کو سمجھ سکیں گے۔

متوسط طبقے کا تصور اور اس کا ظہور

متوسط طبقے سے مراد ایک ایسا گروہ ہے جو سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک درمیانی طبقہ ہوتا ہے۔ متوسط طبقے کے افراد مزدور طبقے کے مقابلے زیادہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں، مالی اعتبار سے خوشحال ہوتے ہیں اور اعلیٰ طبقے کے مقابلے کچھ کم جائیداد کے مالک ہوتے ہیں۔اس طبقے میں پیشہ ور لوگ، مینیجر اور سرکاری ملازم شمار ہوتے ہیں۔

متوسط طبقے کے ظہور کو ترقی یافتہ سماج کی ایک اہم خصوصیت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔آزادی کے بعد سے ہی ہندوستان کے متوسط طبقات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے خاص طور پر پچھلے چند دہائیوں میں اس طبقے کی تعداد کافی بڑھی ہے۔ ہندوستان کے متوسط طبقے دوسرے ممالک کے متوسط طبقے سے پیشے، آمدنی اور تعلیم کے علاوہ کئی اعتبار سے مختلف ہیں۔ لیکن ہندوستانی سماج میں مذہب، تہذیب، زبان و نسل وغیرہ کا تنوع پایا جاتا ہے اور یہ تنوع ہمیں ان طبقات میں بھی نظر آتا ہے۔بی۔بی۔ مشرا کے مطابق وہ ادارے اور اسباب و عوامل جو سرمایہ داری کے عروج اور متوسط طبقے کے ظہور و ارتقا کے لئے لازمی سمجھے جاتے ہیں وہ برطانوی حکومت سے پہلے سے یہاں موجود تھے۔ لیکن ذات پات کے نظام اور سرکاری اہلکاروں کے جبر نے اسے روکے رکھا۔ لہذا روایتی سماج میں تعلق ورشتے جو کہ ذات پات کے نظام سے طے ہوتے تھے اس کی وجہ سے متوسط طبقے کے عناصر طبق دار (Stratified) ترتیب سے منظم نہ ہو سکے۔ یہ عناصر ذات گروہ (Caste Group) کے باہر نہ آسکے۔

ہندوستان میں متوسط طبقے کا ظہور انیسویں صدی میں ہوا جب انگریزوں کی یہاں آمد ہوئی اور انہوں نے اپنی سہولت کے مطابق یہاں کی سماجی و معاشی شعبوں میں نئی چیزوں کو متعارف کرایا اور کچھ کی اصلاح کیا۔ مثال کے طور پر انہوں نے نئی تعلیمی پالیسی کو متعارف کرایا تاکہ ایک نیا طبقہ پیدا ہو جو انتظامی امور میں ان کی مدد کر سکے۔ یہاں پر مکالے (Macaulay) جسے انگریزی تعلیمی پالیسی کا بانی کہا جاتا ہے، اس کا مشہور قول پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ ہم اس تعلیم سے ایک ایسے طبقے کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو پیدائشی طور سے تو ہندوستانی ہو، لیکن افکار و خیالات اور شوق و طرز عمل میں برطانوی ہو۔ اس طرح برطانوی حکومت نے اپنی تعلیمی و معاشی پالیسی کے ذریعے ایک متوسط طبقے کو پیدا کیا اور اس کو سماجی و معاشی لحاظ سے آگے بڑھایا۔ یہ ایک ایسا طبقہ تھا جو افکار و اقدار کے لحاظ سے انگریزوں کا پیروکار تھا۔

متوسط طبقہ سب سے پہلے کلکتہ، بمبئی اور مدراس میں پیدا ہوا۔ عدالت، اسپتال، بینک اور دوسرے سرکاری دفتروں میں ان سے خدمات لی جاتی تھیں۔ یہ طبقہ بنیادی طور سے آج بھی اسی طرح کے پیشوں سے جڑا ہوا ہے۔ اس طبقے کو پرانا متوسط بقہ (Old Middle Class) کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام سرمایہ داری کے ساتھ ساتھ ہی پیدا ہوا۔ یہ پرانا متوسط طبقہ چھوٹے چھوٹے کاریگر، تاجرین، دکاندار، دستکار، وکیل، ڈاکٹر، چھوٹے کسان اور سندی محاسب (Chartered Accountants) پر مشتمل ہے۔ متوسط طبقے کے اس گروہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ کہ اس کے پاس پیداوار کے وسائل و ذرائع (Means of Production) کی ملکیت ہوتی ہے اور وہ بذات خود کام کرتا ہے۔ یعنی یہ طبقہ بیک وقت مالک بھی ہوتا ہے اور مزدور بھی۔ یہ طبقہ آج بھی ترقی کر رہا ہے۔ ہندوستان میں شہر کاری کی وجہ سے اس طبقے کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا اور معاشی اعتبار سے اس نے کافی ترقی کی۔

بی۔ بی۔ مشرا کے مطابق آزادی سے قبل ہندوستان کے متوسط طبقے میں درج ذیل گروہ شمار کئے جاتے تھے؛

شہری علاقہ	دیہی علاقہ
تاجرین، کارخانے کے مالک اور کام کرنے والے افراد۔	چھوٹے کسان، کرایے پر رہنے والے لوگ، چھوٹے زمیندار۔
تنخواہوں پر کام کرنے والے لوگ جیسے کہ مینیجر، انسپکٹر، سپر وائزر اور تکنیک کے شعبوں میں کام کرنے والے لوگ۔	کم جائیداد کی ملکیت والے لوگ۔
زیادہ تنخواہ والے افسران جیسے کہ تجارتی انجمنوں، سیاسی پارٹیوں اور تعلیمی اداروں سے وابسطہ بڑے افسران۔	دیہی سرمایہ دار، بڑے کاروباری لوگ، جائیداد کی دیکھ بھال کرنے والے مینیجر و منتظمین جن کی خدمات اچھی تنخواہ کے عوض حاصل کی جاتی ہے۔
سرکاری ملازمین جیسے کہ بڑے پولیس افسران وغیرہ	
پیشہ ور افراد، مثلاً وکیل، ڈاکٹر، پروفیسر، صحافی، فنکار (Artist) اور پجاری و مذہبی رہنما وغیرہ۔	
کلرک، آفس میں کام کرنے والے معاونین اور وہ افراد جو مزدوری کے کام سے جڑے ہوئے نہ ہوں۔	

سیکنڈری اسکول کے اعلیٰ منتظمین، اساتذہ، مقامی انجمنوں کے افسران اور سیاسی افراد۔	

ہندوستان میں متوسط طبقے کے افراد میں اضافے کے بہت سے اسباب ہیں۔ مثال کے طور انگریزی حکومت کی زیر سرپرستی جدید تعلیم کا فروغ، اسٹاک کمپنیوں کا قیام، اندرون ملک وبیرون ملک تجارتوں کا بڑھنا، سرکاری ملازمین واہلکاروں خاص طور پر پولیس کے محکمے، عدلیہ اور تعلیمی اداروں کے فروغ نے متوسط طبقے کی تعداد بڑھائی ہے۔

آزادی کے بعد ادوار میں، ملک گیر سطح پر تعلیم کے فروغ، شہر کاری اور صنعتکاری نے متوسط طبقے میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اس طبقے کی موجودگی اور اس کے ارتقا کی وجہ سے ہندوستانی سماج کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ خاص طور سے آزادی کے بعد مختلف شعبوں جیسے کہ تکنیک، سائنس، انتظامی امور و پولیس کے محکمے سے جڑے ہوئے متوسط طبقے میں خوب اضافہ ہوا۔ سیاستداں، ٹیکنوکریٹ، مینیجر، سرکاری ملازمین و نوکرشاہ اور دیگر تنخواہ دار ملازمین کی تعداد جدید صنعتی سماج میں تیزی سے بڑھی ہے۔ اس طبقے کو جدید متوسط طبقہ (New Middle Class) کہا جاتا ہے۔ اس طبقے کی اہمیت کے پیش نظر آزادی کے بعد سے ہی اسے ایک بڑی قوت کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ملک کی سیاست، معیشت اور سماجی تبدیلی میں اس کا بہت بڑا رول ہے۔

متوسط طبقے کی توسیع اور اس کی ترقی میں تجارتی و تکنیکی نوعیت کے روزگار اور معیشت کے انتظامی عوامل کارفرما ہیں۔ اس میں سرکاری نوکریاں اور اسی نوعیت کے دوسرے پیشے کی توسیع (Growth) شامل ہے۔ غرض یہ کہ متوسط طبقہ ملک کی معیشت، سیاست، تعلیم اور تکنیک (Technology) کی ترقی سے جڑا ہوا ہے۔

بی۔بی۔ مشرا (B.B.Mishra) نے متوسط طبقے کے ارتقا کی وجہ برطانوی دور حکومت کی صورتحال کو مانا ہے۔ مشرا کے مطابق درج ذیل عوامل اس کے ارتقا کے پیچھے کارفرما تھے؛

- **قانون کی حکمرانی:** اس کے تحت یہ کہا جاتا ہے جائیداد کو پہلی مرتبہ ذاتی ملکیت قرار دیا گیا۔
- **جدید تعلیم:** حکومت کی جانب سے جدید وسیکولر تعلیم کا فروغ ہوا جو متوسط طبقے کے ظہور وارتقا کا اہم سبب ہے۔
- **لبرلائزیشن:** اندرون ملک تجارت کے لئے لبرلائزیشن کو ختم کیا گیا۔
- **زمین کا تصفیہ:** دیہی علاقے میں متوسط طبقہ برطانوی حکومت کے ذریعے زمین کے تصفیے (Land Settlements) کی وجہ سے وجود میں آیا۔

ڈی۔ایل۔ سیٹھ (D.L.Seth) ہندوستان میں متوسط طبقے کی تاریخ کو تین عہد (Periods) کے نقطے سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔

1. **ابتدائی انیسویں صدی:** بنیادی طور سے متوسط طبقے کا وجود اعلیٰ ذات کے ان افراد سے ہوا ہے جو سیکولر، جدید خیال کے حامل اور اصطلاح پسند نظریہ رکھتے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے ستی (Sati) کی رسم اور بچہ شادی کے رواج کو ختم کرنے کی تحریک چلائی اور تعلیم نسواں کے فروغ کے لئے زمینی کوششیں کی۔

2. **انیسویں صدی کے اختتام کا دور**: اس دور کا متوسط طبقہ مختلف میدان کے افراد پر مشتمل تھا۔ اس وقت برطانوی حکومت کی پالیسی یہ تھی وہ نوکر شاہی میں چھوٹے چھوٹے عہدوں پر ان ہندوستانیوں کو ملازمت پر رکھتے تھے۔ وہ وکلاء، پولیس افسران، اسکول ٹیچر اور چھوٹے تاجرین ہوتے تھے۔ یہ وہی طبقہ تھا جس نے کسانوں اور فیکٹری میں کام کرنے والے مزدوروں کو ملک کی آزادی میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا تھا۔
3. **آزادی کے بعد کا دور**: آزادی کے بعد کا جو متوسط طبقہ تھا وہ پہلے سے زیادہ مختلف طرح کے افراد پر مشتمل تھا۔ شمالی ہندوستان میں سبز انقلاب (Green Revolution) کی وجہ سے ایک دولت مند طبقہ اور متوسط کسان (Middle Farmers) وجود میں آیا۔ مغربی ہندوستان میں امداد باہمی تحریک (Cooperative Movement) کی وجہ سے سیاسی قیادت پیدا ہوئی۔ جنوبی ہندوستان میں تحریک عزت نفس (Self-Respect Movement) نے چھوٹی ذات کو متحد اور مستحکم بنایا جس کی وجہ سے ان میں سماجی نقل پذیری پہلے سے زیادہ بڑھی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ متوسط طبقے کے ظہور کی وجہ سے غربت میں کمی ہوئی ہے اور لوگوں کا حکومت پر سے انحصار کم ہوا ہے۔ اور ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو ملک میں جمہوری روح کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے سرگرداں و متحرک نظر آتا ہے۔

آندرے بیتے (Andre Beteille): 1981 کے انسٹیٹیوٹ آف اکنامک گروتھ میں یہ کہا گیا تھا کہ 2020 تک ملک کی 80 فیصد آبادی متوسط طبقے پر مشتمل ہوگی۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور ماہر سماجیات آندرے بیتے کا ماننا ہے کہ ماہرین معاشیات نے متوسط طبقے کی ساختیاتی کثرت (Structural Diversity) کو دھیان میں رکھے بغیر اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے۔ اس طبقے کی مختلف سطحے ہیں جو درج ذیل ہیں:

اعلیٰ متوسط طبقہ (Upper Middle Class): اس طبقے میں بڑے عہدے کے منتظمین (Administrators)، سیاستداں وغیرہ شامل ہیں جن کے فیصلے اور سرگرمیوں کا اثر بڑی سطح پر لوگوں پر پڑتا ہے۔

متوسط متوسط طبقہ (Middle Middle Class): اس طبقے میں پروفیسر، بینک میں بڑے عہدے پر کام کرنے والے افراد، ٹیکنوکریٹ اور چھوٹے تاجرین شامل ہیں۔ عام طور سے یہ طبقہ سماجی تبدیلی کے لئے کسی بھی طرح کے انقلاب کی حمایت نہیں کرتا اور اس کی دلچسپی کا مرکز اس کا اپنا خاندان اور بچے ہوتے ہیں، سماجی مسائل میں برائے نام دلچسپی ہوتی ہے۔

ادنیٰ متوسط طبقہ (Lower Middle Class): اس طبقے میں اسکول کے اساتذہ، حکومتی اداروں میں کام کرنے والے کلرک وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ مزدور طبقے کے برعکس کسی بھی طرح کے انقلاب کی حمایت نہیں کرتے، بلکہ یہ اپنے معاشی و سماجی حالات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں۔ یعنی یہ طبقہ پرولتار طبقے کی طرح سماجی انقلاب نہیں چاہتا، بلکہ یہ اپنی ارتقاعی سماجی نقل پذیری (Upward Social Mobility) کے بارے میں زیادہ فکر مند رہتا ہے۔

آندر بیتے کا مزید یہ کہنا ہے کہ ملک سے غریبی کا کم کو نا اس بات کی طرف اشارہ نہیں ہے کہ متوسط طبقے میں اضافہ ہوا ہے، بلکہ اس طبقے میں بھی بہت سے طبقات پائے جاتے ہیں۔ان کے مطابق متوسط طبقے کے ارتقا کے چند نتائج درج ذیل ہیں؛

جمہوریت کا استحکام: آزادی کے بعد ملک کو مختلف طرح کے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا مثلاً، غربت، تعلیمی و سماجی پسماندگی، سیاسی شعور کی کمی، عورتوں اور پسماندہ طبقات کے ساتھ بھید بھاؤ وغیرہ۔ان سب میں اصلاحات کی ضرورت تھی۔اور یہ سب اسی وقت ممکن تھا جب میں جمہوریت کی بالادستی ہو اور ایسا ہی ہوا۔ملک کی سیاست میں جمہوریت اور لوگوں میں جمہوری فضا پروان چڑھانے کی طرف توجہ دی گئی جس کے اثر سے لوگوں کو آگے بڑھنے کے مواقع ملے متوسط طبقے نے اس کام میں اہم رول ادا کیا۔ متوسط طبقے کے ارتقا کے مختلف نتائج میں سے ایک اہم نتیجہ جمہوریت کا استحکام ہے۔

سیکولرزم: لوگوں میں سیکولر نظریے کو فروغ دینے اور انہیں روایت پسندی اور دقیانوسیت سے دور کرنے میں اس طبقے کا اہم کردار رہا ہے۔

صارفیت کا فروغ: متوسط طبقے کے ارتقا کی وجہ سے زیادہ خرچ کرنے کا کلچر بڑھا ہے۔اس کلچر کو صارفیت (Consumerism) کہتے ہیں۔اس کی وجہ سے ملک کی معیشت میں استحکام پیدا ہوا ہے۔یعنی متوسط طبقے کا ارتقا معاشی استحکام میں معاون ثابت ہوا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے شعبے ہیں جن میں متوسط طبقے کی وجہ سے مثبت تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔

ہندوستانی متوسط طبقے کی خصوصیات

متوسط طبقے کے بارے تصور کو سمجھ لینے کے بعد اب ہم اس کی چند خصوصیات کا ذکر کریں گے جو درج ذیل ہیں:

دوہرا پن

متوسط طبقے میں دونوں طرح کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔یعنی اس طبقے میں سرمایہ دار لوگ بھی ہیں اور مزدور لوگ بھی ہیں۔یہ طبقہ پوری طرح سے نہ تو سرمایہ داروں پر مشتمل ہے اور نہ ہی مزدور طبقے ہی اس میں شامل ہیں۔ متوسط طبقے کی یہ دونوں شکل اس وجہ سے ہے کیونکہ اس میں بہت سی افقی (Horizontal) اور عمودی (Vertical) تقسیم پائی جاتی ہے۔یعنی اس میں بہت سے گروہ ہیں جو سماجی حیثیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ کوئی سماجی لحاظ سے اعلیٰ سمجھا جاتا ہے تو کسی گروہ کی حیثیت دوسرے سے کم تر ہے۔سماجی درجات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات بھی مختلف و پیچیدہ ہوتے ہیں۔کچھ گروہ سرمایہ دار طبقے کی طرف مائل ہیں تو کچھ گروہ مزدور طبقے سے قریب ہیں۔

سامراجی وراثت

جیسا کہ ہم نے متوسط طبقے کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ برطانوی حکومت کی اصلاحات و کارکردگی کے نتیجے میں اس طبقے کا ظہور ہوا تھا۔اس لئے یہ طبقہ ایک طرح سے برطانوی سامراج کی وراثت ہے۔اس طبقے کے دو محکمے مملکت کے افسران اور جدید تعلیم یافتہ پیشہ ور افراد جن کا برطانوی حکومت سے بہت قریبی رشتہ رہا ہے وہ آج بھی حکومتی طبقات سے گہرا

اور قریبی تعلق بنائے ہوئے ہیں۔ شروعاتی دور سے ہی متوسط طبقے کے یہ دونوں گروہوں نے حکومت وقت سے گہرا تعلق بنائے رکھا ہے۔ اسی لئے ان دونوں گروہوں کو اشرافیہ طبقے (Elite Class) کا بھی حصہ مانا جاتا ہے۔

سماجی تبدیلی میں رول

ہم جانتے ہیں کہ متوسط طبقہ صنعتی سماج کی پیداوار ہے۔ اس طبقے کی پیدائش وارتقا معیشت و عصری صنعتی سماج کے طبقاتی ڈھانچے میں تبدیلی کی وضاحت ہے۔ ترقی یافتہ سرمایہ دار سماج کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہیکہ اس میں زیادہ تعداد میں متوسط طبقے پائے جاتے ہیں۔ لیکن متوسط طبقے کی موجودگی ہی صرف سماجی تبدیلی کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ یہ طبقہ سماجی تبدیلی میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ جب ہم سماجی تبدیلی میں متوسط طبقے کے رول کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں دو باتوں کو ذہن میں رکھنی چاہئے ؛ پہلی بات پرانے متوسط طبقے اور جدید متوسط طبقے میں فرق اور دوسری کس طرح کے سماج کی تبدیلی کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ ان دونوں باتوں کا خیال رکھتے ہوئے ہمیں سماجی تبدیلی میں ان کے کردار کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ متوسط طبقہ جدیدیت کا ایک اہم ایجنٹ ہے۔ یہ اس طبقے سے وابستہ ہے جو سماجی ڈھانچے میں تبدیلی لاتا ہے۔ ہندوستان کے متوسط طبقہ خاص طور سے وکیل، ڈاکٹر، اساتذہ وغیرہ نے تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا ہے۔ اس طبقے نے سماج میں آزاد خیالی کو فروغ نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ طبقہ صحافت، سیاسی افکار، قانون اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعے سماجی تبدیلی کا نقیب ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ متوسط طبقے نے ہندوستانی سماج کی جدیدیت میں کلیدی رول ادا کیا ہے اور اس کی کاوشوں کے بغیر اس سماج میں جدیدیت کا تصور کرنا درست نہیں ہوگا۔

استحکامی قوت

بڑے اور وسیع متوسط طبقے کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ دو متصادم طبقات کے مابین ایک مصالح (Mediator) کی طرح کام کرتا ہے اور دونوں طبقات کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم کے ماحول کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ذات کی نمائندگی

متوسط طبقے کی آبادی کو اگر ذات کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس میں اعلیٰ ذات کی آبادی زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ یعنی اس طبقے میں اکثریت اعلیٰ ذات سے تعلق رکھنے والے افراد کی ہے۔ اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کا متوسط طبقہ عام طور سے اشرافیہ ہے۔ لیکن ریزرویشن اور حکومتی مراعات کی وجہ سے بعض پسماندہ طبقات معاشی، سیاسی و سماجی اعتبار سے آگے بڑھ گئے ہیں اور وہ بھی متوسط طبقے میں شمار ہونے لگے ہیں۔

مغربی ممالک میں متوسط طبقے

تاریخی طور سے متوسط طبقے کی اصطلاح سب سے پہلے مغربی سماج میں ہوئی۔ اس اصطلاح کا استعمال انیسویں اور بیسویں صدی میں ترقی کی راہ پر گامزن بورژوا طبقے کے لئے کیا گیا۔ صنعتی معیشت کے ابتدائی دور میں یہ نیا طبقہ ابھر کر سامنے آیا۔ ایک طرف بڑے بڑے تاجرین و زمین دار تھے تو دوسری طرف مزدور طبقہ تھا۔ اور یہ نیا بورژوا طبقہ ان دونوں کے درمیان کا طبقہ تھا۔ صنعتی معیشت کی ترقی نے زمین دار طبقے کو زوال کی طرف دھکیل دیا جس کے نتیجے میں بورژوا طبقہ ابھر کر سامنے آیا جس میں صنعت کار و سرمایہ دار شامل

تھے جنہیں حکمراں طبقہ کہا جاتا تھا۔لہذا متوسط طبقے کی اصطلاح کا استعمال خود مختار چھوٹے تاجرین، پیشہ ور لوگ اور دستکار (Artisans) کے لئے استعمال کیا جانے لگا جو بورژوا اور مزدور طبقے کے بیچ کا طبقہ ہے۔شہر کاری و صنعت کاری کی وجہ سے اس طبقے کی تعداد مین کافی اضافہ ہوا ہے۔پہلے کی مقابلے میں اب شہروں کی تصویر بالکل مختلف ہے۔ان میں بہت طرح کی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔یہ اپنی جسامت اور آبادی کے لحاظ سے کافی بڑے اور سماجی تعلقات کی نوعیت سے کافی پیچیدہ ہوئے ہیں۔لہٰذا ایسے شہروں میں صارفین اور اشیاء کو بنانے والے (Producers) کے درمیان براہ راست تجارت و لین دین میں مشکلات پیش آنے لگیں۔ایسی صورت میں متوسط طبقہ ان دونوں کے درمیان کام کرتا تھا جسے بعد میں پرانا متوسط طبقہ (Old Middle Class) کا نام دیا گیا۔

مغربی سماج میں نئے متوسط طبقے میں مزید اضافہ صنعتی سرمایہ داری اور بڑی بڑی کمپنیوں کے قیام کی وجہ سے ہوا۔ مشہور ماہر سماجیات جی۔ڈی۔ایچ۔کولے (G.D.H.Cole) نے مغربی سماج میں متوسط طبقے کے وجود کو وہاں کی معیشت میں تبدیلی سے وابسطہ بتایا ہے۔اس کے مطابق دو اس طبقے کے ظہور کے دو اہم سباب ہیں۔پہلا سبب، سرکاری اسکولوں کی تعداد میں اضافہ اور مجموعی طور سے تعلیم کا فروغ ہے۔دوسرا سبب، جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں (Join Stock Companies) کی توسیع ہے۔ان دونوں طرح کی ترقی نے بڑے پیمانے پر تنخواہ دار ملازمین اور منتظمین کو پیدا کیا۔

ایک دوسرے ماہر سماجیات لوک ووڈ (Lockwood) نے بھی تنخواہ دار ملازمین کے طبقے کے ظہور کو سرمایہ دار معیشت اور بڑی کمپنیوں سے وابسطہ بتایا ہے۔

اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے سے ہم نے متوسط طبقے کے بارے میں تفصیلی سے معلومات حاصل کی ہیں۔ہمیں اس بات سے واقفیت ہوئی کہ متوسط طبقہ معاشی و سماجی اعتبار سے ایک خوشحال طبقہ ہے جو سماجی درجہ بندی کے اعتبار سے اعلیٰ اور ادنی طبقے کے بیچ میں شمار کیا جاتا ہے۔اسی طرح ہمیں یہ جانکاری ہوئی کہ اس طبقے میں وکیل، ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ آتے ہیں۔نیز اس اکائی کے مطالعے درج ذیل مزید معلومات حاصل ہوئیں؛

- اس اکائی کے مطالعے ہمیں متوسط طبقے کے تصور اور اس کے ظہور کے اسباب سے واقفیت ہوئی۔
- مغربی ممالک میں متوسط طبقے کے تعلق سے جانکاری حاصل ہوئی۔نیز
- ہندوستان میں متوسط طبقے کے تصور اور اس کی خصوصیات سے واقفیت ہوئی۔

کلیدی الفاظ

- **متوسط طبقہ (Middle Class)**:ایک ایسا گروہ ہے جسے سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتا ہے۔یہ ایک درمیانی طبقہ ہوتا ہے۔اس طبقے میں پیشہ ور لوگ، مینیجر، کلرک،اور سرکاری تنخواہ دار ملازم شمار ہوتے ہیں۔

- **اعلیٰ متوسط طبقہ (Upper Middle Class)**:اس طبقے میں بڑے عہدے کے منتظمین (Administrators)، سیاستداں وغیرہ شامل ہیں جن کے فیصلے اور سرگرمیوں کا اثر بڑی سطح پر لوگوں پر پڑتا ہے۔
- **ادنیٰ متوسط طبقہ (Lower Middle Class)**:اس طبقے میں اسکول کے اساتذہ، حکومتی اداروں میں کام کرنے والے کلرک وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ صرف اپنی سماجی و معاشی ترقی کے لئے فکرمند ہوتے ہیں اور مزدور طبقے کی طرح سماجی انقلاب کے حامی نہیں ہوتے۔

نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سولات (Objective Answer Type Questions)

1۔درج ذیل کے کس سماج میں متوسط طبقے کا ظہور میں ممکن نہیں ہے؟

(a)ذات پات والے سماج میں (b)صنعتی سماج میں

(c)سرمایہ دارانہ سماج (d)ان میں سے کوئی نہیں

2۔ڈی۔ایل۔سیٹھ (D.L.Seth) نے ہندوستان میں متوسط طبقے کی تاریخ کو کتنے عہد کے نقطے سے سمجھنے کی کوشش کی؟

(a)تین (b)چار

(c)سات (d)پانچ

3۔وکیل، داکٹر اور اساتذہ درج ذیل کس طبقے میں شمار کئے جائیں گے؟

(a)اعلیٰ طبقہ (b)متوسط طبقہ

(c)ادنیٰ طبقہ (d)ادنیٰ متوسط طبقہ

4۔آندرے بیتے (Andre Beteille) کون ہیں؟

(a)ماہر سماجیات (b)ماہر معاشیات

(c)ماہر حیاتیات (d)ماہر سیاسیات

5۔آندرے بیتے (Andre Beteille) کے مطابق پروفیسر، بینک میں بڑے عہدے پر کام کرنے والے افراد، ٹیکنوکریٹ کس طبقے میں شمار کئے جاتے ہیں؟

(a)متوسط متوسط طبقے میں (b)اعلیٰ متوسط طبقے میں

(c)ادنیٰ متوسط طبقے میں (d)ان میں سے کوئی نہیں

6۔وہ گروہ جو سماجی و معاشی لحاظ سے اعلیٰ طبقے سے نیچے اور مزدور طبقے سے اوپر شمار کئے جاتے ہیں، انہیں کیا کہتے ہیں؟

(a)متوسط طبقہ (b)اشرافیہ طبقہ

(c)ادنیٰ طبقہ (d)ان میں سے کوئی نہیں

7۔درج ذیل میں سے کون متوسط طبقے کے ظہور کا سبب ہے؟

(a)جدید تعلیم کا فروغ (b)اسٹاک کمپنیوں کا قیام

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

8۔درج ذیل میں کون متوسط طبقے کی خصوصیت ہے؟

(a)دوہرا پن (b)سامراجی قوت

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1. متوسط طبقے کے تصور کی وضاحت کیجئے۔
2. بی۔بی۔ مشرا کے مطابق متوسط طبقے کے ارتقا کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما تھے؟وضاحت کیجئے۔
3. بی۔بی۔ مشرا کے مطابق آزادی سے قبل ہندوستان کے دیہی اور شہری علاقوں کے متوسط طبقے میں کون کون سے گروہ شمار کئے جاتے تھے؟
4. متوسط طبقے کے ظہور میں برطانوی دور حکومت کی پالیسی اور جدید تعلیم کا کیا رول رہا ہے؟بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. ہندوستانی متوسط طبقے کی خصوصیات بیان کیجئے۔
2. آزادی کے بعد ملک میں متوسط طبقے کے عروج کو بیان کیجئے۔نیز اس حوالے سے مختلف مفکرین کے خیالات کو بیان کیجئے۔
3. متوسط طبقے کے ظہور وارتقا میں صنعت کاری اور شہر کاری کیسے سبب بنا؟وضاحت کیجئے۔

تجویز کردہ اکتسابی مواد

1. Johnson, H.M., 1967, Sociology: A Systematic Introduction, New Delhi.
2. Bottomore, T.B., 1976, Classes in Modern Society, London.
3. Bottomore, T.B., 1962, Sociology: A Guide to Problems and literature Vintage Books, New York.
4. Davis, K and Moore, W., 1945, Some Principles of Stratification, American Sociological Review.
5. Dahrendorf, R. 1959, Class and Class Conflict in industrial Society, London.

6. Tumin, Melvin, 1969, Social Stratification, Prentice Hall of India, Delhi.

اکائی 11۔ذات بمقابلہ طبقہ پر بحث

(Caste versus Class Debate)

اکائی کے اجزا

تمہید

مقاصد

ذات اور طبقے سے متعلق چند بنیادی باتیں

شہروں میں ذات پات کا وجود

طبقہ اور شہری سماج

ذات اور طبقے میں فرق

اکتسابی نتائج

کلیدی الفاظ

نمونہ امتحانی سوالات

تجویز کردہ اکتسابی مواد

تمہید

پچھلی دو اکائیوں میں ہم نے طبقے کے معنی و مفہوم اور اس کی خصوصیات کو تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ نیز متوسط طبقے کے معنی اور اس کے ارتقا کے حوالے سے تفصیلی بحث کی ہے۔ اس اکائی میں ہم ذات (Caste) اور طبقے (Class) دونوں کے باہمی مشابہت اور فرق کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

ذات اور طبقہ دونوں شہری سماجی ڈھانچے کے اہم اجزاء ہیں۔ عام طور یہ مانا جاتا ہے کہ ذات پات کے اثرات شہروں کے بنسبت دیہی سماج میں زیادہ ہیں کیونکہ دیہی سماج کی بنیاد ہی ذات پات کی درجہ بندی پر ہے اور اس لئے ایسے سماج میں لوگوں میں بھید بھاؤ اور ناانصافی کی بنیاد ذات پات کا نظام ہے۔ اور اس کے برعکس شہری علاقوں میں ذات پات کے اثرات نہیں ہوتے۔ یہاں بھید بھاؤ کی بنیاد ذات نہیں بلکہ طبقہ ہے۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ دیہی سماج کی طرح شہری سماج میں بھی ذات کی بنیاد پر بھید بھاؤ اور ناانصافی دیکھنے کو ملتی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ دیہی سماج کی بنسبت شہروں میں اس کے اثرات کم ہوں، لیکن حتمی طور سے شہری علاقوں میں اس کے وجود کا

انکار کرنا درست نہیں ہے۔سماجی علوم کے مباحث میں ہمیں عام طور سے یہی دیکھنے کو ملتا ہے کہ ذات کو دیہی سماج کا مظہر (Phenomenon)اور طبقہ شہری سماج کا مظہر قرار دیا جاتا ہے۔

کلاسیکی سماجی انسانیات اور سماجیات کی کتابوں میں شہری اور دیہی سماج کے فرق کو واضح طور سے بیان کیا گیا ہے۔دیہی سماج کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ اس کی بنیاد روایتی اقدار پر ہے۔یعنی اس کے پورے سماجی ڈھانچے میں مذہب اور روایت پسندی مضمر ہے۔جبکہ شہری سماج کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ یہ جدید اقدار پر مبنی ہے۔یعنی اس کے سماجی ڈھانچے میں جدید افکار اور اقدار کارفرما ہیں۔لہذا ذات ایک روایتی سماجی ادارہ ہے جو دیہی سماجی ڈھانچے سے منسلک ہے۔

اس کے برعکس کلاس یعنی طبقے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ شہری سماجی ڈھانچے کی خصوصیت ہے۔دراصل سماجیات کا ظہور ہی شہری صنعتی سماج میں طبقاتی تصادم وکشمکش کے نتیجے میں ہوا۔اس ضمن میں یہ کہا جاتا ہے کہ کارخانوں کے بننے کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ ہوا اور معاشی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔روزگار کے لئے کارخانوں سے جڑی سرگرمیوں میں لوگوں کی تعداد خوب اضافہ ہوا۔مشہور مفکر کارل مارکس (Karl Marx)کا کہنا ہے کہ کارخانوں کے ظہور کی وجہ سے وسائل پیداوار کی ملکیت رکھنے والے اور اس سے محروم گروہوں میں نئے قسم کا رشتۂ پیداوار (Relations of Production)وجود میں آیا جسے مارکس طبقاتی تصادم کی ایک شکل قرار دیتا ہے۔اس طرح سے کلاسیکی سماجیات میں طبقاتی جدوجہد اور تصادم کو شہری سماج کا عنصر مانا جاتا ہے۔جبکہ ذات پات پر سماجیاتی مطالعات بتاتے ہیں کہ یہ دیہی سماج کی خصوصیت ہے اور اس کا دائرہ اثر صرف دیہی علاقے تک محدود ہے۔جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔جدید اور روایتی اقدار کی بنیاد پر شہری اور دیہی علاقے کی جو تقسیم کی گئی ہے اسے شہری زندگی کے تجربات کی بنیاد پر چیلنج کیا گیا۔کیونکہ شہری زندگی میں ذات پات کے اثرات موجود ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہرکاری کی وجہ سے عالمی سطح پر جدیدیت کا فروغ ہوا ہے۔لیکن اس کے اثرات ہر جگہ ایک جیسے نہیں تھے۔مختلف علاقوں میں اس کے اثرات مختلف نوعیت کے ہیں۔کیونکہ اس کا بہت زیادہ انحصار علاقے کی تاریخ پر ہے۔اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں ذات پات صرف دیہی سماج کی حقیقت نہیں ہے،بلکہ شہری سماج میں بھی ذات پات کے نظام پر عمل ہوتا ہے۔

مقاصد

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ کو درج ذیل معلومات حاصل ہوں گی؛

- وہ ذات اور طبقے سے متعلق بعض اہم اور بنیادی باتوں سے واقف ہو سکیں گے،جیسے کہ ذات اور طبقے کے تصورات اور ان کے مابین مشابہت۔
- وہ یہ جان سکیں گے کہ ذات پات کا وجود صرف دیہی علاقوں تک محدود نہیں ہے،بلکہ شہروں میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔

- اور وہ ذات اور طبقے میں فرق کو سمجھ سکیں گے۔

ذات اور طبقے سے متعلق چند بنیادی باتیں

ذات پات کا نظام اور طبقے پر مبنی نظام سماجی درجہ بندی کی دو اہم شکلیں ہیں۔ پچھلی اکائیوں میں ہم نے ذات اور طبقے تصور کو تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کی۔ اس اکائی میں ہم طبقہ اور ذات دونوں تصورات کو ایک ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں گے اور ان کے مابین فرق اور مشابہت کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کریں گے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ذات پات ایک قدیم سماجی ادارہ ہے جو انسانوں کو طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔ اونچ نیچ، چھوا چھوت، موروثی پیشہ اور بین ذات شادی کی ممانعت وغیرہ اس کی خصوصیات ہیں۔ یہ ایک ایسا گروہ ہے جسے بند گروہ کہا جاتا ہے۔ یعنی اس نظام میں نقل پذیری ممکن نہیں ہے۔ جو جس ذات میں پیدا ہوتا ہے وہ تاحیات اسی ذات کا فرد کہلاتا ہے۔ اس میں پیشہ موروثی ہوتا ہے۔ انسان اپنی خواہش سے کوئی پیشہ اختیار نہیں کر سکتا۔ ذات پات کے تعلق سے یہ عام خیال پایا جاتا ہے کہ یہ دیہی سماج کا مظہر ہے۔ گاؤں کے لوگوں کی زندگی ذات پات کا دخل ہے۔ جبکہ شہری علاقوں میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔

اس کے برخلاف سماجی درجہ بندی کی ایک دوسری قسم طبقہ یعنی کلاس ہے۔ یہ لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جس کے تمام ہی افراد کی سماجی حیثیت ایک جیسی ہوتی ہے۔ ان کے عقائد و اقدار اور رہن سہن بھی ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ قوت اور دولت کے معاملے میں سب ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ سب کی سماجی حیثیت، مواقع زندگی (Life Chances) اور طرز زندگی ایک جیسی ہوتی ہے۔ اس نظام یعنی کلاس سسٹم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ شہری سماج کا مظہر ہے۔ یعنی شہری علاقے میں ایسے گروہ پائے جاتے ہیں۔

ذات اور طبقہ کئی پہلو سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور کئی پہلوؤں سے ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہیں۔ ذات ایک حیثیت والا گروہ (Status Group) یا کمیونٹی ہے جسے پیدائشی خصوصیات، پیشہ اور طرز زندگی سے جانا جا سکتا ہے۔ درجہ بندی کے اعتبار سے ہر ذات کا اپنا ایک درجہ اور مرتبہ ہے جو اس کی سماجی حیثیت کو طے کرتا ہے۔ اس نظام میں فرد کی سماجی حیثیت کا تعین پیدائش سے ہی متعین ہو جاتا ہے۔ اسی طرح طبقاتی نظام میں بھی درجات ہوتے ہیں اور ہر درجے کے ساتھ مختلف سطح کی سماجی حیثیت کا تصور جڑا ہوتا ہے۔ لیکن ذات کی طرح اس کا تعین انسان کی پیدائش سے نہیں ہوتا، بلکہ ذرائع پیداوار کی ملکیت یا اس سے محروم ہونے سے طبقے کا مرتبہ متعین ہوتا ہے۔ طبقات لچکدار اور کھلا ہوتا ہے۔ یعنی طبقاتی نظام میں ہر فرد اپنی محنت اور قابلیت کی بنیاد پر ترقی کر سکتا ہے اور ارتقاعی سماجی نقل پذیری حاصل کر سکتا ہے۔

جبکہ ذات پات کے نظام میں سماجی نقل پذیری کی رفتار بہت دھیمی ہے۔ ان تمام اختلافات کے باوجود یہ سوچنا درست نہیں ہے کہ یہ دونوں تصورات ایک دوسرے کی ضد ہیں جیسے کہ بعض مغربی مفکرین کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اڈمنڈ لیچ (Edmund

(Leach) کا کہنا ہے کہ تعاون (Cooperation) ذات کی خصوصیت ہے اور مقابلہ (Competition) طبقے کی خصوصیت ہے۔ لیکن اڈمنڈ لیچ کی یہ بات قابل یقین اس لئے معلوم نہیں ہوتی کیونکہ مقابلہ غالب ذات Dominant) (Castes والے خاندانوں کے اندر بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ ان کے یہاں چھوٹی ذات والوں میں دوسرے کے نسبت اپنا تسلط زیادہ بنانے اور مضبوط کرنے کے لئے مقابلہ ہوتا ہے۔ اسی طرح چھوٹی ذات والوں میں غالب ذات سے قریب ہونے اور ان کی نظر کرم پانے کے لئے مقابلہ ہوتا ہے۔ میکس ویبر کا کہنا ہے کہ ذات حیثیت کی بنیاد پر درجہ بندی کی سب سے ترقی یافتہ شکل ہے۔ ڈومو (Dumont) ذات اور طبقے میں فرق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذات کی بنیاد اونچ نیچ اور پاک اور ناپاک کے تصور پر ہے، جبکہ طبقے میں اس طرح کا تصور نہیں پایا جاتا۔

ذات اور طبقے کے حوالے سے مذکورہ بنیادی باتوں کو جان لینے کے بعد اب ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیا واقعی ذات پات کا تصور دیہی علاقوں تک محدود ہے، یا شہروں کی زندگی میں بھی اس کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

شہروں میں ذات پات کا وجود

ہندوستان میں جب شہر وجود میں آرہے تھے تو اس وقت ذات نے اان کو منظم (Organized) بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ یعنی ذات کی بنیاد پر ہی یہ طے ہوتا تھا کہ کون ذات کے لوگ کہاں رہیں گے۔ چھوٹی اور اچھوت ذات کے لوگ شہر کے کنارے یا اس کے باہر رہتے تھے، جبکہ بڑی ذات اور اعلیٰ طبقے کے افراد شہر کے مرکز میں رہتے تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہندوستان میں ضروری نہیں ہے کہ شہر کاری کی وجہ سے ہی جدیدیت آئی ہو، کیونکہ ہم جانتے ہیں صنعتی شہر سے پہلے بھی شہری سماج روایتی طور سے ذات کی بنیاد پر آباد تھے

ہندوستان کے شہروں کا اگر ہم مطالعہ کریں تو پائیں گے کہ یہاں آج بھی وہ اقدار و خصوصیات ہیں جو عالمی طور پر جدید شہری خصوصیات سے میل نہیں کھاتیں۔ یعنی ہندوستان میں دیہی اور شہری اقدار کے مابین فرق بہت واضح نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہیکہ یہاں شہر کاری کا عمل لوگوں کی روایتی معاشرتی ڈھانچے کو متاثر کئے بغیر واقع ہوا۔ اس سے ان کی پرانی طرز زندگی اور سماجی اقدار پر کچھ خاص اثر نہیں ہوا۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ شہر کاری کی وجہ سے بڑے پیمانے پر لوگ دیہی علاقوں سے شہروں کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ لہذا اس سے اس شہری سماج میں کسی مخصوص گاؤں سے وابستہ لوگوں کا ایک علاقہ بن جاتا ہے۔ چونکہ سب ایک مخصوص علاقے میں ایک ساتھ رہتے ہیں تو دیہی سماج کی خصوصیات اور اقدار ان کی زندگی میں برقرار رہتی ہیں۔ اوون لنچ (Owen Lynch) نے آگرہ کے جاٹو (Jatavs) مطالعہ کیا۔ آگرہ اترپردیش کا ایک شہری علاقہ ہے۔ لنچ نے اپنی تحقیق میں یہ پایا کہ یہاں کے جاٹو ایک بند گروہ (Closed Group) کی طرح ہیں۔ ان کے زیادہ تر تعلقات اور میل جول اپنے ہی ذات کے لوگوں سے ہیں۔ تہذیبی لحاظ سے بھی وہ شہر کے دوسرے گروہوں سے الگ ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے محققین جیسے کہ۔ بیرے مین (G.Berreman)، ہارولڈ

گولڈ (Harold Gold) اورایم۔این۔سری نواس (M.N. Srinivas) وغیرہ ہندوستان کے شہروں میں ذات پات کے وجوداور وہاں کے لوگوں کی زندگی میں اس کے رول کو تسلیم کرتے ہیں۔ان لوگوں کا کہنا ہے کہ شہروں میں ذات پات پر مبنی انجمنیں جو مختلف میدانوں میں اپنے لوگوں کو آگے بڑھانے میں مدد کرتی ہیں۔گیڈ گل (Gadgill) نے پونے شہر میں ذات پات کی بنیاد بنائی گئی انجمنوں کا مطالعہ کیا۔ان کا کہنا ہے کہ شہروں میں اس طرح کی تنظیمیں وانجمن پہلے سے زیادہ مضبوط ہوئی ہیں۔کیونکہ بہت سے شہروں میں اس طرح کی انجمنیں موجود ہیں جو اپنی ذات کے افراد کی تعلیمی ترقی کے لئے متحرک اور فعال ہیں۔یہ تو شہروں میں ذات کا تفاعلی پہلو (Functional Aspect) ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ذات پات پر مبنی گروہ کس طرح اپنے لوگوں کی ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ شہر کی سیاست میں بھی ذات گروہ (Caste Group) کا بہت اہم رول ہوتا ہے۔خاص طور سے چھوٹی ذات کے لوگ ایک مضبوط سیاسی قوت کے طور پر ابھرے ہیں۔شہروں میں ان پر ہورے ظلم وناانصافی کے نتیجے میں یہ لوگ باہم متحد ہوئے اور اپنی مجموعی ترقی کے لئے سیاست کو ایک آلے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔شہروں میں ذات پات کی بنیاد پر لوگوں کے ساتھ تفریق اور بھید بھاؤ پر کئی تحقیقیں ہوئی ہیں۔ان میں سے ایک تحقیق بنرجی وغیرہ (Banerjee et.al) کی ہے جو 2015 میں کی گئی۔اس میں انہوں دہلی کے اطراف کے علاقہ جسے این۔سی۔آر کہا جاتا ہے،اس میں انہوں نے کرایے پر کمرہ ملنے یا نہ ملنے میں فرد کی ذات کا کیا تعلق ہے،اسے سمجھنے کی کوشش کی۔اس میں انہوں یہ پایا کہ ان علاقوں میں بڑی ذات کے لوگوں کو آسانی سے کرایے پر کمرے مل جاتے ہیں ،جبکہ دلت ذات کے لوگوں کو کافی مشکلات پیش آتی ہیں۔اعلیٰ ذات کے کوگوں کے ساتھ مکان مالکوں کا رویہ بہت نرم ہوتا ہے۔انہیں بغیر کسی شرط کے کرایے پہ مکان بآسانی مل جاتا ہے۔جبکہ دلت ذات سے تعلق رکھنے والے افراد جب اپنا نام اور پورا تعارف دیتے ہیں تو اسی وقت انہیں کمرہ دینے سے منع کر دیا جاتا ہے اور اگر کہیں کوئی مکان مالک راضی ہو بھی جاتا ہے تو کھانے پینے کے تعلق سے بہت سی شرائط رکھتا ہے۔

اس حوالے سے ایک اہم تحقیق ماہر انسانیات جیفری وٹسو (Jeffrey Witsoe) کی ہے۔انہوں نے بہار کے پٹنہ شہر کا مطالعہ کیا۔اپنی تحقیق میں وہ بتاتے ہیں کہ چھوٹی ذات کے لوگوں کو جہاں ایک طرف کرایے پر کمرہ پانے میں مشکلات پیش آتی ہیں،اس معاملے میں ان کے ساتھ بھید بھاؤ ہوتا ہے۔تو دوسری طرف روزمرہ کے معاملات جیسے کہ سرکاری دفتروں،بینک،اسپتال،اسکول وغیرہ میں ان کے ساتھ بھید بھاؤ اور غیر مساوی برتاؤ کیا جاتا ہے۔

مذکورہ تحقیقات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں ذات صرف دیہی سماج کی خصوصیت نہیں ہے،بلکہ شہری سماج میں بھی اس کا وجود ہے اور معاملات زندگی کے تعین میں یہ بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔

طبقہ اور شہری سماج

ابھی تک ہم نے شہری سماج میں ذات پات کے وجود اور اس کے رول پر بحث کی ہے۔ اب ہم شہری سماج میں طبقے (Class) کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ماہرین سماجیات کہتے ہیں شہری مراکز (Urban Centers) میں طبقے کے تصور کو سمجھنا مشکل ہے، کیونکہ یہ دوسرے گروہ جیسے کہ ذات اور نسلی گروہ کی طرح کوئی معین (Fixed) گروہ نہیں ہے۔ یہ کسی جغرافیائی اور تاریخی حدود میں قید بھی نہیں ہے کیونکہ طبقات کے اندر نقل پذیری کی صلاحیت ہے۔ اس وجہ سے شہری پس منظر میں طبقے کا مطالعہ تھوڑا مشکل کام رہا ہے۔ لہذا طبقے کے تعین میں پیشے (Occupation) کو اہم مانا گیا۔ اسٹب ہولگر (Stub Holger) نے شہری سماج میں طبقے کے مطالعے کے لئے ایک دوسرا متبادل لفظ اسٹیٹس کمیونٹی (Status Community) استعمال کیا ہے۔ ان کے مطابق اسٹیٹس کمیونٹی کا لفظ طبقہ اور پیشے پر مبنی گروہ کے درمیان ایک واسطے کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ اسٹیٹس کمیونٹی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو ایک یا ایک سے زائد پیشے سے وابستہ ہو اور جن کی سماجی حیثیت اور مفاد ایک طرح کے ہوں۔ ہر اسٹیٹس کمیونٹی کی کچھ مخصوص خصوصیات ہوتی ہیں۔ ان کا طرز معاشرت مشترک ہوتا ہے۔ ان کے باہمی رشتے بہت مضبوط اور قریبی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان کی علاحدہ اور ممتاز خصوصیات انہیں دوسرے اسٹیٹس کمیونٹی سے الگ کرتی ہیں۔

بہت سے چھوٹے اسٹیٹس کمیونٹی پر ماہرین انسانیات نے مطالعات کئے ہیں۔ مثال کے طور پر شہروں میں بے روزگار نوجوانوں اور رکشہ چلانے والوں کو اسٹیٹس کمیونٹی کی حیثیت سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ ہارولڈ گولڈ (Harold Gould) نے لکھنؤ شہر میں رکشہ چلانے والوں پر تحقیق کی۔ ان کا کہنا ہے کہ رکشہ چلانے والے کے باہمی تعلقات بہت مضبوط ہوتے ہیں کیونکہ ان کا پیشہ ہی ایسا ہے جس کی وجہ سے ان کا آپس میں ملنا بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ یعنی رکشہ چلانے والے ایک اسٹیٹس کمیونٹی ہیں جن سماجی حیثیت اور مفادات ایک جیسے ہوتے ہیں۔

ہارولڈ گولڈ مزید کہتے ہیں کہ یہ ایک متحرک گروہ ہے۔ ان لوگوں کا پیشہ ہی پورے شہر میں چلنا پھرنا ہے۔ رکشہ چلانے کے علاوہ یہ دوسرے غیر اخلاقی اور چھوٹے جرائم کے ذریعے بھی پیسہ کماتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے راز چھپائے رکھتے ہیں جس سے یہ گروہ مزید متحد اور مستحکم بنتا ہے۔ ان کے اندر باہمی اتحاد، ہمدردی اور اپنائیت کا جذبہ مزید بڑھتا ہے۔ ماہرین انسانیت جو شہری علاقوں پر تحقیق کرتے ہیں وہ اس پیشہ ور گروہ یعنی رکشہ چلانے والے گروہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس علاقے کے متعلق مختلف طرح کی اہم معلومات ہوتی ہیں۔

اسی طرح گھروں میں کام کرنے والی خواتین کے متعلق سماجیاتی مطالعات ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ گروہ بھی ایک اسٹیٹس کمیونٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایک جیسے پیشے سے وابستہ ہیں اور ان سب کی معاشی آمدنی بھی کم و بیش ایک دوسرے کے برابر ہے جس کی وجہ سے ان کے آپسی رشتے مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ طبقہ ایک لچکدار گروہ ہے۔اسے پیشے کی بنیاد پر سمجھا جاسکتا ہے۔ذات کی شناخت میں بھی پیشے کی اہمیت ہے کیونکہ اس میں پیشہ موروثی ہوتا ہے۔ لیکن طبقے کا نظام لوگوں کو پیشہ چننے کی آزادی دیتا ہے۔کیونکہ یہ ایک کھلا گروہ (Open Group) ہے۔شہروں میں مختلف ذات کے لوگ مختلف قسم کے پیشے سے جڑے ہوئے ہیں اور مماثل پیشے کی وجہ سے ان میں باہمی اتحاد پایا جاتا ہے۔ان کے معاشی، سماجی اور سیاسی مفادات مشترک ہوتے ہیں۔

ذات اور طبقے میں فرق

ذات اور طبقہ سماجی درجہ بندی کی دو اہم شکلیں ہیں۔ان دونوں کی بنیاد پر سماج میں انسانوں کو مختلف درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اور اسی اعتبار سے ان کی سماجی حیثیت بھی متعین ہوتی ہے۔دونوں کے مابین کئی پہلوؤں سے فرق واختلاف پایا جاتا ہے۔ جسے ہم ذیل میں بیان کررہے ہیں؛

ذات	طبقہ
ذات کی رکنیت پیدائشی ہوتی ہے۔اسے محنت کرکے حاصل نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے کسی بھی طرح بدلا جاسکتا ہے۔	انسان اپنی محنت، ہنر اور قابلیت کی بنیاد ہر کسی بھی طبقے میں شامل ہو سکتا ہے۔اس میں رکنیت کسی خاص گروہ میں پیدا ہو جانے سے متعین نہیں ہوتی۔
ذات پات کے نظام میں سماجی نقل پذیری ممکن نہیں ہے۔	اس نظام میں سماجی نقل پذیری ممکن ہے۔انسان اپنی کامیابی سے بہتر سے بہتر سماجی حیثیت تک پہنچ سکتا ہے۔
اس میں عام طور سے لوگ اپنی سماجی حیثیت کے بارے میں حساس اور باشعور نہیں ہوتے۔	اس میں عام طور سے لوگ اپنی سماجی حیثیت کے تعلق سے بہت حساس ہوتے ہیں۔
ذات پات کے نظام کے کچھ مخصوص طور طریقے، اقدار اور رسوم ہیں جن پر عمل کرنا لوگوں کے لئے ضروری ہے۔	اس میں یعنی کلاس سسٹم میں مخصوص رسوم ورواج نہیں ہوتے جن کی اتباع کرنا افراد کے لئے لازمی ہو۔
اس نظام میں بین ذات شادی کی اجازت نہیں ہے۔	شادی بیاہ کے معاملے میں اس نظام میں آزاد خیالی پائی جاتی ہے۔اس لئے دو مختلف طبقات کے لوگ ایک دوسرے شادی کر سکتے ہیں اور سماج میں اسے غلط نہیں سمجھا جاتا۔
یہ نظام اونچ نیچ اور چھوا چھوت کے تصور پر مبنی ہے۔اس لئے یہ جمہوریت کے خلاف ہے۔	یہ نظام بھی اونچ نیچ کے تصور پر قائم ہے۔ لیکن یہ اونچ نیچ کا تصور فرد کی سماجی حیثیت پر مبنی ہے۔ لہذا سماجی طبقات جمہوریت کا مضبوط بناتے ہیں۔

اس نظام کے تحت لوگوں کو ایک مذہب کو ماننا ضروری ہے۔	اس نظام میں کوئی کسی بھی مذہب کو اپنا سکتا ہے اور اگر چاہے تو بغیر کسی مذہب کو مانے ہوئے بھی رہ سکتا ہے۔
یہ نظام ایک بند طبقے والا نظام (Closed Class System) ہے جس میں سماجی حیثیت پیدائش سے طے ہو جاتی ہے اور اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔	سماجی طبقہ ایک کھلا ہوا نظام (Open System) ہے۔ لوگوں کا ایک طبقے سے دوسرے طبقے کو منتقل ہونا ممکن اور آسان ہے۔
ذات پات کی نظام میں پیشے کی نقل پذیری (Occupational Mobility) نہیں ہے۔ لوگ اپنے موروثی پیشے سے جڑے ہوتے ہیں اور چاہ کر بھی کوئی دوسرا پیشہ نہیں اختیار کر سکتے۔	طبقے کے نظام میں انسان کوئی بھی پیشہ کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی بھی پیشہ پیدائش سے طے نہیں ہوتا۔
مختلف ذات کے لوگوں کے درمیان سماجی علاحدگی ہے۔ یعنی ایک ذات کے لوگ دوسری ذات کے لوگوں سے کم ہی سماجی رشتے رکھتے ہیں۔	سماجی علاحدگی اتنی نہیں ہے جتنی ذات پات کے نظام میں ہے۔
اس نظام کو مذہبی جواز حاصل ہے۔	سماجی طبقے کے نظام کو کسی مذہب کا سہارا حاصل نہیں ہے۔

اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں ذات اور طبقے کے تعلق سے تفصیلی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ ذات پات کا تصور اور اس پر عمل دیہی سماج میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس کائی کے مطالعے سے ہم نے جانا کہ ذات پات کا تصور صرف گاؤں اور دیہات تک محدود نہیں ہے، بلکہ شہری سماج میں بھی ذات پات کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طبقے اور ذات کے مابین مشابہت اور فرق سے واقفیت ہوئی۔

کلیدی الفاظ

ذات پات کا نظام (Caste): یہ ہندوستان کا ایک قدیم سماجی ادارہ ہے جو انسانوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔ اس میں اونچ نیچ، چھوا چھوت اور موروثی پیشے کا تصور پایا جاتا ہے۔ اس کے وجود کا جواز ہندو مذہب کی مقدس کتابیں سے ملتا ہے۔ یہ ایک بند سماجی گروہ ہے جس میں نقل پذیری ممکن نہیں۔

طبقہ(Class): یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے جو سماج میں ایک معین اور مشترک حیثیت (Status) رکھتا ہے اور یہ مشترک سماجی حیثیت کا اثر دوسرے گروہ کے ساتھ ان کے رشتوں کی نوعیت پر پڑتا ہے۔ یہ کھلا ہوا (Open) اور پیشے پر مبنی گروہ ہے۔ یہ شہری سماج کا مظہر ہے۔

نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) درج ذیل میں کس نے آگرہ کے جاٹو (Jatavs) مطالعہ کیا؟

(a) اوون لنچ (Owen Lynch) (b) ایس۔ سی۔ دوبے

(c) این۔ کے۔ بوس (d) ایم۔ این۔ سری نواس

(2) درج ذیل میں کس نے پونے شہر میں ذات پات پر مبنی انجمنوں کا مطالعہ کیا؟

(a) گیڈ گل (Gadgill) (b) ٹی۔ این۔ مدن

(c) یوگیندر سنگھ (d) ان میں سے کوئی نہیں

(3) درج ذیل میں کس نے بہار کے پٹنہ شہر کا مطالعہ کیا؟

(a) جیفری وٹسو (Jeffrey Witsoe) (b) این۔ کے۔ بوس

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

(4) درج ذیل میں کون ذات کی خصوصیت ہے؟

(a) پیدائشی رکنیت (b) موروثی پیشہ

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

(5) درج ذیل میں کس نظام میں سماجی نقل پذیری ممکن ہے؟

(a) طبقے میں (b) ذات میں

(c) مذہب میں (d) ان میں سے کسی میں نہیں

(6) درج ذیل میں کس نظام میں سماجی نقل پذیری ممکن نہیں ہے؟

(a) ذات میں (b) نسل میں

(c) طبقے میں (d) ان میں سے کسی میں نہیں

(7) درج ذیل میں کسے کھلا ہوا گروہ (Open Group) کہا جاتا ہے؟

(a)طبقے کو (b)ذات کو

(c)مذہب کو (d)نسل کو

(8)درج ذیل میں کسے بند گروہ (Closed Group) کہا جاتا ہے؟

(a)طبقے کو (b)ذات کو

(c)مذہب کو (d)نسل کو

(9)درج ذیل میں سماجی درجہ بندی کی کس قسم کو مذہبی جواز حاصل ہے؟

(a)ذات پات کے نظام کو (b)طبقے کے نظام کو

(c)دونوں کو (d)ان میں سے کسی کو نہیں

(10)درج ذیل میں کون سا نظام جمہوریت کو فروغ دیتا ہے؟

(a)ذات پات کا نظام (b)طبقے کا نظام

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1. ذات ایک بند گروہ ہے۔اس پر ایک مختصر مضمون لکھئے۔
2. طبقہ ایک کھلا ہوا گروہ ہے۔اس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟مثال کے ذریعے وضاحت کیجئے۔
3. ذات اور طبقے میں فرق کو بیان کیجئے۔
4. شہر کاری کی وجہ سے سماج میں ذات پات کے اثرات کم ہوئے ہیں۔اس کی وضاحت کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. شہر میں ذات پات کے وجود اور اس کے اثرات پر ایک تفصیلی مضمون لکھئے۔
2. شہری سماج میں طبقے کے تصور اور اس کے اثرات بیان کیجئے۔

تجویز کردہ اکتسابی مواد

---

1. Johnson, H.M., 1967, Sociology: A Systematic Introduction, New Delhi.
2. Bottomore, T.B., 1976, Classes in Modern Society, London.

3. Bottomore, T.B., 1962, Sociology: A Guide to Problems and literature Vintage Books, New York.
4. Davis, K and Moore, W., 1945, Some Principles of Stratification, American Sociological Review.
5. Dahrendorf, R. 1959, Class and Class Conflict in industrial Society, London.
6. Tumin, Melvin, 1969, Social Stratification, Prentice Hall of India, Delhi.

اکائی 12۔ ہندوستانی مسلمانوں میں ذات پات

(Caste Among Muslims in India)

اکائی کے اجزا

تمہید

مقاصد

ذات پات کے نظام کا تصور

ذات پات کی ابتدا سے متعلق بعض نظریات

تکریم انسانیت کے حوالے سے مسلمانوں کا تصور

ہندوستانی مسلمانوں میں ذات برادری کا تصور

ہندو اور مسلم ذات میں فرق

اکتسابی نتائج

کلیدی الفاظ

نمونہ امتحانی سوالات

تجویز کردہ اکتسابی مواد

تمہید

دنیا کا کوئی بھی سماج شاید ایسا نہیں ہے جہاں لوگوں میں مکمل طور سے مساوات اور برابری پائی جاتی ہو۔ ہر سماج میں امتیاز و تفریق کی مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ بعض افراد کو بعض دوسرے لوگوں پر فوقیت اور برتری دی جاتی ہے، تو کسی گروہ کو سماجی اعتبار سے کمتر اور رذیل سمجھا جاتا ہے۔ سماجی حیثیت میں بڑے اور چھوٹے ہونے کے اس تصور کے غیر معمولی اثرات انسانی رشتوں پر پڑتے ہیں۔ انسانی سماج میں درجہ بندی کی مختلف بنیادیں ہیں۔ یعنی مختلف وجوہات کی بنا پر سماج میں کسی طبقے کو فضیلت دی جاتی ہے تو کسی کو کم تر سمجھا جاتا ہے۔ درجہ بندی کی یہ بنیاد کہیں انسان کی جسمانی رنگ و ساخت ہے، کہیں جنس ہے، کہیں نسل اور کہیں ذات برادری ہے۔

ہندوستانی سماج میں ذات پات کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ اس کے اثرات زندگی کے ہر شعبے میں نظر آتے ہیں۔ ذات کے نظام (Caste System) پر مبنی اصول و قوانین انسان کی پوری زندگی کا احاطہ کرتے ہیں۔ پیدائش کے وقت کے رسوم و رواج،

تعلیم،انسانی اخلاق و طور طریقے، خوشی و غم کو منانے کے طریقے، شادی بیاہ کے آداب و رسومات اور موت کے بعد کی مذہبی رسومات وغیرہ سب ذات پات کے اصول اور قوانین کی روشنی میں طے ہوتے ہیں۔

ذات پات کا نظام ہندوستانی سماج میں قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ یہ ادارہ ہندو مذہب کا بنیادی جز ہے۔اس ادارے کا ماخذ و منبع ورن نظام (Varna System) ہے۔اس کے مطابق ہندو سماج کے چار درجات برہمن، چھتریہ، ویش اور شودر ہیں۔ان میں سب مذہبی و سماجی اعتبار سے سب سے اوپر برہمن ذات ہے اور سب سے نیچے شودر ذات ہے۔ذات پات کا یہ تصور اس قدر مضبوط تھا کہ وہ مذاہب جس نے انصاف اور برابری کی تعلیم دی ان کے پیروکاروں میں بھی یہ تصور رچ بس گیا۔ چنانچہ یہاں بسنے والے مسلمان، سکھ اور عیسائی کمیونٹی میں بھی ذات پات کا تصور رائج ہے۔

اس اکائی میں ہم ہندوستانی مسلمانوں میں ذات پات کے تصور کو تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ نیز یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ مسلم سماج میں رائج ذات پات کے تصور سے ہندو ذات پات کا تصور کتنا مختلف ہے۔ یہ ایک پیچیدہ ادارہ ہے جس کی بعض خصوصیات ہیں اور ان خصوصیات کی روشنی میں ہم اس تصور کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

مقاصد

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ کو درج ذیل معلومات حاصل ہوں گی؛

- وہ ذات پات کے نظام کے تصور سے واقف ہو سکیں گے۔
- ذات پات کی ابتدا کے متعلق نظریات کو جان سکیں گے۔
- انہیں تکریم انسانیت کے حوالے سے اسلام کے نظریے سے واقفیت ہو سکے گی۔
- ہندوستانی مسلمانوں میں ذات برادری کے تصور سے واقف ہو سکیں گے، نیز
- ہندو اور مسلم ذات میں فرق کو سمجھ سکیں گے۔

ذات پات کے نظام کا تصور

ذات (Caste) کے تصور کو سمجھنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم ورن (Varna) کے تصور کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کیونکہ ان دونوں تصورات میں بہت گہرا تعلق ہے۔اور ورن نظام کو سمجھے بغیر ہم ذات کے تصور کو نہیں سمجھ سکتے۔ ورن کے معنی 'رنگ' (Colour) کے ہوتے ہیں۔ یہ لفظ اسی مفہوم میں آرین اور داسہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا جس سے ان کی جسمانی رنگ کی طرف اشارہ مقصود تھا۔ لفظ آریوں اور داسہ دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔آریوں کے سفید اور صاف رنگ اور داسہ کے کالے و سیاہ رنگ کے لئے اس لفظ کا اطلاق ہوتا تھا۔اسی طرح چاروں ورن کے جسمانی رنگ کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا جانے لگا اور ہر ورن کے افراد کے ساتھ الگ الگ طرح کا رنگ جوڑ دیا گیا۔ لہذا برہمن ذات کے تمام ہی افراد کے ساتھ سفید رنگ، چھتریہ کے ساتھ سرخ رنگ، ویش کے ساتھ پیلا رنگ اور شودر کے ساتھ سیاہ رنگ جوڑ دیا گیا۔ یعنی رنگوں کی یہ درجہ بندی چاروں ورن کی سماجی درجہ بندی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ذات جسے انگریزی میں 'Caste' کہا جاتا ہے،اس کی ابتدا سے متعلق ماہرین سماجیات نے الگ الگ رائے دی ہیں۔ڈی۔ان مجمدار کہتے ہیں کہ اس کے آغاز کے حوالے متعین طور سے کچھ کہا نہیں جا سکتا ہے کہ اس کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی، کیونکہ اس تعلق سے مفکرین کی مختلف آراء ہیں۔اس اختلاف کے پیش نظر ہم یہاں صرف ایس۔وی۔کیتکار (S.V.Ketkar) کے رائے کا ذکر کریں گے جو کہ اس ضمن میں کافی معقول اور مستند معلوم ہوتی ہے۔کیتکار کے مطابق 'Caste' کا لفظ ہسپانوی (Spanish) اور پرتگالی (Portuguese) زبان سے ماخوذ ہے۔اس کی ابتدا ہسپانوی لفظ کاسٹا (Casta) سے لیا گیا ہے جس کے معنی نسب (Lineage) اور نسل (Race) کے ہوتے ہیں۔اور لفظ کاسٹا(Casta) لاطینی لفظ کاسٹس (Castus) سے نکلا ہے جس کے معنی خالص (Pure) کے ہوتے ہیں۔لفظ کاسٹ کا استعمال ذات کے معنی میں انیسویں صدی تک نہیں کیا گیا تھا۔اس معنی میں اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے پرتگالیوں نے کیا جس کے استعمال کا مقصد نسب کے تقدس کو برقرار رکھنا تھا۔اور آج ہم اسی معنی میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔

ذات (Caste) ایک پیچیدہ سماجی مظہر ہے جس کی کوئی حتمی اور متفقہ تعریف بیان کرنا مشکل ہے۔مختلف ماہرین سماجیات نے اسے الگ الگ طریقے سے سمجھنے کی کوشش کی ہے اور سب کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہے۔اسے سمجھنے کے لئے ہم ذیل میں چند ماہرین کے خیالات کو بیان کریں گے۔لیکن اس کی مکمل وضاحت ہم اس کی خصوصیات کی روشنی میں کریں گے۔

ڈی۔ای۔مجمدار (D.N.Majumdar) اور ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan) کا کہنا ہے کہ ذات یعنی کاسٹ ایک بند گروہ (Closed Group) ہے۔اسی طرح سی۔ایچ۔کولے (C.H.Cooley) کہتے ہیں کہ جب ''کوئی کلاس کسی حد تک موروثی ہو جائے، تو ہم اسے ذات (Caste) کا نام دے سکتے ہیں۔''

درج بالا ان دونوں تعریفات کی مزید وضاحت کے لئے ہم ذات کی خصوصیات کو بین کریں گے تاکہ اس پیچیدہ تصور کو ہم آسانی سے سمجھ سکیں۔ذات پات کی خصوصیات درج ذیل ہیں؛

یہ سماج کی طبقہ وار تقسیم ہے

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ذات پات کا نظام ہندو سماج کا بنیادی جز ہے اور اس نظام کی پہلی خصوصیات یہ ہے کہ یہ انسانوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔اس لئے ہندو سماج قدیم زمانے سے ہی بہت سے طبقات بٹا ہوا ہے جسے ذات (Caste) کہا جاتا ہے۔ذات سے مراد انسانوں کا ایسا گروہ ہے جس کے اپنے متعین دائرے ہیں۔اس نظام میں فرد کی سماجی حیثیت اور مرتبہ اس کی قابلیت اور کامیابی سے طے نہیں ہوتے، بلکہ یہ انسان کی پیدائش سے ہی متعین ہو جاتے ہیں۔یعنی فرد جس ذات میں پیدا ہوتا ہے اسی لحاظ سے اس کی سماجی حیثیت ہوتی ہے۔اگر وہ برہمن ذات میں پیدا ہوتا ہے، تو سماج میں اس کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس کو بہت طرح کی سماجی و مذہبی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔وہ سماجی درجہ بندی میں سب سے اونچے مرتبے کا شمار کیا جاتا ہے۔اسی طرح جس شخص کی پیدائش شودر ذات میں ہوتی ہے، اسے سماج میں کمتر اور ادنی درجے کا فرد مانا جاتا ہے۔وہ سماجی درجہ بندی کی فہرست میں سب سے نچلے مقام پر شمار کیا جاتا

ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ذات پر مبنی سماجی حیثیت کو انسان اپنی دنیوی کامیابی سے نہیں بدل سکتا۔ اس کی پیدائش جس ذات میں ہوتی ہے اسی سے اس کی سماجی حیثیت متعین ہوتی اور تاحیات اسکی ذات سے منسوب کر کے ہی اسے دیکھا جاتا ہے۔ نیز ہر ذات کے کچھ مخصوص طور طریقے ہوتے ہیں جس کے مطابق اس ذات کے لوگ زندگی گزارتے ہیں۔

اونچ نیچ کی تقسیم

جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ہندو سماج مختلف طبقات میں منقسم ہے جن کی مختلف سطحیں ہیں۔ اور طبقات کی اس تقسیم میں اونچ نیچ کا تصور پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ طبقات شرافت ورزالت کے تصور پر مبنی ہے۔ برہمن، چھتریہ، ویش اور شودر ترتیب وار کا مقام سماجی درجہ بندی میں ترتیب وار ہے۔ یعنی سماجی درجہ بندی میں سب سے اونچے مقام پہ برہمن ہوتا، اس کے بعد چھتریہ، پھر ویش اور سب سے نچلے مقام پر شودر ہوتا ہے۔ اسی ترتیب کے اعتبار سے ان کی سماجی حیثیت ہے۔ یہ ترتیب وار تقسیم ذات پات کے نظام میں بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔

میل جول اور کھانا کھانے کی پابندی

ذات پات کے نظام کے مطابق کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ جس کے ساتھ چاہے کھانا کھائے، یا جو کھانے کا دل کرے وہ کھائے۔ بلکہ اس نظام میں ہر ذات کے افراد کو کھانے پینے اور سماجی تعلقات بنانے کی تفصیلی وضاحت موجود ہے۔ مثال کے طور پر مثال کے پر برہمن دوسری ذات کے لوگوں سے وہی کھانا قبول کرتے ہیں جو گھی میں پکایا گیا ہو جسے وہ پکا کھانا کہتے ہیں۔ پانی میں پکایا ہوا کھانے کو وہ قبول نہیں کرتے۔

چونکہ اس نظام میں پاکی وناپاکی اور چھوا چھوت کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ اور شودر ذات کے لوگوں کو اعلیٰ ذات کے لوگ ناپاک اور اچھوت سمجھتے ہیں۔ اس لئے بڑی ذات کے لوگ ان کے ساتھ میل جول و سماجی تعلقات قائم نہیں کرتے۔ اس نظام میں شودر ذات کے لوگوں کو اچھوت سمجھا جاتا ہے، لہذا یہ جس چیز کو چھولیں وہ برہمن طبقے کے لئے ناپاک ہو جاتی ہے۔

خصوصی مراعات

چونکہ اس نظام میں اونچ نیچ کا عنصر پایا جاتا ہے، اس لئے نچلی ذات کے افراد کو ہمیشہ سے ظلم وناانصافی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ قدیم زمانے سے ہی انہیں مختلف طرح کے سماجی، معاشی اور مذہبی حقوق سے محروم رکھا جاتا رہا ہے جو آج بھی جاری ہے۔ اس کے برخلاف اعلیٰ ذات بالخصوص برہمن کو ہر طرح کی سماجی، معاشی اور مذہبی مراعات حاصل رہی ہیں۔ مثال کے ویدوں کا علم حاصل کرنا اور تمام طرح کے مذہبی امور کی ان ہی ماتحتی میں ادا کئے جاتے تھے۔

روزگار منتخب کرنے پر پابندی

ذات پات کے نظام کی ایک خصوصیت پیشے کی درجات میں تقسیم ہے جسے انگریزی میں Occupational Hierarchy کہتے ہیں۔ ہندوستانی سماج میں ہمیشہ سے کچھ پیشوں اعلیٰ اور برتر مانا جاتا ہے تو کچھ کو کمتر اور ناپاک تصور کیا جاتا ہے۔ اس

لئے برہمن کا حق ان پیشوں پر جو سماجی مرتبے کے لحاظ سے سب افضل مانے جاتے ہیں۔ مثلاً تعلیم بالخصوص مذہبی تعلیم کا حصول۔اس کے برعکس شودر ذات ان پیشوں سے وابسطہ ہوتا ہے جو سماجی طور سے کمتر اور گندے خیال کئے جاتے ہیں جیسے کہ بال بنانے کا کام یا میلا صاف کرنے کا کام وغیرہ۔ چونکہ ذات پات کے نظام میں ہر ذات کا اپنا ایک مخصوص پیشہ ہوتا ہے اور اس کے لئے لازم ہے کہ وہ وہی پیشہ اپنائے۔ کسی ذات کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ متعین کردہ پیشوں کے علاوہ کسی اور پیشے سے وابسطہ ہو جائے۔

شادی بیاہ کے انتخاب پر پابندی

ذات پات کے نظام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مطابق کوئی بھی فرد اپنی ذات کے باہر شادی نہیں کر سکتا۔اسی لئے ذات کو دورن ازدواجی گروہ یعنی Endogamous Group کہا جاتا ہے۔

ذات پات کی ابتدا کے متعلق بعض نظریات

پچھلے صفحات میں ہم نے ذات پات کے تصور کو اس کی اہم خصوصیات کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کی۔اب یہاں اس کی ابتدا کے حوالے سے بعض نظریات کا ذکر کریں گے۔

روایتی نظریہ

اس نظریے کا ماننا ہے کہ ذات پات کا نظام برہما یعنی بھگوان کی طرف سے آیا ہے جو ورن نظام کی ایک بڑی شکل ہے۔ ورن کی کل تعداد چار ہے؛ برہمن، چھتریہ، ویش اور شودر۔اس کے مطابق برہما نے اپنے جسم کے مختلف اعضا سے ان چاروں ورن کو پیدا کیا ہے۔ برہمن کو اپنے سر سے، چھتریہ کو بازو سے، ویش کو تھائی یعنی ران سے اور شودر کو پیروں سے بنایا ہے۔اور اسی اعتبار سے درجہ بندی میں ان کے مقام کو طے کیا گیا۔ برہمن کا مقام سب اعلیٰ ہے کیونکہ اسے برہما نے اپنے سر سے پیدا کیا ہے،اس کے بعد چھتریہ کا مرتبہ ہے کیونکہ اسے بازو سے بنایا ہے، تیسرے درجے پر ویش ہے جسے ران سے پیدا کیا ہے اور سب سے آخری اور نیچے کا مرتبہ شودر کا ہے کیونکہ اسے برہما نے اپنے پیروں سے بنایا ہے۔اسی لحاظ سے ان کے پیشے کو بھی متعین کیا گیا ہے۔ علم و تعلیم کا کام برہمن کا ہے، چھتریہ کا کام حکومت واقتدار کے امور دیکھنا ان کا کام ہے، تجارت اور معیشت کا کام ویش کا ہے اور شودر کا کام ان تینوں ذاتوں کی خدمت کرنا ہے۔ جو لوگ اس نظریے کو مانتے ہیں وہ منوسرتی سے دلیل پیش کرتے ہیں۔

پیشے پر مبنی نظریہ

پیشے کے تعلق سے اچھا، برا، باعزت اور کمتر، پاک و ناپاک کا تصور ہندوستانی سماج پایا جاتا رہا ہے جو کہ ذات پات کے نظام کا ایک اہم عنصر ہے۔ جو لوگ اچھے اور باوقار پیشے سے وابسطہ تھے انہیں سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور انہیں سماجی حیثیت میں سب سے اونچا مقام دیا گیا،اس کے برعکس جو لوگ کمتر اور گندے پیشے سے وابسطہ تھے انہیں سماجی درجہ بندی میں سب سے نیچے مقام پر رکھا گیا اور ایسے لوگوں کو سب سے سماجی حیثیت میں سب سے کمتر مانا گیا۔ غرض یہ کہ ذات پات کے نظام کی ابتدا پیشے سے جڑی ہوئی ہے۔ جو جس طرح کے پیشے سے جڑا تھا اسے سماجی درجہ بندی میں اسی اعتبار سے رکھا گیا۔

نسلی نظریہ

اس نظریے کے مطابق نسل پر مبنی نظریہ ذات پات کے نظام کی اصل وجہ ہے۔اس نظریے کے حامی ہر برٹ رسلے ہیں۔ان کے مطابق ہندوستان میں آریوں کی آمد کی وجہ سے ذات پات کا نظام پیدا ہوا۔آرین اور غیر آرین میں رہن سہن اور سماجی اقدار میں کافی اختلاف پایا جاتا تھا۔اس لئے آرین اپنی تہذیبی تحفظ کی خاطر غیر آرین سے قریب نہیں ہوئے اور ان پر مختلف نوعیت کی پابندیاں لگائیں تاکہ ایک دوسرے سے میل جول ممکن نا ہو سکے۔ذات کے نظام کی ابتدا نسل پر مبنی اسی نظریے سے ہوئی ہے۔

سیاسی نظریہ

چوتھا ایک اہم نظریہ سیاسی نظریہ ہے۔اس کے مطابق ذات پات کی ابتدا کرنے والے دراصل برہمن ہیں۔انہوں نے اپنی سیاسی بالادستی کو بنانے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے اس ادارے کو تخلیق کیا۔یہ ایک سیاسی آلہ ہے جو برہمن کو سماجی درجہ بندی میں سب سے اعلیٰ مرتبہ دیتا ہے۔اس ادارے کے جواز کے لئے انہوں نے مذہبی تعلیمات کو خود ہی وضع کیا ہے۔ایسا اس نظریے کا ماننا ہے۔

ارتقائی نظریہ

اس نظریے کے مطابق ذات پات کا نظام آہستہ آہستہ ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے ہوا ہے۔ذات پات کے نظام کی موجودہ شکل کے دار اصل ارتقا کا نتیجہ ہے جس کے پیچھے بہت سارے تاریخی اسباب ہیں۔مثلاً موروثی پیشہ، کرما، نسل کو پاک رکھنے کی کوشش وغیرہ اسباب نے اس ادارے کو جنم دیا ہے۔

تکریم انسانیت کے حوالے سے مسلمانوں کا نظریہ

اسلام عدل و نصاف والا مذہب ہے۔یہ یہ رنگ و نسل قبیلے، خاندان اور قوم کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان کسی بھی طرح کے بھید بھاؤ اور فرق کو جائز نہیں سمجھتا ہے۔قرآن اور حدیث میں تعصب، غیر برابری اور ناانصافی کے خلاف سخت تنقیدیں کی گئی ہیں۔درون ازدواجی، اونچ نیچ، موروثی پیشے، چھوا چھوت اور ذات پات کے نظام کی دوسری خصوصیات اسلامی روح کے منافی ہیں۔اسلام میں ایسے تصورات کی کوئی وجود نہیں ہے۔اسلام کہتا ہے کہ دنیا کے تمام ہی مرد و عورت ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔اس لئے سب ایک دوسرے کے برابر ہیں اور ان کسی کو کسی پر فضیلت و فوقیت حاصل نہیں ہے۔لہذا اسلام رنگ، نسل، خاندان، علاقہ، اور پیشہ وغیرہ کی بنیاد کسی بھی سماجی برتری اور تعصب کے سخت خلاف ہے۔

اسلام کے آخری پیغمبر محمد ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں جسے خطبہ حجتہ الوداع کے نام سے جانا جاتا ہے، میں فرمایا کہ ''لوگو! سن لو، زمانۂ جاہلیت کا تمام رسم و رواج آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔تم سب آدم کی اولاد ہو۔کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری نہیں ہے۔برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔''اسلام کے نزدیک ہر فرد قابل احترام ہے۔اس حوالے سے قرآن پاک کے سورہ الاسراء میں اللہ کا فرمان ہے کہ ''ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا ہے۔''

اسی طرح قرآن کی سورۃ الحجرات میں کہا گیا ہے ''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔اور پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنادیں، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔یقیناًاللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے''۔

مذکورہ بالا اسلامی شواہد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کے نزدیک ہر فرد قابل عزت واحترام ہے۔رنگ، نسل، قوم ،قبیلہ، برادری وغیرہ کسی بھی بنیاد پر کسی کو بڑا اور چھوٹا نہیں مانا گیا ہے۔اس طرح اسلام مسلمانوں کو اتحاد، مساوات، انصاف اور باہمی اخوت کی ترغیب دیتا ہے اور اور انسانوں کے درمیان بھید بھاؤ کو جاہلیت قرار دیتا ہے۔

ان تمام تعلیمات پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔وہ مانتے ہیں کہ اسلام میں انسانوں کے درمیان کسی بھی طرح کی تفریق، اونچ نیچ اور چھوا چھوت کا جواز نہیں ہے۔وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ کوئی بھی پیشہ موروثی اور ناپاک نہیں ہوتا۔ہر فرد اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ جو پیشہ چاہے اختیار کرے بشرطیکہ وہ اسلام کے مطابق حلال ہو۔

ہندوستانی مسلمانوں پر بہت سارے سماجیاتی مطالعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے تصور عدل و مساوات کے باوجود مسلم سماج میں ذات پات کے عناصر پائے جاتے ہیں اور اور مسلمانوں کی سماجی زندگی میں اس کے اثرات نظر آتے ہیں۔مثال کے طور پر ہر برادری کا اپنی ہی برادری میں شادی کرنے پر اصرار کرنا، مختلف ذات کے مابین اونچ نیچ کے تصور کا ہونا اور موروثی پیشے پر عمل کرنا وغیرہ عناصر مسلمانوں میں رائج ہیں جو اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کے برعکس مسلمان ذات پات کے نظام پر عمل کرتے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں میں ذات برادری کا تصور

بلاشبہ اسلام ہر قسم کے تعصب اور اونچ نیچ کے تصور کے خلاف ہے اور اسے جاہلیت قرار دیتا ہے۔لیکن ہندوستانی مسلم سماج میں ذات پات کا تصور پایا جاتا ہے اور اس بنیاد پر بعض گروہ کو بعض پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔ہندوستانی مسلمانوں کے سماجی ڈھانچے کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے کے بعد ماہرین سماجیات و عمرانیات اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی ذات کی بنیاد ہر درجہ بندی کا تصور پایا جاتا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق یہ عام تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی طرح (Homogenous) ہیں۔ان کے اندر کسی بھی طرح کی گروہی تقسیم نہیں پائی جاتی، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ہندوستانی مسلمان ایک متنوع گروہ ہے۔اس کے اندر بہت کثرت (Diversity) پائی جاتی ہے۔مزید یہ کہ یہاں کے مسلمان حسب و نسب کی بنیاد پر مختلف گروہوں میں منقسم ہیں اور ذات پات کے عناصر اور خصوصیات جیسے کہ درون ازدواجی (Endogamy)، اونچ نیچ اور موروثی پیشے کا تصور ان میں پایا جاتا ہے۔

معروف ماہر سماجیات آندرے بیتے کا کہتے ہیں کہ ذات پات کا تصور اور اس پر عمل صرف ہندو سماج میں نہیں ہے بلکہ یہاں کے مسلمانوں میں بھی یہ پایا جاتا ہے۔وہ 1921 میں برطانوی دور حکومت کے ذریعے کئے مردم شماری کا حوالہ پیش کرتے ہیں جس میں یہ

انکشاف کیا گیا تھا کہ ہندوستانی مسلم سماج بھی ہندو سماج کی طرح مختلف ذات پات میں تقسیم ہے۔اس پر مسلمانوں میں سے ہی بعض لوگوں نے سخت اعتراض جتایا اور کہا کہ ذات پات کا نظام اسلامی روح کے بلکل بر عکس ہے۔اسلام کسی بھی طرح ذات برادری کے تصور کی حمایت نہیں کرتا ہے۔ لیکن کچھ وقت بعد لوگوں نے یہ قبول کیا کہ عیسائی اور مسلم سماج میں بھی ذات پات جیسی خصوصیات اور عناصر پائے جاتے ہیں۔

1921 کی مردم شماری کے علاوہ بہت سے سماجیاتی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم سماج میں ذات پات کا تصور رائج ہے اس حوالے سے محققین نے مختلف علاقوں کے مسلم سماجی ڈھانچے کا مطالعہ کیا ہے۔ذیل میں چند مطالعات کی روشنی میں ہم مسئلے و سمجھنے کی کوشش کریں گے؛

معروف اسکالر غوث انصاری نے اترپردیش کے مسلم ذات برادری پر ایک اہم کتاب لکھی ہے جس کا عنوان مسلم کاسٹ آف اترپردیش (Muslim Caste of Uttar Pradesh) ہے۔اترپردیش کے مسلمان سماجی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان میں کچھ گروہ کو اشرف اور اعلیٰ مانا جاتا ہے تو کسی گروہ کو ادنی اور کمتر تصور کیا جاتا ہے۔ یہ تمام ہی گروہ مجموعی طور سے چار گروہ میں منقسم ہیں۔ پجاری یا مذہبی رہنماء، جنگجو، عوام اور رعیت یا غلام (Serf) یہ چاروں گروہ تھے جن میں مسلم سماج منقسم تھا۔ غوث انصاری نے ان چاروں گروہوں کو دو گروہ میں رکھا اور ان گروہ کو اشراف (Ashraf)اور اجلاف (Ajlaf)کا نام دیا۔ان کے مطابق اشراف ذات کے لوگ مزید چار گروہوں میں منقسم ہیں جنہیں سید، شیخ، مغل اور پٹھان کہا جاتا ہے۔

اشراف سے مراد اس نسل کے لوگ جو دوسرے ملک جیسے کہ عرب، ایران، ترکی اور افغانستان وغیرہ ممالک سے یہاں آئے ہوں اور جنہیں شریف لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے، نیز اشراف ذات میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مسلمان ہونے سے پہلے اعلیٰ ہندو ذات جیسے کہ برہمن اور چھتریہ وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ اجلاف سے مراد وہ لوگ ہیں جو روایتی طور سے ہنر والے کام کاج سے وابستہ ہیں اور جو ان پیشوں سے جڑے ہیں جنہیں سماج میں بہتر اور پاک صاف سمجھا جاتا ہے۔اجلاف میں انصاری، منصوری، قریشی اور اس طرح کی دوسری برادریاں شامل ہیں۔اس کے علاوہ غوث انصاری ایک تیسرے گروہ کی بات کرتے ہیں جو ان پیشوں سے جڑے ہیں جنہیں سماج میں ناپاک اور گندا تصور کیا جاتا ہے اور جنہیں سماجی حیثیت کے اعتبار سے ہندو دلت کے مشابہ سمجھا جاتا ہے۔اس تیسرے گروہ کو ارذال (Arzal)کا نام دیا گیا ہے۔اس ذات میں حلال خور، دھوبی اور حجام جیسی برادیاں شامل ہیں۔ان میں سے ہر ذات اور برادری درون ازدواجی گروہ (Endogamous Group)ہے۔یعنی ہر ذات کے افراد کے لئے لازم ہے کہ وہ شادی بیاہ اپنے ہی ذات برادری میں کریں۔

ہندوستانی مسلمانوں میں ذات پات کے عنوان پر تحقیق کرنے والوں میں ایک اہم نام پروفیسر امتیاز احمد کا ہے۔اس ضمن میں ان کی ایک اہم تصنیف 'کاسٹ اینڈ سوشل اسٹرا ٹفکیشن امنگ مسلم ان انڈیا (Caste and Social Stratification Among Muslims in India) 'ہے۔امتیاز احمد کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی سماجی

درجہ بندی کی حمایت نہیں کی گئی ہے، لیکن بہت زمانے سے ہندوستانی مسلم سماج ذات پات کے نظام پر عمل کرتا آرہا ہے جسے 'برادری' کہا جاتا ہے۔ مسلم اور ہندو ذات پات کے نظام میں فرق کرتے ہوئے امتیاز احمد کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ذات پات ہندو ذات پات کی طرح نہیں ہے۔ مسلمانوں میں ذات پات اسلام کے تصور مساوات اور ان کے سماجی ڈھانچے کے درمیان ہے۔ یعنی ان کی سماجی زندگی نہ پوری طرح سے اسلامی ہے اور نہ ہی مکمل طور سے ہندو ذات پات کے نظام پر مبنی ہے، بلکہ ان پر اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ہندو ذات پات کے نظام کا بھی اثر ہے۔ اسی لئے امتیاز احمد مسلم ذات (Muslim Castes) کو 'کاسٹ کے مشابہ خصوصیات (Caste-like features) ' کہتے ہیں۔

ان تینوں یعنی اشراف، اجلاف اور ارذال کی زمرہ بندی (Classification) میں پیشے کا بہت اہم رول ہے بالخصوص اجلاف وارذال میں۔ اجلاف میں وہ مسلمان آتے ہیں جو اسلام میں داخل ہونے سے پہلے سماجی طور سے پاک سمجھے جانے والے پیشے سے جڑے تھے، اور ارذال ان مسلمانوں پر مشتمل ہے جو ایمان لانے سے پہلے ان پیشوں سے وابستہ تھے جنہیں سماج میں ناپاک، حقیر اور کمتر سمجھا جاتا ہے اور ان پہ اچھوت (Untouchables) ہوتے ہیں۔ اپنے پیشے کی وجہ سے اجلاف اور ارذال برادری کے لوگوں کو سماج میں حقیر اور کمتر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح بنائی (Weaving) کے کام، چوڑی بنانے کا پیشہ، لوہار کا پیشہ، سبزی فروخت کرنے کے عمل وغیرہ کو سماج میں حقارت آمیز پیشہ مانا جاتا ہے۔ لہذا جو لوگ بھی ان پیشوں سے جڑے ہیں ان کی سماجی حیثیت کمتر ہوتی ہے۔ اسی طرح صفائی ستھرائی کے کام، دھوبی کا پیشہ، نائی کا پیشہ وغیرہ کو سماج میں غلیظ اور ناپاک تصور کیا جاتا ہے۔ لہذا جو لوگ بھی ان پیشوں سے وابسطہ ہیں انہیں مسلم سماج میں بہت حقیر نظر سے دیکھا جاتا ہے اور مسلم سماجی درجہ بندی میں انہیں کمتر سمجھا جاتا ہے۔

ہندو اور مسلم ذات میں فرق

اس اکائی کی ابتدائی صفحات میں ہم نے ذات پات کے نظام کو تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کی۔ نیز ذات پات کے نظام کے ارتقا کے حوالسے سے ہم نے بعض نظریات کا بھی ذکر کیا۔ اس کے بعد ہم نے مسلم سماج میں ذات پات کے تصور کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اب ہم ہندو اور مسلم ذات کے مابین فرق کو مختصراً بیان کریں گے؛

- ہندو ذات پات کے نظام کا سرچشمہ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں ہیں۔ یعنی ان میں ذات کے وجود اور اس پر عمل کا مذہبی جواز موجود ہے۔ جبکہ مسلم سماج میں ذات پات کے وجود کا کوئی مذہبی جواز نہیں پایا جاتا۔ بلکہ اس کے برعکس، اسلام عدم مساوات اور ہر قسم کے بھید بھاؤ کے سخت خلاف ہے۔
- مذہبی جواز کی وجہ سے ہندو ذات پات کے نظام میں پیشے کی تقسیم پیدائش سے ہی متعین ہے، جبکہ مسلم برادریوں میں ایسا نہیں ہے۔

- ہندو سماج میں ذات پات کا نظام پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔اور بہت سختی (Strictly) سے اس پر عمل ہوتا ہے۔ جبکہ مسلمانوں میں ذات پات کی تمام خصوصیات نہیں پائی جاتیں۔اور ان ذات کے جو بھی عناصر پائے جاتے ہیں انہیں بھی سب مسلمان قبول نہیں کرتے۔ یعنی مسلم سماج میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ان سب کے خلاف ہیں۔
- ہندوذات پات کے نظام کی بنیادی خصوصیت چھوا چھوت ہے، مسلم برادیوں میں اس طرح کا عمل کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔
- ذات کے نظام کا ایک اہم عنصر درون ازدواجی (Endogamy) جس پر سختی سے عمل ہوتا ہے۔ مسلم سماج میں بھی اس پر سختی سے عمل ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کی تبلیغ کی وجہ سے اس پر اصرار مشکل ہو رہا ہے۔

مذکورہ بالا گفتگو کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگرچہ اسلام نے مساوات،عدل اور تکریم انسانیت کی تعلیم دی ہے، لیکن ہندوستانی مسلم سماج میں ذات پات کے عناصر موجود ہیں۔ لیکن ہندوذات اور مسلم ذات میں فرق ہے جن کا ذکر ابھی ہم نے کیا ہے۔

اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں درج ذیل معلومات حاصل ہوئیں؛

- ہمیں ذات کے معنی و مفہوم سے واقفیت حاصل ہوئی۔
- اس کے مطالعے سے ہم نے ذات پات کے نظام سے متعلق مختلف نظریات کو تفصیل سے سمجھا۔
- اس اکائی کے مطالعے سے ہم نے یہ بھی جانا کہ تکریم انسانیت کے تعلق سے اسلام کی کیا تعلیمات ہیں اور ہندوستانی مسلم سماج میں ان پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔
- ہندوستانی مسلمانوں میں ذات برادری کے تصور سے واقفیت ہوئی، نیز
- ہندو اور مسلم ذات میں بعض بنیادی فرق کو سمجھنے کی کوشش کی۔

کلیدی الفاظ

اشراف (Asraf) : مسلم برادری کی درجہ بندی میں یہ سب سے اعلیٰ طبقہ ہے۔ اس سے مراد اس نسل کے لوگ جن کے باپ دادا دوسرے ملک جیسے کہ عرب، ایران، ترکی اور افغانستان وغیرہ ممالک سے یہاں آئے ہوں اور جنہیں شریف لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے، نیز اشراف ذات میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مسلمان ہونے سے پہلے اعلیٰ ہندوذات جیسے کہ برہمن اور چھتریہ وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔

اجلاف (Ajlaf) : مسلم برادری کی درجہ بندی میں ذات دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جو روایتی طور سے ہنر والے کام کاج سے وابستہ ہیں اور جو ان پیشوں سے جڑے ہیں جنہیں سماج میں بہتر اور پاک صاف سمجھا جاتا ہے۔اجلاف میں انصاری، منصوری، قریشی اور اس طرح کی دوسری برادریاں شامل ہیں۔

ارذال (Arzal): یہ مسلمانوں کا وہ گروہ ہے جو اسلام لانے سے پہلے ہندو سماج میں اچھوت سمجھے جاتے تھے۔ اس ذات میں حلال خور، دھوبی اور حجام جیسی برادیاں شامل ہیں۔

نمونہ امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) ورن نظام میں کل کتنے ورن ہیں؟

(a)چار (b)تین

(c)دو (d)پانچ

(2)ورن نظام کی درجہ بندی میں ویش کا شمار کتنے نمبر ہوتا ہے؟

(a)پہلے (b)تیسرے

(c)دوسرے (d)پانچویں

(3)مسلم کاسٹ آف اترپردیش(Muslim Caste of Uttar Pradesh) کے مصنف کون ہیں؟

(a)امتیاز احمد (b)غوث انصاری

(c)ایم۔این۔سری نواس (d)ان میں سے کوئی نہیں

(4)کاسٹ اینڈ سوشل اسٹراٹفکیشن امنگ مسلم ان انڈیا (Caste and Social Stratification Among Muslims in India)کے مصنف کون ہیں؟

(a)غوث انصاری (b)ایس۔سی۔دوبے

(c)آندرے بیتے (d)امتیاز احمد

(5)مسلم برادری کی درجہ بندی میں مغل برادری کے لوگ درج میں سے کس میں شمار کیے جاتے ہیں؟

(a)اشراف (b)اجلاف

(c)ابدال (d)ارذال

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ذات کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کے ارتقا پر ایک مضمون لکھئے۔
2. ذات پات کے نظام کی کوئی دو خصوصیات کو بیان کریں۔
3. ہندو اور مسلم ذات کے درمیان فرق کو واضح کیجئے۔
4. اسلامی نظریہ ذات پات کے نظام کے خلاف ہے۔اس پر دلائل کے ساتھ ایک مضمون لکھئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. مسلم سماج میں ذات پات کے تصور کو تفصیل سے بیان کیجیے۔
2. مسلم ذات اور برادری کے متعلق غوث انصاری اور امتیاز احمد کے خیالات کو بیان کیجیے۔
3. ذات پات کے وجود کے حوالے سے کسی تین نظریے کو بیان کیجیے۔

تجویز کردہ اکتسابی مواد

1. Bendix, R., & Lipset, S. M. (Eds.). (1967). Class, Status and Power: Stratification in Comparative Perspective. London: Routledge and Kegan Paul.
2. Harlombus, M. (1980). Sociology: Themes and Perspectives. New Delhi: Oxford University Press.
3. Ansari, Ghaus. (1960). Muslim Caste of Uttar Pradesh: A Study of Culture Contact. Lucknow: Ethnographic and Folk Culture Society.
4. Ahmad, Imtiaz. (2018). Caste and Social Stratification Among Muslims in India. New Delhi: Aakar Books

اکائی 17 غربت: تصورات اور شکلیں

Unit17 Poverty: Concepts and Forms

اکائی کے اجزا

0.17 تمہید

1.17 اغراض ومقاصد

2.17 غربت کا تصور

3.17 غربت کی تعریف

4.17 ہندوستان میں غربت کی وجوہات

5.17 غربت کی جہات

6.17 غربت کے معنی

7.17 غربت کی لکیر

8.17 غربت کا فاسد چکر

9.17 غربت کے خاتمے کے لئے مطلوبہ سرگرمیاں

10.17 اکتسابی نتائج

11.17 کلیدی الفاظ

12.17 اپنی معلومات کی جانچ

13.17 نمونہ امتحانی سوالات

14.17 تجویز کردہ مواد

0.17 تمہید/Introduction

غربت ایک پیچیدہ اور کثیر الجہات مظہر ہے جو افراد، خاندانوں اور پوری برادریوں کو متاثر کرنے والی محرومیوں اور چیلنجوں کی ایک رینج کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ صرف مالی وسائل کی عدم موجودگی نہیں ہے بلکہ اس میں بنیادی ضروریات، مواقع اور ایک مہذب معیار زندگی تک رسائی کا فقدان بھی شامل ہے۔

سال 2000 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ملینیم ڈیولپمنٹ گولز کا ایک سیٹ اپنایا جس میں ایسے آٹھ اہداف شامل ہیں۔ سب سے پہلے خود انتہائی غربت اور بھوک کا خاتمہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غربت میں کمی کسی بھی ایسے ملک کے لئے شرط ہے جو اپنے شہریوں کو اچھا معیار زندگی فراہم کرنا چاہتا ہے۔ اس یونٹ میں، ہم سب سے پہلے غربت کے تصور پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ یہ یونٹ غربت کے تصور اور اس کی اقسام کے مختلف طریقوں کی وضاحت کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اسمیں غریبی کے مختلف تعلقات اور خصوصیات جو غریب افراد کے ذریعہ وسیع پیمانے پر مشترک ہیں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

1.17 اغراض ومقاصد Aims and Objectives/

اس اکائی میں ہم ہندوستانی سماج میں صدیوں سے چلی آرہی غربت کے تصور (Poverty) پر روشنی ڈالیں گے اور اس اکائی کے مطالعہ سے آپ کو درجہ ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہونگی۔

- غربت کے تصور کی وضاحت
- غربت کے تصور اور اس کی مختلف جہتوں کی وضاحت۔
- غربت کی لکیر (قومی اور بین الاقوامی) پر تبادلہ خیال۔
- غربت کے معنی اور خصوصیات کی وضاحت۔
- ہندوستان میں غربت کے رجحانات اور طول و عرض کی وضاحت۔

2.17 غربت کا تصور/Concept of Poverty

ہم ہمیشہ اس اقتصادی ترقی کا خیر مقدم کرتے ہیں جو آبادی میں مساوی طور پر اپنے فوائد پھیلاتی ہے۔ اگر ترقی کو غیر مساوی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے تو اس کا ایکویٹی کے لحاظ سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے، عالمی آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات موجود ہے اور پھر کسی ملک کے اندر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات ہے۔ اگر کوئی ملک کم ترقی یافتہ ہے تو اس ملک کی سب سے نمایاں خصوصیت غربت کا وجود ہوگا۔ غربت اور اس سے وابستہ جہتوں (ناخواندگی، بھوک، خراب صحت، صلاحیت سے محرومی) کو بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ غربت ان افراد کے وجود کے لئے خطرے کی طرح ہے جو غریب ہیں۔ یہ اچھی صحت اور غذائیت کی امنگوں، امیدوں اور ممکنہ خوشی کو تباہ کرتی ہے۔ غربت پیداواری اثاثوں کی عدم موجودگی جیسے زمین کا قبہ میں بھی، کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ لہٰذا، غربت کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ غریبوں کو بازاروں تک خاص طور پر کریڈٹ، انشورنس، زمین اور مزدوری کی منڈیوں تک، رسائی حاصل نہیں ہوگی۔ ضمانت کی عدم موجودگی کریڈٹ مارکیٹوں تک ان کی رسائی کو محدود کرتی ہے۔ یہ فرد کو غربت کے جال میں لے جاتا ہے۔ یہ جال ایک غریب شخص کے لئے غربت سے بچنا بہت مشکل بنا دیتا ہے کیونکہ اس سے بچنے کے لئے کچھ مقدار میں سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کم اجرت، کام کے کم مواقع، تعلیم کے لئے پیسوں کی ادائیگی کرنے میں ناکامی یہ سب غربت کے جال کی وجوہات ہیں۔ غربت کا جال ایک ایسا جال ہے جو لوگوں کو غریب رہنے پر مجبور کرتا ہے۔

ایک تصور کے طور پر غربت داخلی اور عملی دونوں طرح سے اعلیٰ اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے علاوہ، یہ پالیسی سازی کے نقطہ نظر سے بھی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ معاشی ترقی اور تمام حکومتوں کا بنیادی مقصد غربت کا خاتمہ ہے۔ لہٰذا غریبوں کی خصوصیات کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس سے پالیسی سازوں کے ذریعہ غربت کی مناسب پیمائش کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ غربت بھی معاشی ترقی کا نتیجہ ہے جس سے مختلف پالیسیوں کے ذریعے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ غربت کے تصور کو دیکھنے کا ایک نقطہ نظر معاشی ترقی کے حوالے سے ہے۔ معاشی ترقی کے نتیجے میں، اوسط کھپت اور اوسط آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ غربت پر اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ آمدنی اور کھپت کی تقسیم تبدیل ہو جائے گی۔ اگر ہر ایک کی آمدنی میں اضافہ ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ غربت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر معاشی ترقی صرف امیروں کی آمدنی میں اضافہ کرتی ہے (پھر بھی اس کا مطلب ہے کہ اوسط آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے) لیکن غربت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ در حقیقت، آمدنی کی تقسیم کافی وسیع ہوتی ہے۔

غربت کے تصور کو دیکھنے کے لئے ایک اور نقطہ نظر امرتیہ سین کے کام کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے۔ان کا کام صلاحیت سے محرومی کے ساتھ غربت کے تعلق پر مبنی ہے۔افراد اگر غریب ہیں تو صلاحیت سازی سے محروم ہیں۔ مثال کے طور پر، غربت اسکول کے تجربے کے موقع سے انکار کرتی ہے جو ایک اور قسم کی غربت کا باعث بنے گی۔ ایسے لوگ پڑھنے اور لکھنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ان سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکیں گے جن میں خواندگی کی ضرورت ہے۔ صرف وہی افراد جو پڑھے لکھے ہیں وہ ان مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ غربت کو ان معاشرے/ معیشت کے مطابق دیکھنا بھی ضروری ہے جہاں فرد رہتا ہے۔افراد بھی غریب ہوتے ہیں اگر ان کے پاس اس معاشرے میں حصہ لینے کے ل ئے وسائل کی کمی ہوتی ہے جہاں وہ رہتے ہیں، بھلے ہی ان کے پاس کسی دوسرے معاشرے میں اپنی زندگی کو اچھی طرح سے گزارنے کے لئے کافی آمدنی ہو۔ لیکن غربت صرف آمدنی کی کمی نہیں ہے۔اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ غربت میں نہ صرف مناسب خوراک، کپڑے یا رہائش کی ضمانت دینے کے لئے کافی آمدنی نہ ہونا شامل ہے، بلکہ غیر صحت مند ہونا، ساتھ ہی تعلیم تک محدود رسائی، معاشرے میں سیاسی شرکت سے بھی محروم ہونا شامل ہے۔ عالمی بینک اور اقوام متحدہ جیسے بین الاقوامی ادارے ان لوگوں کی تعداد کی پیمائش سے آگے جاتے ہیں جن کی آمدنی کم ہے۔اس کے علاوہ، وہ صحت کو اہمیت دیتے ہیں، جیسے نوزائیدہ اور بچوں کی شرح اموات اور متوقع عمر، اور تعلیم میں شرکت۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں غریب لوگ غریب ہیں، اور امیر لوگ امیر ہیں کیونکہ آمدنی کا فلاح و بہبود کے مذکورہ بالا پہلوؤں سے مثبت تعلق ہے۔ لہذا، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ افریقی، کم پیسے کے علاوہ، یورپیوں اور امریکیوں کے مقابلے میں کم عمر اور کم تعلیم کی سطح رکھتے ہیں۔ اگر ہم ملک کے اندر کے منظر نامے پر نظر ڈالیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ایک ملک کے اندر، غریب لوگوں میں غذائی قلت اور غیر صحت مند ہونے، اپنے بچوں کو کھونے اور متوقع عمر کم ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ ملک کے اندر کا یہ منظر نامہ یورپ کے امیر ممالک کے ساتھ ساتھ ایشیا اور افریقہ کے غریب ممالک دونوں کے لئے درست ہے۔ للہذا غربت کے بارے میں وسیع تر نقطہ نظر حاصل کرنے کے لئے محرومی اور عدم مساوات کی ایک مکمل تصویر پر غور کیا جانا چاہئے۔

3.17 غربت کی تعریف/Defining Poverty

غربت کو مختلف طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے، جو مختلف جہتوں اور نقطہ نظر کی عکاسی کرتا ہے:

آمدنی پر مبنی تعریف:

روایتی طور پر، غربت کی پیمائش آمدنی کی سطح کی بنیاد پر کی جاتی ہے، جس میں افراد یا خاندان ایک مخصوص غربت کی لکیر سے نیچے آتے ہیں جسے غربت میں سمجھا جاتا ہے۔

کثیر الجہات تعریف:

غربت کی زیادہ جامع تفہیم میں تعلیم، صحت، رہائش اور سماجی شرکت سمیت متعدد جہتوں پر غور کیا جاتا ہے۔ یہ نقطہ نظر تسلیم کرتا ہے کہ غربت ایک دوسرے سے جڑے عوامل کا نتیجہ ہے۔

4.17 ہندوستان میں غربت کی وجوہات/Causes of Poverty in India

ہندوستان میں غربت ایک پیچیدہ اور کثیر الجہات مسئلہ ہے جو سماجی، اقتصادی اور سیاسی عوامل کے امتزاج سے متاثر ہوتا ہے۔ غربت کے اسباب کو سمجھنا اس کے خاتمے کے لئے مؤثر حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ہندوستان میں غربت کی کچھ اہم وجوہات یہ ہیں:

ساختی عوامل: وسائل کی غیر مساوی تقسیم، معاشی پالیسیاں جو مخصوص گروہوں کی حمایت کرتی ہیں، اور مواقع تک محدود رسائی جیسے نظامی مسائل ساختی غربت میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ غربت معاشروں کے اندر معاشی عدم مساوات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ دولت اور وسائل چند مراعات یافتہ افراد کے درمیان مرکوز ہو جاتے ہیں۔ غربت کے نتیجے میں معاشرتی اخراج ہو سکتا ہے، افراد کو معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی زندگی میں مکمل شرکت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ غربت کے اثرات نسلوں تک پہنچ سکتے ہیں، کیونکہ غریب حالات میں پیدا ہونے والے بچوں کو اس چکر کو توڑنے میں زیادہ رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غربت صرف مخصوص علاقوں تک محدود نہیں ہے۔ اس کے عالمی مضمرات ہیں، جو بین الاقوامی ترقی، استحکام اور تعاون کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ اقتصادی، سیاسی اور ماحولیاتی جہتوں کے ساتھ ایک عالمی چیلنج ہے جس کے لئے قومی اور بین الاقوامی سطح پر مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

تعلیم کا فقدان: معیاری تعلیم تک محدود رسائی افراد کو معاشی ترقی کے لئے ضروری مہارتوں اور علم کے حصول سے روک کر غربت کو برقرار رکھتی ہے۔ غربت معیاری تعلیم تک رسائی کو محدود کرتی ہے، کم تعلیمی حصول اور معاشی نقل و حرکت کے مواقع میں کمی کو برقرار رکھتی ہے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں معیاری تعلیم تک ناکافی رسائی ہنر مندی کی ترقی میں رکاوٹ ہے نتیجتاً غربت کا چکر برقرار رہتا ہے۔ تعلیم کی کمی ملازمت کے مواقع اور آمدنی کے امکانات کو محدود کرتی ہے۔

بے روزگاری اور قلت روزگاری: بے روزگاری یا قلت روزگاری کی اعلی سطح ناکافی آمدنی کا باعث بن سکتی ہے، جس سے افراد یا خاندانوں کے لئے اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر غیر رسمی شعبے میں بے روزگاری اور قلت روزگاری کی بلند سطح کے نتیجے میں آبادی کے ایک اہم حصے کے لئے ناکافی آمدنی اور معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔

صحت کے مسائل: خراب صحت کے نتیجے میں صحت کی دیکھ بھال تک ناکافی رسائی کی وجہ سے طبّی اخراجات میں اضافہ اور پیداواری صلاحیت میں کمی واقع ہو سکتی ہے جس سے افراد مزید غربت میں پھنس سکتے ہیں۔ غربت میں مبتلا افراد کو اکثر صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے بیماری، اموات کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے، اور مجموعی طور پر فلاح و بہبود میں کمی واقع ہوتی ہے۔ صحت کی دیکھ بھال کا ناقص بنیادی ڈھانچہ اور طبّی سہولیات تک محدود رسائی صحت سے متعلق مسائل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ بیماریاں طبّی اخراجات میں اضافے، پیداواری صلاحیت میں کمی اور غربت کا باعث بن سکتی ہیں۔

امتیازی سلوک اور سماجی ناانصافی: صنف، نسل یا قومیت جیسے عوامل کی بنیاد پر امتیازی سلوک معاشی مواقع اور سماجی شرکت میں رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے، جس سے غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ذات پات، جنس اور مذہب کی بنیاد پر مضبوط جڑیں رکھنے والی سماجی عدم مساوات کے نتیجے میں کچھ پسماندہ گروہوں کے ساتھ امتیازی سلوک اور انکا معاشی مواقع سے اخراج ہو سکتا ہے، جس سے غربت برقرار رہتی ہے۔ کمزور سماجی تحفظ کے مواقع اور ناکافی سماجی بہبود کے پروگرام معاشی مشکلات یا بحرانوں کے دوران کمزور آبادی کو مناسب مدد کے بغیر چھوڑ سکتے ہیں۔

ماحولیاتی عوامل: ماحولیاتی انحطاط اور آب و ہوا کی تبدیلی قدرتی وسائل پر انحصار کرنے والی برادریوں کو غیر متناسب طور پر متاثر کر سکتی ہے، جس سے معاشی عدم استحکام اور غربت پیدا ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر کمزور علاقوں میں ماحولیاتی چیلنجز، جیسے پانی کی قلت، جنگلات کی کٹائی، اور آب و ہوا کی تبدیلی، زراعت اور معاش کو بری طرح متاثر کر سکتے ہیں۔

سیاسی عدم استحکام اور تنازعات: سیاسی عدم استحکام یا مسلح تنازعات کا سامنا کرنے والے علاقوں کو اکثر معاشی خلل، نقل مکانی اور سماجی ڈھانچے کے ٹوٹنے کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف گروہوں اور خطوں کو درپیش مخصوص چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے مؤثر مداخلت اور پالیسیوں کو ڈیزائن کرنے کے لئے مختلف قسم کی غربت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ غربت میں کمی کی مؤثر حکمت عملیوں کے لئے اکثر ایک کثیر جہتی نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو غربت کی ان اقسام کی باہم مربوط نوعیت پر غور کرتا ہو۔

آبادی میں اضافہ: ہندوستان کی آبادی میں تیزی سے اضافہ وسائل اور بنیادی ڈھانچے پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتا ہے، جس سے دولت اور مواقع کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔

زرعی مسائل: زراعت پر انحصار، چھوٹی زمین، کھیتی کی فرسودہ تکنیک، اور آب پاشی کی سہولیات کی کمی جیسے عوامل دیہی شعبے میں کم پیداواری صلاحیت اور کم آمدنی کا سبب بنتے ہیں۔ زمین کی غیر مساوی تقسیم اور ناکافی زمینی اصلاحات دولت میں عدم مساوات کا باعث بنتی ہیں اور خاص طور پر یہ دیہی علاقوں میں غربت کو برقرار رکھتی ہیں۔

بنیادی ڈھانچے کا فقدان: سڑکوں، بجلی اور صفائی ستھرائی سمیت ناکافی بنیادی ڈھانچے معاشی ترقی میں رکاوٹ ہیں اور دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں غربت کے تسلسل میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

بدعنوانی اور گورننس کے مسائل: بدعنوانی اور گورننس میں نااہلی وسائل کو غربت کے خاتمے کے پروگراموں سے دور کر سکتی ہے، جس سے ان کی تاثیر میں ضرورت مندوں تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

عالمی اقتصادی عوامل: عالمی اقتصادی اتار چڑھاؤ اور تجارتی عدم توازن بھی کسی ملک کی معیشت کو متاثر کر سکتے ہیں، جس سے وہ شعبے متاثر ہو سکتے ہیں جو روزگار اور آمدنی پیدا کرنے کے لئے اہم ہیں۔

کریڈٹ تک رسائی کا فقدان: قرضوں اور مالیاتی خدمات تک محدود رسائی غربت میں مبتلا افراد کے لئے غربت کے چکر کو توڑتے ہوئے آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کرنا مشکل بنا دیتی ہے۔

5.17 غربت کی جہات/Dimensions of Poverty

غربت ایک سماجی و اقتصادی حالت ہے جس کی خصوصیت وسائل، مواقع کی کمی اور بنیادی انسانی ضروریات کو پورا کرنے میں ناکامی ہے۔ یہ ایک پیچیدہ اور کثیر جہتی تصور ہے جو مالی وسائل کی سادہ کمی سے آگے تک پھیلا ہوا ہے۔ غربت مختلف پہلوؤں پر محیط ہے، جن میں تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، رہائش اور سماجی شرکت تک ناکافی رسائی شامل ہے، جس سے معیار زندگی میں کمی واقع ہوتی ہے۔ غربت مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے، جو افراد اور برادریوں کو درپیش متنوع چیلنجوں کی عکاسی کرتی ہے۔ غربت کی کچھ عام اقسام یہ ہیں:

مطلق غربت: مطلق غربت سے مراد بنیادی انسانی ضروریات جیسے خوراک، رہائش اور لباس کو پورا کرنے کے لئے درکار آمدنی یا وسائل کی کم از کم سطح ہے۔ اس کی تعریف اکثر ایک مخصوص آمدنی کی حد کے لحاظ سے کی جاتی ہے جس سے نیچے افراد یا خاندانوں کو مطلق غربت میں رہنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اس قسم کی غربت کی خصوصیت زندگی کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، صاف پانی، رہائش اور کپڑے کو پورا کرنے میں ناکامی ہے۔ مطلق غربت کی پیمائش اکثر ایک مخصوص آمدنی کی حد سے کی جاتی ہے جس سے نیچے افراد یا خاندان کو انتہائی محروم سمجھا جاتا ہے۔

نسبتی غربت: نسبتی غربت ایک ایسا تصور ہے جسمیں افراد یا خاندان کو ان کمیونٹی یا معاشرے کے مقابلے میں غریب سمجھتا ہے جس میں وہ رہتے ہیں۔ یہ ایک خاص سماجی سیاق و سباق میں معیار زندگی سے متعلق ہے نیز معاشرتی اخراج اور مواقع تک رسائی کی کمی سے منسلک ہو سکتا ہے۔ نسبتاً غربت کا تعین کسی کی آمدنی اور معیار زندگی کا وسیع تر معاشرے یا برادری سے موازنہ کر کے کیا جاتا ہے۔ نسبتاً غربت کا سامنا کرنے والے افراد اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں لیکن یہ ان کے معاشرے میں دوسروں کے لئے دستیاب سرگرمیوں اور مواقع میں مکمل طور پر حصہ لینے کے لئے وسائل کی کمی سے منسلک ہے۔

کثیر جہتی غربت: یہ تصور تسلیم کرتا ہے کہ غربت صرف آمدنی کی کمی نہیں ہے بلکہ اس میں زندگی کے مختلف پہلوؤں جیسے تعلیم، صحت، رہائش اور سماجی شرکت میں محرومی بھی شامل ہے۔ کثیر الجہتی غربت کے اشاریے بیک وقت متعدد عوامل پر غور کر کے غربت کی زیادہ جامع تفہیم فراہم کرتے ہیں۔

دائمی غربت: دائمی غربت سے مراد طویل مدتی اور مستقل غربت ہے جس کا تجربہ افراد یا برادریوں کو ایک طویل مدت تک کرنا پڑتا ہے۔ اس میں اکثر ساختی عوامل اور نظامی مسائل شامل ہوتے ہیں جو غربت کو برقرار رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ دائمی غربت طویل مدتی اور مستقل ہوتی ہے، جو طویل مدت تک یا کسی فرد کی زندگی بھر رہتی ہے۔ پوشیدہ غربت سے مراد ایسے حالات ہیں جہاں غربت کا سامنا کرنے والے افراد یا برادریوں کو آسانی سے شناخت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ خوشحال علاقوں میں یا مخصوص ڈیموگرافکس کے اندر ہو سکتا ہے، جو معاشی جدوجہد کی حد کو چھپاتا ہے۔

شہری اور دیہی غربت: معاشی مواقع، بنیادی ڈھانچے اور خدمات تک رسائی میں تغیرات کی وجہ سے شہری اور دیہی ماحول میں غربت مختلف طریقے سے ظاہر ہوتی ہے۔ شہری غربت اکثر غیر رسمی لیبر مارکیٹ سے وابستہ ہوتی ہے، جبکہ دیہی غربت کو زراعت اور زمین کے مسائل سے جوڑا جا سکتا ہے۔ شہری علاقوں میں غربت کی خصوصیت شہری زندگی کے لئے مخصوص چیلنجز ہیں، جیسے سستی رہائش، روزگار کے مواقع،

تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال تک محدود رسائی۔ شہری غربت میں اکثر غیر رسمی لیبر مارکیٹس اور ناکافی انفراسٹرکچر شامل ہوتا ہے۔ دیہی غربت دیہی یا زرعی علاقوں میں رہنے والے افراد کو درپیش چیلنجوں سے وابستہ ہے۔ زمین کی تقسیم، منڈیوں تک محدود رسائی اور زراعت پر انحصار جیسے عوامل دیہی برادریوں میں معاشی جدوجہد میں حصہ ڈال سکتے ہیں۔

آمدنی کی غربت: یہ غربت کی سب سے عام شکل ہے، جس میں بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالی وسائل کی کمی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ آمدنی کی غربت کو اکثر غربت کی لکیروں کا استعمال کرتے ہوئے ناپا جاتا ہے جو ایک مہذب معیار زندگی کے لئے ضروری کم از کم آمدنی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ضروری آمدنی کی کمی غربت کی ایک عام شکل ہے۔ آمدنی کی غربت کی پیمائش اکثر غربت کی حد کا استعمال کرتے ہوئے کی جاتی ہے جو ایک مہذب معیار زندگی کے لئے ضروری کم از کم آمدنی کی نشاندہی کرتی ہے۔ غربت کی روایتی تفہیم اکثر خوراک، رہائش اور کپڑوں جیسی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی آمدنی کے ارد گرد گھومتی ہے۔ اس طرح کی غربت میں پینے کے صاف پانی، صفائی ستھرائی اور دیگر بنیادی اشیاء سمیت ضروری مادی وسائل تک رسائی کا فقدان شامل ہے۔

تعلیم کی غربت: تعلیمی غربت سے مراد معیاری تعلیم تک رسائی کا فقدان ہے۔ اس میں ناکافی انفراسٹرکچر، محدود وسائل اور اندراج میں رکاوٹیں شامل ہیں، جو افراد کو معاشی ترقی کے لئے ضروری مہارت حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ معیاری تعلیم تک محدود رسائی غربت کا باعث بنتی ہے۔ تعلیمی غربت میں تعلیمی مواقع کی کمی شامل ہے، جس میں ناکافی بنیادی ڈھانچہ، وسائل اور قابل اساتذہ بھی شامل ہیں۔

صحت کی غربت: صحت کی غربت کی خصوصیت صحت کی دیکھ بھال کی خدمات، غذائیت اور صفائی ستھرائی تک محدود رسائی ہے۔ خراب صحت طبّی اخراجات میں اضافے، پیداواری صلاحیت میں کمی اور غربت کے چکر میں کردار ادا کر سکتی ہے۔ خراب صحت غربت کی ایک وجہ بھی ہے اور نتیجہ بھی، صحت کی دیکھ بھال تک محدود رسائی بیماری اور معاشی مشکلات کے چکر میں کردار ادا کرتی ہے۔ غربت کی یہ شکل اکثر زیادہ بیماری اور اموات کی شرح سے وابستہ ہوتی ہے۔

غذائی غربت (غذائی عدم تحفظ): خوراک کی غربت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب افراد یا گھرانوں کو صحت مند اور فعال زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری، محفوظ اور غذائیت سے بھرپور غذا تک مستقل رسائی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ یہ اکثر آمدنی اور معاشی عدم استحکام سے منسلک ہوتا ہے۔ غذائی غربت یا عدم تحفظ اس وقت ہوتا ہے جب افراد یا گھرانوں کو صحت مند زندگی کے لئے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی اور غذائیت سے بھرپور غذا تک مستقل رسائی نہیں ہوتی ہے۔

گردشی غربت: گردشی غربت سے مراد غربت کی بار بار ہونے والی نوعیت ہے، جہاں افراد کو مالی استحکام کے ادوار کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس کے بعد معاشی مشکلات کا دور آتا ہے۔ یہ معاشی بحران، بے روزگاری، یا صحت کے بحران جیسے عوامل سے متاثر ہو سکتا ہے۔ غربت اکثر بین النسل ہوتی ہے، جس کے اثرات نسلوں تک برقرار رہتے ہیں۔ اس سائیکل کو توڑنے کے لئے بنیادی وجوہات کو حل کرنے اور اوپر کی طرف نقل و حرکت کے مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

نسائی غربت: یہ اصطلاح خواتین پر غربت کے غیر متناسب اثرات کی وضاحت کرتی ہے۔ صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک، وسائل تک غیر مساوی رسائی اور محدود معاشی مواقع اس قسم کے غربت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

رہائش کی غربت: ناکافی اور غیر معیاری رہائش، بشمول بے گھری اور زیادہ بھیڑ بھاڑ جیسے مسائل، رہائش کی غربت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ محفوظ اور سستی رہائش کی کمی سماجی اور معاشی پسماندگی کا باعث بنتی ہے۔

سماجی اخراج: غربت صرف مادی محرومی کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس میں معاشرتی اخراج بھی شامل ہے، جہاں افراد یا گروہ سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی میں مکمل شرکت سے محروم ہوتے ہیں۔

ماحولیاتی غربت: ماحولیاتی انحطاط اور قدرتی وسائل تک رسائی کی کمی غربت کا باعث بن سکتی ہے، خاص طور پر ان برادریوں میں جو اپنے معاش کے لئے زراعت یا قدرتی وسائل پر منحصر ہوتے ہیں۔ غربت میں مبتلا لوگ اکثر معاشی جھٹکوں، قدرتی آفات اور دیگر بحرانوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں، جس سے ان کی غیر یقینی صورتحال مزید خراب ہو جاتی ہے۔

غربت کے خاتمے اور پائیدار ترقی کے مقصد سے جامع حکمت عملی اور پالیسیاں تیار کرنے کے لئے غربت کے مختلف تصورات اور شکلوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ غربت کے خاتمے کی مؤثر کوششوں کے لئے اکثر ایک کثیر جہتی نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو غربت کی باہم مربوط نوعیت کو حل کرتا ہے۔

6.17 غربت کے معنی/**Meaning of Poverty**

غربت صرف مالی وسائل کی کمی نہیں ہے بلکہ یہ محرومی کی ایک حالت ہے جو کسی فرد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے۔ درج ذیل میں اسکی چند اہم جہتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو غربت کے معنی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں:

انسانی ترقی کا نقطہ نظر: غربت کو نہ صرف آمدنی کی کمی کے طور پر دیکھا جاتا ہے بلکہ اسے انسانی ترقی میں رکاوٹ کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جس سے افراد کی صلاحیتوں اور مکمل زندگی کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں۔

سماجی انصاف اور مساوات: غربت کو سماجی ناانصافی کے اظہار کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جہاں کچھ گروہوں یا افراد کو مساوی شرکت اور وسائل تک رسائی کے لئے منظم رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

نسبتی محرومی: غربت کے معنی میں ایک نسبتی جہت بھی شامل ہے، جس میں افراد یا خاندانوں کو ان کی برادری یا معاشرے کے اندر مروجہ معیارات کے مقابلے میں غریب سمجھا جاتا ہے۔

غربت کی پیائش: غربت کی پیائش میں غربت کی لکیروں کی وضاحت کرنا شامل ہے، جو بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے درکار کم از کم آمدنی یا وسائل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مختلف اشاریے اور نقطہ نظر، جیسے کثیر جہتی غربت انڈیکس Multidimensional Poverty Index (MPI) (ایم پی آئی)، غربت کی زیادہ جامع تفہیم فراہم کرنے کے لئے آمدنی سے باہر کے عوامل کے سلسلے پر غور کرتے ہیں۔

غربت کو سمجھنے میں اس کی کثیر جہتی فطرت کو تسلیم کرنا اور معاشی، معاشرتی اور ساختی عوامل کے پیچیدہ باہمی تعامل کو حل کرنا شامل ہے۔ غربت کے خاتمے کی کوششوں کو آمدنی پر مبنی حکمت عملیوں سے آگے بڑھ کر تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور سماجی شمولیت کا احاطہ کرنا چاہئے، جس سے افراد اور برادریوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ جامع اور پائیدار نقطہ نظر کو فروغ ملے۔

7.17 غربت کی لکیر/**Poverty line**

غربت کی لکیر ایک حد یا معیار ہے جو آمدنی یا کھپت کی سطح کے لحاظ سے غربت کی پیائش اور وضاحت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ افراد یا گھرانوں کے لئے ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے اور ایک مہذب معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے درکار آمدنی یا وسائل کی کم از کم سطح

کی نمائندگی کرتا ہے۔ غربت کی لکیر کا تصور آبادی میں غربت کے پھیلاؤ کا اندازہ لگانے اور اسے کم کرنے کے لئے پالیسیاں تشکیل دینے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

یہ آمدنی، کھپت، اشیاء اور خدمات تک رسائی کی ایک اہم حد ہے۔ اس لکیر سے نیچے آنے والے افراد کو غریب قرار دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، غربت کی لکیر کے تخمینے تک پہنچنے کے لئے، ہمیں کم از کم غذائی تغذیہ کی سطح پر اعداد و شمار کی ضرورت ہوگی جو مناسب غذا بناتے ہیں۔ ایک بار ایسا ہونے کے بعد، ہم ان غذائی اشیاء کی قیمتوں کا استعمال کریں گے جو ان غذائی اجزاء اور کپڑوں اور رہائش کی لاگت کو کم سے کم سطح پر فراہم کرتے ہیں تاکہ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے درکار کل اخراجات کا پتہ لگایا جاسکے۔ بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے درکار یہ کل خرچ کسی بھی معاشرے میں غربت کی لکیر کے تخمینے کے طور پر کام کرے گا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ غربت کی لکیر کسی خاص وقت میں کسی مخصوص معاشرے میں معاشی شراکت داری کی کم از کم سطح کا ایک غربتی اشارہ ہے۔ کسی بھی ملک میں کم از کم اجرت غربت کی لکیر کا قانونی طور پر طے شدہ تخمینہ ہے۔ بھوک اور غربت کے درمیان تعلق مضبوط ہے۔ بہت سے ممالک میں غذائیت پر مبنی غربت کی لکیریں ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ خوراک کی ضروریات کی بنیاد پر غربت کی لکیر کا تخمینہ لگاتا ہے۔ ہندوستان میں غربت کی لکیر کا تخمینہ کیلوریز کی کم سے کم کھپت کو برداشت کرنے کے لئے ضروری کھانے کے اخراجات پر مبنی ہے۔ یہ ایک روایت ہے کہ کسی ملک کو دئے گئے مخصوص معیار زندگی کی لاگت کے مطابق غربت کی لکیر طے کی جاتی ہے۔ غریبوں کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ خوراک کی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے۔ لہٰذا، اگر اسکے لئے ان کے پاس کافی پیسے نہیں ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مناسب غذا کے بغیر سو جائیں گے۔ غربت کی لکیر کا تخمینہ لگاتے وقت بہت سے ممالک جس عمومی اصول پر عمل کرتے ہیں وہ ایک دن میں تقریباً 2000 کیلوری کے معیار کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ لیکن یہ تخمینہ جنس اور کام کے حوالے سے حساس ہے۔ چونکہ زرعی مزدور جسمانی طور پر زیادہ محنت کرتے ہیں، لہذا اس ص ورت میں کیلوری کے معیار پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ اسی طرح مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے بھی الگ الگ معیارات اختیار کئے جاتے ہیں۔ خوراک اور غربت کا تعلق ایک پرکشش نظر آتا ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ غریب لوگ اپنے بجٹ کا زیادہ تر حصہ خوراک پر خرچ کرتے ہیں، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ اس ایسوسی ایشن کو غربت کے خلاف پروگراموں کے لئے سیاسی طور پر زیادہ حمایت ملتی ہے جس میں اشیاء پر مبنی پروگراموں کے مقابلے میں کھانا شامل ہوتا ہے جو کم قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ کھانے کا حق دوسرے صارفین کی اشیاء کے حق سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غربت کی لکیر کا بنیادی تصور وہی رہا ہے لیکن افراط زر کی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے اس لائن پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ سال 2005 کے اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہوئے، عالمی بینک نے بین الاقوامی غربت کی لکیر (آئی پی ایل) کا تخمینہ لگایا، جو عالمی سطح پر سب

سے کم 25.1 ڈالر یومیہ ہے۔اسے سال 2008 میں اپ ڈیٹ کیا گیا تھا۔اس پر بنیادی طور پر افراط زر کی وجہ سے نظر ثانی کی گئی تھی۔اس کے علاوہ 2015 میں ورلڈ بینک نے آئی پی ایل کو 90.1 ڈالر یومیہ تک اپ ڈیٹ کیا تھا۔ ورلڈ بینک کے مطابق، 2017 میں، ایک اندازے کے مطابق، عالمی آبادی کا 2.9 فیصد اب بھی 90.1 ڈالر یومیہ کی بین الاقوامی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہا ہے، جو دنیا کی کچھ غریب ترین معیشتوں میں غربت کی لکیر پر مبنی ہے۔ کوویڈ COVID ۔19 (وبائی مرض) نے ایک نسل میں پہلی بار عالمی غربت میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔اس وبائی امراض (اپریل 2021) کے نتیجے میں تقریباً 120 ملین اضافی افراد غربت میں زندگی گزار رہے ہیں۔

غربت کی لکیر کے بارے میں کچھ اہم نکات ہیں جو غربت کی لکیر کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں:۔

بنیادی ضروریات کا تعین: غربت کی لکیر عام طور پر اشیاء اور خدمات کی لاگت پر غور کر کے طے کی جاتی ہے جو کسی شخص یا خاندان کے لئے کم سے کم قابل قبول زندگی گزارنے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان اشیاء اور خدمات میں خوراک، رہائش، صحت کی دیکھ بھال، تعلیم اور کپڑے شامل ہو سکتے ہیں۔

مطلق بمقابلہ نسبتی غربت کی لکیریں: مطلق غربت کی لکیریں بنیادی ضروریات کی اصل قیمت کی بنیاد پر طے شدہ حدیں ہیں۔ دوسری طرف، نسبتاً غربت کی لکیروں کو معاشرے میں اکثر اوسط آمدنی کے فیصد کے طور پر، مجموعی آمدنی کی تقسیم کے سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے۔

قومی اور بین الاقوامی تغیرات: غربت کی لکیر مختلف ممالک کے درمیان زندگی گزارنے کی لاگت، معاشی اور حالات اور معاشرتی اصولوں میں فرق کی بنیاد پر مختلف ہو سکتی ہے۔ بین الاقوامی تنظیمیں تقابلی مقاصد کے لئے عالمی غربت کی لکیریں بھی قائم کر سکتی ہیں۔

غربت کی لکیر کو اپ ڈیٹ کرنا: غربت کی لکیر کو زندگی گزارنے کی لاگت، افراط زر کی شرح اور کھپت کے طریقوں میں تبدیلیوں کے حساب سے وقتاً فوقتاً ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقاعدگی سے اپ ڈیٹس اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ غربت کی لکیر متعلقہ رہے اور کسی مخصوص وقت کے معاشی حقائق کی درست عکاسی کرتی رہے۔

کثیر جہتی غربت کے اشاریے: اگرچہ آمدنی یا کھپت پر مبنی غربت کی لکیریں عام ہیں، لیکن اب کثیر جہتی غربت کے اشاریے کی ضرورت کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ یہ آمدنی سے باہر کے عوامل پر غور کرتے ہیں، جیسے تعلیم، صحت، اور معیار زندگی، غربت کی زیادہ جامع تفہیم فراہم کرتے ہیں۔

پالیسی کے مضمرات: حکومتیں اور پالیسی ساز غربت کی لکیروں کا استعمال ان افراد یا گھرانوں کی نشاندہی کرنے کے لئے کرتے ہیں جو اس حد سے نیچے رہتے ہیں اور پھر غربت کے خاتمے کے لئے امدادی مداخلتوں کو نافذ کرتے ہیں۔ ان مداخلتوں میں سماجی بہبود کے پروگرام، تعلیمی اقدامات، اور صحت کی دیکھ بھال کی مدد شامل ہو سکتی ہے۔

تنقید اور حدود: ناقدین کا کہنا ہے کہ غربت کی لکیر غربت کی پیچیدہ نوعیت کو زیادہ آسان بنا سکتی ہے، کیونکہ یہ بنیادی طور پر آمدنی یا کھپت پر مرکوز ہے۔ کچھ لوگ غربت میں مبتلا افراد کے زندگی کے تجربات کو بہتر طریقے سے پکڑنے کے لئے ذاتی اشارے، جیسے فلاح و بہبود کے تصورات کو شامل کرنے کی دلیل دیتے ہیں۔

عالمی غربت کی لکیریں: عالمی ادارے، جیسے عالمی بینک، اکثر عالمی سطح پر غربت کی شرح کا اندازہ لگانے اور غربت میں کمی کا پتہ لگانے کے لئے بین الاقوامی غربت کی لکیریں قائم کرتے ہیں۔ ان عالمی لکیروں کا مقصد ممالک میں غربت کی سطح کا موازنہ کرنے کے لئے ایک مشترکہ معیار فراہم کرنا ہے۔

8.17 غربت کا فاسد چکر/Vicious Circle Of Poverty

غربت کے فاسد دائرے سے مراد ایک خود ساختہ چکر ہے جس میں غربت مختلف باہم مربوط عوامل کے ذریعے خود کو برقرار رکھتی ہے، جس سے ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جو افراد یا برادریوں کے لئے محرومی اور کم معاشی حیثیت کے چکر سے آزاد ہونا مشکل بناتے ہیں۔ یہ تصور اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ کس طرح غربت سے وابستہ کچھ حالات فیڈ بیک لوپ پیدا کر سکتے ہیں، جس سے افراد کے لئے مسلسل غربت سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ غربت کے فاسد دائرے سے مراد مختلف عوامل کا باہمی ربط ہے جو غربت پیدا کرنے کے لئے ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ وہ غریب ہیں کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ غریب ہیں۔ یہ چکر اکثر مستحکم روزگار کے مواقع اور کم اجرت تک رسائی کی کمی کے ساتھ شروع ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں افراد یا گھرانوں کے لئے محدود آمدنی اور وسائل پیدا ہوتے ہیں۔ غربت اکثر معیاری تعلیم تک محدود رسائی کا باعث بنتی ہے۔ ناکافی تعلیمی مواقع، بشمول ناقص بنیادی ڈھانچے اور ناکافی وسائل، غربت میں مبتلا افراد میں کم تعلیمی حصول کا باعث بنتے ہیں۔ غربت صحت کی دیکھ بھال کی خدمات، مناسب غذائیت اور صفائی ستھرائی تک محدود رسائی سے بھی وابستہ

ہے۔ خراب صحت اور غذائیت بیماری میں اضافے، کم پیداواری صلاحیت، اور طبّی اخراجات کے چکر میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔ غربت ناکافی بنیادی ڈھانچے سے جڑی ہوئی ہے، جس میں ناقص نقل و حمل، صفائی ستھرائی اور رہائش شامل ہیں۔ ضروری خدمات کی عدم موجودگی معاشی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور اس چکر کو برقرار رکھتی ہے۔ غربت میں مبتلا افراد کو اکثر کریڈٹ یا مالیاتی خدمات تک رسائی میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مالی وسائل کی یہ کمی آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کرنے کی ان کی صلاحیت کو محدود کرتی ہے۔ سماجی عوامل، بشمول صنف، نسل، یا قومیت جیسے عوامل کی بنیاد پر امتیازی سلوک، معاشی مواقع سے اخراج کا باعث بن سکتے ہیں اور غربت کے چکر کو تقویت دے سکتے ہیں۔ تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور کریڈٹ تک رسائی کی کمی، سماجی اخراج کے نتیجے میں محدود معاشی مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے کم آمدنی اور مالی عدم تحفظ میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ غربت کے حالات اکثر ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں۔ غریب گھرانوں میں پیدا ہونے والے بچوں کو اسی طرح کے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جو اس چکر کو جاری رکھتے ہیں۔ غربت کے فاسق چکر کو توڑنے کے لئے حکومتوں، غیر سرکاری تنظیموں اور کمیونٹی کی جانب سے ایک جامع اور مربوط کوشش کی ضرورت ہے تاکہ غربت کو برقرار رکھنے والے باہم مربوط عوامل سے نمٹا جا سکے۔

9.17 غربت کے خاتمے کے لئے مطلوبہ سرگرمیاں/Remedies for Poverty

غربت کے خاتمے کے لئے ایک کثیر الجہات اور جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے جو بنیادی وجوہات کو حل کرے اور پائیدار حل فراہم کرے۔ درج ذیل میں چند اہم سرگرمیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

تعلیم: پرائمری اور ثانوی تعلیم دونوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے سب کے لئے معیاری تعلیم تک رسائی کو یقینی بنائیں۔ تعلیم افراد کو ہنر مندی سے لیس کرتی ہے، روزگار میں اضافہ کرتی ہے، اور بین النسل غربت کے چکر کو توڑتی ہے۔ ہنر مندی اور پیشہ ورانہ تربیت کو بڑھانے کے لئے پروگراموں کو نافذ کریں، روزگار کے امکانات کو بہتر بنانے کے لئے انہیں مارکیٹ کی طلب کے ساتھ ہم آہنگ کریں۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کی مدد کریں اور مالی امداد، تربیت اور مارکیٹ روابط کے ذریعے انٹرپرینیورشپ کی حوصلہ افزائی کریں۔ ایسے اقدامات تخلیق کریں جو محدود معاشی مواقع کے چکر کو توڑنے کے لئے ہنر مندی کی ترقی، ملازمت کی تربیت اور کریڈٹ تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔

صحت کی دیکھ بھال تک رسائی: صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنائیں، سستی صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی کو وسعت دیں، اور بیماری کے معاشی بوجھ کو کم کرنے کے لئے احتیاطی صحت کی دیکھ بھال کے اقدامات کو ترجیح دیں۔ خراب صحت اور اعلی طبّی اخراجات کے چکر کو توڑنے کے لئے سستی اور قابل رسائی صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کو یقینی بنائیں۔

سوشل سیفٹی نیٹ: معاشی بحران کے دوران کمزور آبادیوں کی مدد کے لئے نقد رقم کی منتقلی کے پروگراموں، خوراک کی امداد اور صحت کی دیکھ بھال کی سبسڈیز سمیت ہدف اور مؤثر سماجی تحفظ کے سلسلے کو نافذ کریں۔ لینڈ ریفارمز کے ذریعے زمین کی ملکیت کی عدم مساوات کو دور کریں اور زمین کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دیں۔ زراعت کو جدید بنانے میں سرمایہ کاری کریں، کاشتکاروں کو ٹیکنالوجی، آبپاشی اور قرضوں تک رسائی فراہم کریں تاکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو سکے۔

بنیادی ڈھانچے کی ترقی: سڑکوں، بجلی، صفائی ستھرائی اور پانی کی فراہمی سمیت بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں سرمایہ کاری کریں، تاکہ زندگی کے حالات کو بہتر بنایا جاسکے اور معاشی سرگرمیوں کو آسان بنایا جاسکے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں کریڈٹ اور بینکنگ خدمات تک رسائی فراہم کرکے مالیاتی شمولیت کو فروغ دیں، جس سے افراد کو آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کرنے کے قابل بنایا جاسکے۔

صنفی مساوات: تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور معاشی مواقع تک مساوی رسائی کو یقینی بنا کر صنفی مساوات کو فروغ دیں۔ خواتین کو بااختیار بنانے سے غربت میں کمی پر وسیع اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کمیونٹی ڈیولپمنٹ: ترقیاتی عمل میں برادریوں کو مشغول کریں، فیصلہ سازی، منصوبہ بندی اور منصوبوں کے نفاذ میں ان کی فعال شرکت کو یقینی بنائیں جو ان پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔

ماحولیاتی استحکام: ایسی پالیسیوں اور طریقوں کو نافذ کریں جو ماحولیاتی استحکام کو فروغ دیتے ہیں، معاش کے لئے اہم قدرتی وسائل کی طویل مدتی دستیابی کو یقینی بناتے ہیں۔

گڈ گورننس اور انسداد بدعنوانی کے اقدامات: غربت میں کمی سے وابستہ پروگراموں کے لئے گورننس ڈھانچے کو مضبوط بنائیں، شفافیت کو فروغ دیں اور وسائل کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانے کے لئے انسداد بدعنوانی کے اقدامات کو نافذ کریں۔

عالمی تعاون: عالمی اقتصادی عدم توازن کو دور کرنے، منصفانہ تجارت کو فروغ دینے اور ترقی پذیر ممالک کو فائدہ پہنچانے والے اقدامات کی حمایت کرنے کے لئے بین الاقوامی برادری کے ساتھ تعاون کریں۔

جامع اقتصادی پالیسیاں: معاشی پالیسیوں، بشمول ترقی پسند ٹیکس، سماجی اخراجات، اور جامع معاشی ترقی، کو ڈیزائن کریں جو غربت میں کمی کو ترجیح دیتی ہیں اور اسے نافذ کریں۔ مؤثر مداخلتوں کی نشاندہی کرنے اور غربت میں کمی کے پروگراموں کے اثرات کی پیمائش کرنے کے لئے درست اعداد و شمار اور تحقیقی نتائج پر پالیسیوں کی بنیاد رکھیں۔

آفات کی تیاری اور لچک: قدرتی آفات اور دیگر جھٹکوں کے خلاف لچک پیدا کرنے کے لئے حکمت عملی پر عمل درآمد کریں، معاشی ناکامیوں کے لئے برادریوں کی کمزوری کو کم کریں۔

ان اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حکومتوں، غیر سرکاری تنظیموں، نجی شعبے اور مقامی برادریوں کے درمیان تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ پائیدار اور بامعنی ترقی کے لئے ایک جامع اور مربوط نقطہ نظر جو غربت کی باہم مربوط نوعیت کو حل کرتا ہے، بہت ضروری ہے۔

10.17 اکتسابی نتائج /Learning Outcomes

اس یونٹ میں ہم نے غربت کی تعریف، خصوصیات اور پیمائش پر تبادلہ خیال کیا۔ ہم نے ہندوستان میں غربت کے واقعات کا جائزہ لیا اور ریاستوں میں غربت کے مسائل کا تجزیہ کیا۔ ہم نے غربت کے فاسد دائرے کے ساتھ ساتھ غربت کے علاقائی اور سماجی پہلوؤں کا بھی تجزیہ کیا۔ ہندوستان میں غربت کی مختلف وجوہات کی نشاندہی کی۔ ہم نے دیہی اور شہری غربت دونوں کے گرتے ہوئے رجحانات کا تجزیہ کیا۔ غربت سے نمٹنے کے لئے ایک جامع اور مشترکہ نقطہ نظر کی ضرورت ہے جو اس کی بنیادی وجوہات پر توجہ مرکوز کرتا ہے اور اس کی کثیر جہتی نوعیت کو حل کرتا ہے۔ غربت کے خاتمے کی کوششوں میں امدادی پالیسیاں، تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال میں سرمایہ کاری، معاشی مواقع کا فروغ اور نظامی عدم مساوات کو کم کرنا شامل ہونا چاہیے۔ غربت کے اسباب اور مضمرات کو سمجھ کر معاشرے سب کے لئے خوشحالی کے زیادہ جامع اور پائیدار راستے تخلیق کرنے کی سمت میں کام کر سکتے ہیں۔ ہم نے عالمی آمدنی میں عدم مساوات کا جائزہ لیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ غربت کی

لکیر غربت کا اندازہ لگانے اور اس سے نمٹنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ تاہم، اس کی حدود کو تسلیم کرنا اور کثیر جہتی غربت کے اشاریوں جیسے تکمیلی اقدامات پر غور کرنا ضروری ہے، تاکہ غربت کی زیادہ باریک تفہیم حاصل کی جاسکے اور مداخلت کی مؤثر پالیسی کی رہنمائی کی جاسکے۔

11.17 کلیدی الفاظ/Key Words

غربت: غربت سے مراد کم از کم آمدنی، یا مادی املاک کی کمی ہے، جس کی وجہ سے انسان خوراک، لباس اور رہائش کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

غربت کی لکیر: اس سے مراد وہ لکیر ہے جو اپنے آپ کو پیداواری طور پر سہارا دینے کی کم از کم ضروریات کی نشاندہی کرتی ہے۔

مطلق غربت: مطلق غربت کم از کم آمدنی یا دولت جو خوراک، کپڑا اور رہائش جیسی بنیادی ضروریات کی خریداری کے لئے ضروری ہوتا ہے، کی عدم موجودگی ہے۔

نسبتی غربت: نسبتی غربت معاشرے میں دوسروں کے مقابلے میں ایک فرد کی سماجی اور معاشی حیثیت کو مدنظر رکھتی ہے۔

12.17 اپنی معلومات کی جانچ/Test Your Knowledge

1. غربت کے تصور پر تبادلہ خیال کریں۔

____

____

____

____

.2غربت کے مختلف وجوہات پر روشنی ڈالیں۔

.3غربت کے فاسد چکر پر بحث کریں۔

13.17نمونہ امتحانی سوالات / Sample Questions for Examination

معروضی سوالات/Multiple Choice Questions

.1 غربت کے خاتمے کی کوششوں کی بنیادی توجہ کیا ہے؟

a. بڑھتی ہوئی عالمی تجارت

b. آمدنی میں عدم مساوات کو کم کرنا

c. تکنیکی جدت طرازی کو فروغ دینا

d. شہر کاری میں توسیع

2. غربت کی پیمائش کے لئے مندرجہ ذیل میں سے کون سا کثیر جہتی نقطہ نظر ہے؟

a. مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی)

b. غربت کی لکیر

c. کثیر جہتی غربت انڈیکس (ایم پی آئی)

d. بے روزگاری کی شرح

3. غربت کی لکیر کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

a. زیادہ سے زیادہ آمدنی کی سطح کی وضاحت کرنا

b. معاشی ترقی کی پیمائش کرنا

c. غربت کے پھیلاؤ کا اندازہ لگانا

d. تجارتی پالیسیاں قائم کرنا

4. ترقی پذیر ممالک میں غربت کی اعلی سطح کے ساتھ کون سا شعبہ اکثر وابستہ ہوتا ہے؟

a. انفارمیشن ٹیکنالوجی

b. زراعت

c. مینوفیکچرنگ

d. فنانس

5. غربت کے تناظر میں معیاری تعلیم تک ناکافی رسائی کا عام نتیجہ کیا ہے؟

a. معاشی مواقع میں اضافہ

b. مہارت کی ترقی میں اضافہ

c. غربت کے چکر کا تسلسل

d. صحت کی دیکھ بھال تک بہتر رسائی

6. سماجی اخراج غربت میں کس طرح کردار ادا کرتا ہے؟

a. معاشی ترقی کو فروغ دے کر

b. انٹرپرینیورشپ کی حوصلہ افزائی کر کے

c. مواقع تک رسائی کو محدود کر کے

d. حکومتی مداخلت کو کم کر کے

7. " نسائی غربت " کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟

a. صنفی مساوات میں اضافہ

b. خواتین پر غربت کے غیر متناسب اثرات

c. مردوں کی اکثریت والی غربت کی شرح

d. صنفی طور پر غیر جانبدار غربت کے اقدامات

8. مندرجہ ذیل میں سے کون سا دیہی غربت میں اہم کردار ادا کرنے والا ایک اہم عنصر ہے؟

a. معیاری تعلیم تک رسائی

b. زراعت پر انحصار

c. صحت کی دیکھ بھال کا مضبوط بنیادی ڈھانچہ

d. اچھی طرح سے ترقی یافتہ نقل و حمل کے نیٹ ورکس

.9غربت کے خاتمے کی عالمی کوششوں سے وابستہ ایک مشترکہ چیلنج کیا ہے؟

a. بین الاقوامی تعاون کا فقدان
b. معاشی ترقی پر ضرورت سے زیادہ زور
c. شہرکاری پر بہت زیادہ توجہ
d. ناکافی تکنیکی جدت طرازی

10. مالی شمولیت غربت کے خاتمے میں کس طرح کردار ادا کر سکتی ہے؟

a. آمدنی میں عدم مساوات میں اضافہ سے
b. کریڈٹ تک رسائی کو محدود کر کے
c. معاشی مواقع کو فروغ دے کر
d. انٹرپرینیورشپ کی حوصلہ شکنی کر کے

درجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (۳۰) سطروں میں دیجئے۔

.1 غربت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ غربت کی مختلف جہتوں پر تبادلہ خیال کریں۔

.2 غربت کیا ہے؟ معاشرے میں اس کی خصوصیات اور اظہار کی جانچ پڑتال کریں۔

.3غذائیت کی حیثیت کس طرح غربت کا ایک اہم فیصلہ کن ہے؟

درجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجئے۔

.1غربت کا فاسد چکر کیا ہے؟

.2 مطلق غربت اور نسبتی غربت کے درمیان فرق کریں۔

.3غربت کے خاتمے کی کیا حکمت عملی ہے؟

14.17 تجویز کردہ مواد/Suggested Readings

Ahuja, Ram.1992. Social Problems in India. New Delhi: Rawat Publication

Ahuja, Ram. 2008. Indian Social System. Jaipur: Rawat Publication.

Behari, B. 1983. *Unemployment*, *Technology and Rural Poverty*, Vicaes Publishing House: New Delhi.

Raab, E and Selznick, G. J. 1964. Major Social Problems. USA: Harper and Row.

Sen, Amartya. 2000. Social Exclusion: Concept, Application, and Scrutiny. Philippines: Asian Development Bank.

Shama G. L. (2015) Social Issues, Rawat Publication Jaipur, P. 419.

مصنف: ڈاکٹر بدر افشاں، اسسٹنٹ پروفیسر، سینٹر فار دی اسٹڈی آف سوشل ایکسکلوژن اینڈ ان کلوسیو پالیسی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی-

110025

اکائی18 سماجی اخراج: تصورات اور نقطہ نظر

Unit 18 Social Exclusion: Concepts and Approaches

اکائی کے اجزا

0.18تمہید
1.18اغراض ومقاصد
2.18سماجی اخراج کی تعریف
3.18سماجی اخراج: تصور اور نقطہ نظر
4.18سماجی نقطہ نظر
5.18نفسیاتی نقطہ نظر
6.18معاشی نقطہ نظر
7.18سیاسی نقطہ نظر
8.18انٹر سیکشنلٹی
9.18کھپت میں سماجی اخراج
10.18اکتسابی نتائج
11.18کلیدی الفاظ
12.18اپنی معلومات کی جانچ
13.18نمونہ امتحانی سوالات
14.18تجویز کردہ مواد

0.18تمہید/Introduction

سماجی اخراج ماضی اور حال دونوں کا مظہر ہے، اور اگر اسے ختم کرنے کے لئے کوئی مضبوط قدم نہیں اٹھائے گئے تو یہ مستقبل میں بھی ہو سکتا ہے۔ یہ لاکھوں افراد کو متاثر کرتا ہے جو مشکل ترین زندگی اور کام کے حالات میں زندہ رہنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ پوری تاریخ میں، ان کی خصوصیات اور ان کے بارے میں اپنائے جانے والے رویے دونوں کے حوالے سے اخراج کی مختلف شکلیں تیار ہوئی ہیں۔

اس وقت مختلف براعظموں اور یہاں تک کہ ان کے اندر علاقائی اور قومی سطح پر بھی اخراج مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں۔ یہ کم و بیش سب کو متاثر کرتا ہے۔"سماجی اخراج" کے تصور کی ابتدا نسبتاً حالیہ ہی ہے۔اس نے بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور آمدنی کی عدم مساوات کے جواب میں یورپی تناظر میں رفتار حاصل کی جو 20 ویں صدی کی اختتامی دہائیوں کی نشاندہی کرتی ہے ،ایک ایسا دور جو کافی معاشی اور معاشرتی انتشار کا دور تھا کیونکہ ممالک اپنی لیبر مارکیٹوں، فلاحی ریاستوں اور شہریت کے بارے میں مروجہ خیالات پر گلوبلائزیشن کے چیلنجوں سے نمٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یورپی فاؤنڈیشن کی جانب سے "مکمل شرکت" کی نمائندگی کرنے کے لئے پیش کردہ تعریف سے "سماجی اخراج" کے پروگرام اور اس کے مختلف پہلوؤں سے نمٹنے کے اقدامات بھی تبدیل ہوگئے ہیں اور یہ دنیا کے چاروں کونوں میں ایک جیسے نہیں ہیں۔اس میں شامل اداکار اخراج کو کم کرنے اور ختم کرنے کی خواہش میں ایک ہی کردار ادا نہیں کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام وجوہات کی بنا پر، معاشرتی اخراج کا بہتر علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔اخراج ظاہری اور غیر شفاف دونوں ہے ،اور لہذا اس کی پیمائش کی جانی چاہئے۔اس کے بارے میں انفرادی اور اجتماعی موقف اور رویوں کا جائزہ لینا بھی مفید ہو سکتا ہے۔اس پر حال کے دنوں میں کرداروں کی پوری رینج،اور خاص طور پر حکومتیں اور عوامی انتظامیہ، آجروں اور مزدوروں کی تنظیموں کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی ادارے اور نیٹ ورکس، رضاکارانہ انجمنیں، سماجی معیشت، شہریوں اور کمیونٹی کے اقدامات، دلچسپی لے رہے ہیں، ضروری پوزیشنوں کو اپنا رہے ہیں اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے حکمت عملی تیار کر رہے ہیں۔

1.18 اغراض ومقاصد/Aims and Objectives

اس اکائی میں ہم ہندوستانی سماج میں مختلف شناخت کی بنیاد پر صدیوں سے ہونے والے سماجی اخراج کے مسائل پر روشنی ڈالیں گے- اس اکائی کے مطالعہ سے آپ کو درجہ ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہو نگی۔

- سماجی اخراج کے تصورات کی وضاحت
- سماجی اخراج کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیال
- سماجی اخراج کے بارے میں مختلف نقطہ نظر کی وضاحت
- کھپت میں سماجی اخراج کا تجزیہ

2.18 سماجی اخراج کی تعریف/The Definition of Social Exclusion

یہ دونوں نمونے نقصان کی مختلف تفہیم پر توجہ مرکوز کرتی ہیں: ایک وسائل کی کمی ("آپ کے پاس کیا ہے") اور دوسرا شناخت کی بنیاد پر امتیازی سلوک ("آپ کون ہیں") سے متعلق ہے۔ ثقافتی زوال کا سامنا کئے بغیر غریب ہونا ممکن ہے ("مستحق غریب") بالکل اسی طرح جیسے غریب ہونے کے بغیر امتیازی سلوک ممکن ہے (زیادہ تر خواتین کو لازمی طور پر غریب ہونے کے بغیر صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے)۔ایک "سماجی اخراج" نقطہ نظر نقصان کے ان مختلف تجربات کے درمیان ملاپ کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے، دوسرے لفظوں میں، ان افراد اور گروہوں کے تجربے کی طرف جو اپنی غربت کے علاوہ، اپنی شناخت کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا سامنا کرتے ہیں، اور مساوی شرائط پر اپنے معاشرے کے معاشی، سماجی اور سیاسی کاموں میں حصہ لینے کی ان کی صلاحیت کو کمزور کرتے ہیں۔

سماجی اخراج کی ایک اور جہت بھی ہے جس کا ادراک معاشی محرومی اور سماجی امتیاز کے درمیان باہمی تعامل سے مکمل طور پر نہیں جا سکتا ہے، یعنی مقامی نقصان (آپ کہاں ہیں) ۔ مقامی نقصان کسی مقام کی دوری اور تنہائی میں ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے اس کے رہائشیوں کے لئے وسیع تر سماجی و اقتصادی عمل میں حصہ لینا جسمانی طور پر مشکل ہو جاتا ہے یا یہ شہری ماحول اور علیحدگی کے ذریعے کام کر سکتا ہے۔ تشدد، جرائم، منشیات پر انحصار اور گندگی کی "ذیلی ثقافتیں" جو اکثر علاقائی طور پر پسماندہ پڑوس کی نشاندہی کرتی ہیں۔
اخراج کی مقامی جہت اس کے وسائل اور شناخت کے طول و عرض سے مکمل طور پر الگ نہیں ہے کیونکہ یہ عام طور پر ثقافتی طور پر کمزور اور معاشی طور پر غریب گروہ ہیں جو جسمانی طور پر محروم جگہوں پر رہتے ہیں۔ نتیجتاً، بعض سیاق و سباق میں، محرومی اور امتیازی سلوک کی بنیاد پر سماجی اخراج کے دو جہتی ماڈل کے ذریعے معاشرتی اخراج کے اسباب اور نتائج کا ادراک ممکن ہو سکتا ہے۔

تاہم ایسا لگتا ہے کہ بحث میں تین عناصر دوبارہ سامنے آتے ہیں۔ سب سے پہلے اضافیت کا معاملہ ہے۔ لوگوں کو ایک خاص معاشرے سے خارج کر دیا جاتا ہے: اس سے مراد ایک خاص جگہ اور وقت ہے۔ غربت کے معاملے میں، اس طرح کی اضافیت کو چیلنج کیا گیا ہے۔ جوزف اور سمپتیون Joseph and Sumption کے مطابق، ایک شخص جو قرون وسطی کے ایک بیرن (medieval baron) کے برابر معیار زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے اسے صرف اس وجہ سے غریب قرار نہیں دیا جا سکتا ہے کہ اسے ایک ایسے معاشرے میں پیدا ہونے کا موقع ملا ہے جہاں بڑی اکثریت قرون وسطی کے بادشاہوں کی طرح رہ سکتی ہے (1979: 27)۔
تاہم، غربت کی پیمائش کرتے وقت مطلق نقطہ نظر کی خوبیاں جو بھی ہوں، اس کا سماجی اخراج سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تنہائی میں اپنے حالات کو دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص سماجی طور پر الگ تھلگ ہے یا نہیں۔ اخراج کے لئے کسی بھی معیار کے ٹھوس نفاذ میں دوسروں کی سرگرمیوں کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ لوگ معاشرے میں کہیں اور ہونے والے واقعات کی وجہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اخراج در حقیقت افراد کی بجائے افراد کے گروہوں کی ملکیت ہو سکتی ہے۔ ماہرین معاشیات افراد اور ان کے اہل خانہ کو الگ تھلگ سمجھتے ہیں: مثال کے طور پر، اس بات کا کوئی حساب نہیں رکھتے کہ نمونے کے سروے میں جواب دہندگان ایک ہی گلی یا محلے سے آتے ہیں یا الگ الگ محلے سے۔ اس کے باوجود سماجی اخراج اکثر افراد کے بجائے برادریوں کے لحاظ سے ظاہر ہوتا ہے، جس کی ایک مثال مالیاتی اداروں کی طرف سے کریڈٹ ریٹنگ کے مقاصد کے لئے اسٹریٹ پوسٹ کوڈ کا استعمال ہے۔

اس سے ایک دوسرے عنصر کی طرف اشارہ ملتا ہے، جو ایجنسی کا ہے۔ اخراج کا مطلب ایک ایجنٹ یا ایجنٹ کے ساتھ ایک عمل ہے۔ لوگ اپنے آپ کو اس میں خارج کر سکتے ہیں کہ وہ مارکیٹ کی معیشت سے باہر نکل جاتے ہیں۔ یا انہیں ان بینکوں کے فیصلوں سے خارج کیا جاسکتا ہے جو کریڈٹ نہیں دیتے ہیں، یا انشورنس کمپنیاں جو کور (cover) فراہم نہیں کریں گی۔ لوگ فائدہ پر زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہوئے ملازمتوں سے انکار کر سکتے ہیں۔ یا انہیں دوسرے مزدوروں، یونینوں، آجروں، یا حکومت کے اقدامات کے ذریعہ کام سے باہر رکھا جاسکتا ہے۔ ایجنسی کے اس تصور کا امرتیہ سین نے سماجی انصاف پر اپنے کام میں جائزہ لیا ہے، جس میں (1) اپنے کردار سے قطع نظر اپنے مقاصد کی تکمیل اور (2) اپنی کوششوں کے نتیجے میں ان کے حصول کے درمیان فرق پر زور دیا گیا ہے (سین، 1985 اور 1992)۔ دوسرے طریقے سے، شمولیت کی حیثیت حاصل کرنے میں ناکامی کے معاملے میں، ہم نہ صرف کسی شخص کی صورتحال کے بارے میں فکر مند ہو سکتے ہیں، بلکہ اس حد تک بھی فکر مند ہو سکتے ہیں کہ وہ کس حد تک ذمہ دار ہے۔ بے روزگار لوگوں کو باہر رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی تبدیل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

تیسرا اہم پہلو حرکیات کا ہے۔ لوگوں کو صرف اس لئے باہر نہیں رکھا جاتا ہے کہ وہ فی الحال نوکری یا آمدنی کے بغیر ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کے پاس مستقبل کے لئے بہت کم امکانات ہیں۔ "امکانات" سے، ہمیں نہ صرف ان کے اپنے بلکہ ان کے بچوں کو بھی سمجھنا چاہئے۔ سماجی اخراج نسلوں پر لاگو ہو سکتا ہے۔ ل ہذا سماجی اخراج کی حد کا اندازہ موجودہ حیثیت سے آگے بڑھکر دیکھنا ہوگا۔ غربت کے بارے میں بھی یہی دلیل دی جاسکتی ہے، اور رابرٹ واکر Robert Walker نے استدلال کیا ہے کہ یہ دو تصورات کو ایک ساتھ لانے کا ایک طریقہ ہے: جب غربت بنیادی طور پر طویل عرصے میں ہوتی ہے ... غریبوں کے پاس غربت سے بچنے کا عملی طور پر کوئی موقع نہیں ہے اور اس وجہ سے، وسیع تر برادری کے ساتھ بہت کم وفاداری ہے... ایسی صورت حال میں غربت کا تجربہ سماجی اخراج (1995: 103) کے بہت قریب آجاتا ہے۔

3.18 سماجی اخراج: تصور اور نقطہ نظر/Social Exclusion: Concept And Approaches

سماجی اخراج ایک کثیر الجہات تصور ہے جس سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے افراد یا گروہوں کو منظم طریقے سے پسماندہ کیا جاتا ہے اور سماجی، معاشی، سیاسی، لسانی اور ثقافتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اس میں مواقع، وسائل تک رسائی اور سماجی سرگرمیوں میں شرکت سے انکار شامل ہے، جس سے تنہائی اور علیحدگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ معاشرتی اخراج اکثر امتیازی سلوک، عدم مساوات، اور معاشرے میں مکمل طور پر مشغول ہونے کی نااہلی سے منسلک ہوتا ہے۔

سماجی اخراج کو دو اہم اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: فعال سماجی اخراج اور غیر فعال سماجی اخراج۔ یہ اصطلاحات مختلف طریقوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں جن میں افراد یا گروہوں کو سماجی، معاشی اور ثقافتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے محروم اور خارج کر دیا جاتا ہے۔ آیئے ہر قسم کو تفصیل سے جانتے ہیں:

1. فعال سماجی اخراج:

تعریف: فعال سماجی اخراج میں جان بوجھ کر اور دانستہ اقدامات یا طرز عمل شامل ہیں جو مخصوص سماجی شعبوں سے افراد یا گروہوں کو پسماندہ اور خارج کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

خصوصیات:

- شعوری ارادہ: سماجی اخراج میں فعال طور پر ملوث افراد کو اپنے اعمال کے بارے میں مکمل شعور ہوتا ہے اور وہ جان بوجھ کر دوسروں کو خارج کرتے ہیں۔
- امتیازی طرز عمل: فعال سماجی اخراج میں اکثر امتیازی طرز عمل شامل ہوتے ہیں، جہاں افراد کے ساتھ نسل، صنف، یا سماجی اقتصادی حیثیت جیسی کچھ خصوصیات کی بنیاد پر جان بوجھ کر غیر منصفانہ سلوک کیا جاتا ہے۔
- پاور ڈائنامکس: اخراج طاقت کی حرکیات کی وجہ سے ہوتا ہے، جس میں اقتدار کے عہدوں پر بیٹھے افراد فعال طور پر معاشرتی درجہ بندی کو برقرار رکھتے ہیں یا مضبوط بناتے ہیں۔

مثالیں: امتیازی بھرتی کے طریقے جو جان بوجھ کر مخصوص گروہوں کو روزگار کے مواقع سے خارج کرتے ہیں۔ تعصب یا بدگمانی کی بنیاد پر سماجی تقریبات یا سرگرمیوں سے افراد کو جان بوجھ کر خارج کرنا وغیرہ۔

2. غیر فعال سماجی اخراج:

تعریف: غیر فعال سماجی اخراج سے مراد وہ اخراج ہے جو بالواسطہ یا غیر ارادی طور پر ہوتا ہے، جو اکثر امتیازی اقدامات کے بجائے نظامی عوامل یا غفلت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

خصوصیات:

- غیر ارادی طور پر: غیر فعال سماجی اخراج اکثر غیر ارادی ہوتا ہے، جس کا نتیجہ نظام کے عوامل، ثقافتی اصولوں، یا نظرانداز کرنے کے واضح ارادے کے بجائے ہوتا ہے۔
- ساختی عدم مساوات: یہ اداروں اور سماجی نظاموں میں سرایت کردہ ساختی عدم مساوات اور نظامی تعصبات کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔
- آگاہی کی کمی: غیر فعال سماجی اخراج میں مصروف افراد شعوری طور پر اپنے اعمال کے اثرات یا خارجی نتائج سے آگاہ نہیں ہو سکتے ہیں۔

مثالیں: نظامی رکاوٹیں جو غیر ارادی طور پر مخصوص گروہوں کے لئے تعلیم، روزگار یا صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کو محدود کرتی ہیں۔ سماجی پالیسیاں، اگرچہ واضح طور پر امتیازی نہیں ہیں، غیر متناسب طور پر مخصوص برادریوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

حقیقی دنیا کے حالات میں، فعال اور غیر فعال دونوں سماجی اخراج ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت دے سکتے ہیں۔ فعال اخراج نظامی عدم مساوات کی تخلیق اور استحکام میں کردار ادا کر سکتا ہے، جس سے غیر فعال اخراج ہوتا ہے۔ سماجی اخراج کو حل کرنے میں اکثر فعال اور غیر فعال دونوں شکلوں کو پہچاننا اور چیلنج کرنا شامل ہوتا ہے، جس کا مقصد امتیازی طریقوں کو ختم کر کے اور منظم رکاوٹوں کو دور کر کے زیادہ جامع معاشروں کی تشکیل کرنا ہے۔

سماجی اخراج کو سمجھنے اور حل کرنے کے طریقے سماجیات، نفسیات، معاشیات اور سیاسیات سمیت مختلف مضامین میں جدا جدا ہیں۔ یہاں سماجی اخراج کے تصور کے لئے کچھ اہم نقطہ نظر ہیں:

4.18 سماجی نقطہ نظر/ Sociological Perspective

سماجی نقطہ نظر سے، معاشرتی اخراج کا تجزیہ ایک پیچیدہ اور کثیر الجہات رجحان کے طور پر کیا جاتا ہے جس کی جڑیں سماجی ڈھانچے، اداروں اور طاقت کے تعلقات میں گہری ہوتی ہیں۔ ماہرین سماجیات اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح مختلف معاشرتی عوامل افراد یا گروہوں کی پسماندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجی اخراج کے بارے میں سماجی نقطہ نظر کے اہم پہلو یہ ہیں:

- ساختی اخراج: ماہر سماجیات معاشرے کے ساختی عناصر کی کھوج لگاتے ہیں جو معاشرتی اخراج میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ اس میں معاشی نظام، سیاسی اداروں اور ثقافتی اصولوں کی جانچ پڑتال شامل ہے جو منظم طریقے سے مخصوص گروہوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ساختی اخراج مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتا ہے، جیسے معاشی عدم مساوات، تعلیم تک غیر مساوی رسائی، امتیازی پالیسیاں، اور معاشرتی نقل و حرکت کے محدود مواقع۔

- ادارہ جاتی تجزیہ: معاشرتی مطالعات اکثر اس بات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں کہ تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، اور فوجداری انصاف کے نظام جیسے ادارے کس طرح معاشرتی اخراج میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، غیر مساوی تعلیمی مواقع، روزگار اور دیگر وسائل تک رسائی میں عدم مساوات کا باعث بن سکتے ہیں۔ مجرمانہ انصاف کا نظام غیر متناسب طور پر مخصوص گروہوں کو نشانہ بنا سکتا ہے اور سزائیں دے سکتا ہے، جس سے ان کے معاشرتی اخراج میں زیادتی ہوتی ہے۔

- پاور ڈائنامکس: سماجی اخراج معاشرے کے اندر طاقت کی حرکیات سے قریبی طور پر جڑا ہوا ہے۔ ماہرین سماجیات اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح طاقت کے ڈھانچے عدم مساوات اور اخراج کو برقرار رکھتے ہیں۔ کچھ گروہ، جو اکثر نسل، طبقہ، صنف، یا دیگر معاشرتی زمروں پر مبنی ہوتے ہیں، زیادہ طاقت اور استحقاق رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ایسے فوائد سے محروم افراد کو حاشیہ پر ڈال دیا جاتا ہے۔

- ثقافتی پہلو: ثقافتی اقدار اور اصول سماجی اخراج میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ماہرین سماجیات اس بات کا مطالعہ کرتے ہیں کہ کس طرح معاشرتی رویے اور دقیانوسی تصورات بعض گروہوں کو بدنام کرنے میں کردار ادا کرتے ہیں، جس سے مرکزی دھارے کے معاشرے میں ان کا انضمام زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ ثقافتی اخراج روزگار کے مواقع سے لے کر معاشرتی تعامل اور کمیونٹی کی شرکت تک، زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کر سکتا ہے۔

- سماجی درجہ بندی: سماجی درجہ بندی سے مراد معاشرے میں افراد یا گروہوں کی درجہ بندی کا انتظام ہے۔ ماہرین سماجیات تجزیہ کرتے ہیں کہ کس طرح سماجی طبقہ، نسل، صنف اور دیگر عوامل وسائل اور مواقع کی غیر مساوی تقسیم میں کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور دیگر ضروری خدمات تک محدود رسائی کی وجہ سے نچلے طبقے کے لوگوں کو اعلیٰ سطح کے سماجی اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔
- گلوبلائزیشن اور سماجی اخراج: ماہر سماجیات سماجی اخراج پر گلوبلائزیشن کے اثرات پر بھی غور کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اقتصادی گلوبلائزیشن مختلف خطوں اور سماجی گروہوں کے درمیان عدم مساوات کو بڑھا سکتی ہے۔ گلوبلائزیشن مخصوص برادریوں کی پسماندگی کا باعث بن سکتی ہے، کیونکہ معاشی سرگرمیاں اور مواقع مخصوص علاقوں یا صنعتوں میں مرکوز ہیں۔

- اجتماعی عمل اور سماجی تحریکیں: ماہرین سماجیات اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح اجتماعی کارروائی، سماجی تحریکیں اور وکالت سماجی اخراج کو چیلنج کر سکتی ہیں۔ سرگرمی اور منظم کوششیں ساختی ناانصافیوں کی طرف توجہ مبذول کرا سکتی ہیں جو معاشرتی تبدیلیوں کو خارج کرنے اور اس پر زور دینے میں کردار ادا کرتی ہیں۔

ان سماجی جہتوں کا جائزہ لے کر ان نظامی عوامل کو بے نقاب کرنا ہے جو معاشرتی اخراج میں کردار ادا کرتے ہیں نیز پالیسیوں اور مداخلتوں کو مطلع کرتے ہیں جو اس کی بنیادی وجوہات کو حل کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر مختلف سماجی اداروں کے باہمی تعلق اور معاشرے کے اندر شمولیت یا اخراج کے افراد کے تجربات کو تشکیل دینے میں ان کے کردار پر زور دیتا ہے۔

نفسیاتی نقطہ نظر سے، معاشرتی اخراج کو سمجھنے میں انفرادی تجربات، علمی عمل، اور ان لوگوں کے جذباتی رد عمل کی جانچ پڑتال کرنا شامل ہے جو سماج سے خارج کر دئے گئے ہیں۔ ماہرین نفسیات اس بات کا پتہ لگاتے ہیں کہ کس طرح سماجی اخراج کسی فرد کے احساس نفس، باہمی تعلقات اور ذہنی فلاح و بہبود کو متاثر کرتا ہے۔ انفرادی تجربات اس بات کی جانچ پڑتال کرتا ہے کہ کس طرح افراد سماجی اخراج کو اندرونی بناتے ہیں اور اس کا تجربہ کرتے ہیں، جس سے تنہائی کے احساسات، خود اعتمادی کی کمی، اور ذہنی صحت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ کسی کی شناخت اور وابستگی کے احساس پر اخراج کے اثرات کی کھوج کرتا ہے نیز نفسیاتی بہبود کے لئے معاشرتی رابطوں کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔

سماجی اخراج پر نفسیاتی نقطہ نظر کے اہم پہلو یہ ہیں:

- جذباتی اثرات: ماہرین نفسیات سماجی اخراج پر افراد کے جذباتی رد عمل کا مطالعہ کرتے ہیں، جس میں تنہائی، انکار، اداسی، اور خود اعتمادی کی کمی کے احساسات شامل ہو سکتے ہیں۔ اس شعبے میں تحقیق اکثر بعد کے طرز عمل اور مقابلہ کرنے کی حکمت عملیوں کو تشکیل دینے میں جذبات کے کردار کی کھوج کرتی ہے۔

- شعوری عمل: سماجی اخراج شعوری عمل پر اثر انداز ہو سکتا ہے، جس سے افراد خود کو اور دوسروں کو مختلف طریقوں سے دیکھتے ہیں۔ اس میں خود کے ادراک میں تبدیلیاں، معاشرتی اشاروں کے لئے حساسیت میں اضافہ، اور معاشرتی حالات کی تبدیل شدہ تشریحات شامل ہو سکتی ہیں۔ افراد اپنے اخراج کی وجوہات کو کس طرح منسوب کرتے ہیں آیا وہ اسے ذاتی ناکامی کے طور پر داخل کرتے ہیں یا بیرونی عوامل کو پہچانتے ہیں جو ان کی پسماندگی میں کردار ادا کرتے ہیں، شعوری عمل اس کی تشخیص میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
- شناخت اور خود اعتمادی پر اثرات: ماہرین نفسیات تجزیہ کرتے ہیں کہ کس طرح سماجی اخراج کسی فرد کی شناخت اور خود کی قدر کے احساس کو متاثر کرتا ہے۔ اخراج کے تجربات کسی کی شناخت کا از سر نو جائزہ لینے کا باعث بن سکتے ہیں، کیونکہ افراد ایک سماجی گروہ کے اندر اپنی وابستگی اور قدر پر سوال اٹھا سکتے ہیں۔ طویل مدتی سماجی اخراج کے سامنے آنے سے خود اعتمادی اور خود پسندی کے ساتھ مستقل مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔
- سماجی درد اور اعصابی حیاتیاتی (نیورو بائیولوجیکل) رد عمل: سماجی اخراج اکثر ایک تصور سے منسلک ہوتا ہے جسے "معاشرتی درد" یا "معاشرتی انکار" کہا جاتا ہے۔ ماہر نفسیات سماجی اخراج کے لئے نیورو بائیولوجیکل رد عمل بشمول معاشرتی درد کی پروسیسنگ میں شامل دماغ کے حصے کی تلاش کرتے ہیں۔ نیورو امیجنگ تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے مطالعہ اس بات کی

بصیرت فراہم کرتا ہے کہ دماغ کس طرح معاشرتی اخراج کا جواب دیتا ہے، جسمانی درد نیورو بائیولوجیکل پروسیسنگ کے ساتھ اوورلیپ کو اجاگر کرتا ہے۔

- باہمی تعلقات پر اثرات: سماجی اخراج کسی فرد کی باہمی تعلقات بنانے اور برقرار رکھنے کی صلاحیت پر اثرانداز ہو سکتا ہے۔ ماہرین نفسیات اس بات کی جانچ پڑتال کرتے ہیں کہ کس طرح اخراج کے تجربات سماجی انخلا، دوسروں پر اعتماد کرنے میں مشکلات، اور نئے روابط قائم کرنے میں چیلنجوں کا باعث بن سکتے ہیں۔

- مقابلہ کرنے کا طریقہ کار: افراد سماجی اخراج سے نمٹنے کے لئے مختلف طریقوں کا استعمال کرتے ہیں۔ ماہر نفسیات ان حکمت عملیوں کی تحقیقات کرتے ہیں جنہیں لوگ استعمال کرتے ہیں، جیسے معاشرتی حمایت حاصل کرنا، خود کی تصدیق میں مشغول ہونا، یا ایسی سرگرمیوں میں مشغول ہونا جو اہلیت اور کنڑول کے احساس کو بحال کرتی ہیں۔ معاشرتی اخراج کا سامنا کرنے والے افراد کی مدد کرنے والی مداخلتوں کو ڈیزائن کرنے کے لئے مقابلہ کرنے کے میکانزم کو سمجھنا ضروری ہے۔

- ترقیاتی امور: ماہرین نفسیات اس بات پر بھی غور کرتے ہیں کہ بچپن، نو بالغ یا بلوغت جیسے مختلف ترقیاتی مراحل کے دوران معاشرتی اخراج کے تجربات کس طرح کسی فرد کی نفسیاتی فلاح و بہبود پر دیرپا اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ سماجی اخراج کے ابتدائی تجربات شخصیت کی نشو ونما، باہمی مہارتوں اور مقابلہ کرنے کی حکمت عملی کو تشکیل دئے سکتے ہیں۔

ان نفسیاتی جہتوں کی جانچ پڑتال کر کے، محققین اور پریکٹیشنرز انفرادی سطح کے عمل میں بصیرت حاصل کرتے ہیں جو معاشرتی اخراج کی مجموعی تفہیم میں کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر علاج کی مداخلت، مشاورت کی حکمت عملی، اور معاشرتی اخراج کا سامنا کرنے والے افراد میں لچک کی ترقی کو مطلع کرنے میں مدد کرتا ہے۔

6.18 معاشی نقطہ نظر/Economic Perspective

معاشی نقطہ نظر سے، معاشرتی اخراج کا تجزیہ اس لحاظ سے کیا جاتا ہے کہ کس طرح معاشی ڈھانچے، پالیسیاں اور عمل معاشرے کے اندر کچھ افراد یا گروہوں کو پسماندہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجی اخراج پر معاشی نقطہ نظر کے اہم پہلو یہ ہیں:

- آمدنی اور دولت میں عدم مساوات: معاشی اخراج اکثر آمدنی اور دولت میں نمایاں فرق کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ کم آمدنی اور کم اثاثوں والے افراد یا گروہوں کو ضروری وسائل، مواقع اور خدمات تک رسائی میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جس سے ان کا معاشرتی اخراج بڑھ سکتا ہے۔

- لیبر مارکیٹ کی حرکیات: روزگار تک رسائی معاشی شمولیت کا ایک اہم پہلو ہے۔ معاشی اخراج اس وقت ہوتا ہے جب کچھ افراد یا گروہوں کو لیبر مارکیٹ میں داخل ہونے یا آگے بڑھنے میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امتیازی سلوک، مہارت کی کمی اور غیر مساوی مواقع جیسے عوامل اس اخراج میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

- تعلیمی عدم مساوات: تعلیم معاشی نتائج کا ایک اہم فیصلہ کن ہے۔ معیاری تعلیم تک محدود رسائی، خاص طور پر پسماندہ گروہوں کے لئے، بہتر ملازمت کے مواقع اور سماجی نقل و حرکت کے لئے ضروری مہارتوں کو حاصل کرنے کی افراد کی صلاحیت میں رکاوٹ ڈالنا معاشی اخراج کا باعث بن سکتی ہے۔

- مالی اخراج: معاشی اخراج اس وقت ہو سکتا ہے جب افراد یا برادریوں کو باضابطہ مالیاتی خدمات، جیسے بینکنگ، کریڈٹ اور انشورنس تک رسائی حاصل نہ ہو۔ مالی اخراج بچت، سرمایہ کاری، اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی صلاحیت کو محدود کر سکتا ہے، جس سے معاشرتی عدم مساوات کو زیادہ دنوں تک برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

- رہائش اور مقامی عدم مساوات: ہاؤسنگ پالیسیاں اور مارکیٹ کی حرکیات معاشی اخراج میں حصہ ڈال سکتی ہیں۔ اچھی طرح سے منسلک علاقوں میں سستی رہائش تک محدود رسائی افراد کی ملازمت کے مواقع، تعلیم اور ضروری خدمات سے قربت کو متاثر کر سکتی ہے، جس سے ان کے معاشی امکانات متاثر ہو سکتے ہیں۔

- گلوبلائزیشن اور اقتصادی پسماندگی: اقتصادی گلوبلائزیشن مواقع اور چیلنجز دونوں کا باعث بن سکتا ہے۔ اگرچہ یہ اقتصادی ترقی پیدا کر سکتا ہے، لیکن یہ کچھ صنعتوں یا خطوں کی پسماندگی میں بھی حصہ ڈال سکتا ہے۔ زوال پذیر صنعتوں میں کام کرنے والے افراد کو معاشی اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کیونکہ ملازمتیں دوسرے خطوں یا ممالک میں منتقل ہوتی ہیں۔
- سماجی پالیسیاں اور فلاحی نظام: سماجی پالیسیوں اور فلاحی نظاموں کا ڈیزائن اور تاثیر معاشی اخراج سے نمٹنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایسی پالیسیاں جو تحفظ کا نیٹ، سستی صحت کی دیکھ بھال، اور کمزور آبادیوں کے لئے مدد فراہم کرتی ہیں، سماجی شمولیت پر معاشی عدم مساوات کے اثرات کو کم کر سکتی ہیں۔

- انٹرپرینیورشپ اور اقتصادی بااختیاری:انٹرپرینیورشپ کو فروغ دینا، خاص طور پر پسماندہ گروہوں کے درمیان، معاشی شمولیت کی حکمت عملی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ سرمائے، تربیت اور معاون کاروباری ماحول تک رسائی افراد کو کاروبار شروع کرنے اور برقرار رکھنے کے ذریعے معاشی اخراج پر قابو پانے کے لئے بااختیار بنا سکتی ہے۔
- ڈیجیٹل تقسیم: ڈیجیٹل تقسیم، جس کی خصوصیت ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل مہارتوں تک رسائی میں عدم مساوات ہے، معاشی اخراج میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے۔ڈیجیٹل طور پر چلنے والی معیشت میں، ٹیکنالوجی تک رسائی سے محروم افراد کو معلومات، تعلیم اور ملازمت کے مواقع تک رسائی میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔
- معاشی اخراج کی تفریق: معاشی اخراج کی تفریق کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ نسل، جنس، قوم اور معذوری جیسے عوامل کی بنیاد پر افراد کو متعدد قسم کے اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جس سے ان کے معاشی امکانات مزید پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔

ان اقتصادی جہتوں کا جائزہ لے کر، پالیسی ساز اور محققین ان نظامی عوامل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو معاشرتی اخراج میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشی نقطہ نظر سے مداخلت میں اکثر ساختی عدم مساوات کو دور کرنا، تعلیم اور روزگار تک رسائی کو بہتر بنانا، اور ایسی پالیسیوں کو نافذ کرنا شامل ہوتا ہے جو معاشرے کے تمام ممبروں کے لئے معاشی مواقع کو فروغ دیتی ہیں۔

7.18 سیاسی نقطہ نظر/Political Perspective

سیاسی نقطہ نظر سے، معاشرتی اخراج کا تجزیہ طاقت کی حرکیات، سیاسی ڈھانچے اور پالیسیوں کے لحاظ سے کیا جاتا ہے جو معاشرے کے اندر مخصوص افراد یا گروہوں کو پسماندہ کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ سیاسی عمل اور فیصلے وسائل، نمائندگی اور مواقع کی تقسیم پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، شمولیت اور اخراج کے نمونوں کو تشکیل دے سکتے ہیں۔ سماجی اخراج کے بارے میں سیاسی نقطہ نظر کے اہم پہلو یہ ہیں:

- طاقت کے ڈھانچے اور حرکیات: پولیٹیکل سائنسدان اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ معاشرے کے اندر طاقت کی تقسیم کیسے ہوتی ہے اور کس طرح کچھ گروہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ سیاسی اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ سماجی اخراج اکثر غیر مساوی طاقت کی حرکیات کا نتیجہ ہوتا ہے، جہاں پسماندہ گروہوں کی فیصلہ سازی کے عمل میں محدود نمائندگی اور اثر و رسوخ ہوتا ہے۔

- نمائندگی اور شرکت: سیاسی اخراج اس وقت ہو سکتا ہے جب بعض گروہوں کی
- سیاسی اداروں میں نمائندگی کی کمی ہو یا انہیں سیاسی عمل میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ محدود سیاسی نمائندگی کے نتیجے میں ایسی پالیسیاں بن سکتی ہیں جو پسماندہ برادریوں کی ضروریات اور خدشات کو مناسب طریقے سے حل نہیں کرتی ہیں۔

- امتیازی پالیسیاں: سیاسی فیصلے اور پالیسیاں یا تو سماجی اخراج میں حصہ ڈال سکتی ہیں یا اسے کم کر سکتی ہیں۔ امتیازی قوانین یا پالیسیاں جو نسل، صنف، یا سماجی و اقتصادی حیثیت جیسے عوامل کی بنیاد پر مخصوص گروہوں کو نقصان پہنچاتی ہیں، اخراج کے نمونوں کو تقویت دے سکتی ہیں۔

- انسانی حقوق اور سماجی انصاف: ایک سیاسی نقطہ نظر سماجی اخراج کو حل کرنے میں انسانی حقوق اور سماجی انصاف کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ایسی پالیسیاں جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہیں یا ناانصافیوں کو برقرار رکھتی ہیں وہ منظم طور پر اخراج کا باعث بن سکتی ہیں، اور ان مسائل کو درست کرنے کے لئے سیاسی اقدامات ضروری ہیں۔

- ادارہ جاتی امتیاز: سیاسی ڈھانچے اور ادارے مخصوص گروہوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے والے طریقوں کے ذریعے سماجی اخراج کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اس میں مجرمانہ انصاف کے نظام، تعلیمی نظام اور دیگر اداروں کے اندر امتیازی سلوک شامل ہیں جو پسماندہ برادریوں کو غیر متناسب طور پر متاثر کر سکتے ہیں۔

- پالیسی کی وکالت اور سماجی تحریکیں: سیاسی عمل میں اکثر سماجی اخراج سے نمٹنے کے لئے پالیسی تبدیلیوں کی وکالت شامل ہوتی ہے۔ سماجی تحریکیں اور سیاسی سرگرمی امتیازی پالیسیوں کو چیلنج کرنے، نمائندگی کا مطالبہ کرنے اور جامع سیاسی ایجنڈے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

- سیاسی تجزیے میں تفریق: سماجی اخراج کے بارے میں ایک سیاسی نقطہ نظر انٹر سیکشن کو مد نظر رکھتا ہے، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ افراد کو نسل، صنف، طبقہ اور جنسیت جیسے مختلف عوامل کی بنیاد پر متعدد اقسام کے اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ سیاسی تجزیے جو ان الگ الگ شناختوں پر غور کرتے ہیں وہ معاشرتی اخراج کی زیادہ باریک تفہیم فراہم کرتے ہیں۔

- گلوبل گورننس اور بین الاقوامی تعلقات: سماجی اخراج انفرادی اقوام تک محدود نہیں ہے، بلکہ ایک سیاسی نقطہ نظر عالمی حکمرانی تک پھیلا ہوا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات، تجارتی پالیسیاں اور عالمی طاقت کے ڈھانچے عالمی سطح پر مخصوص ممالک اور آبادیوں کو پسماندہ کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

- لامرکزیت اور مقامی حکمرانی: مقامی سطح پر گورننس کی جانچ پڑتال بہت ضروری ہے۔ لامرکزیت کی پالیسیاں اور مقامی گورننس کے ڈھانچے یا تو کمیونٹی کو بااختیار بنانے اور انکے شمولیت میں اضافہ کر سکتے ہیں یا اخراجی طریقوں کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔
- پالیسی کے نفاذ اور اثرات کا جائزہ: پولیٹیکل سائنسدان اس بات کا مطالعہ کرتے ہیں کہ پالیسیوں کو کس طرح نافذ کیا جاتا ہے اور مختلف سماجی گروہوں پر ان کے کیا کیا اثرات ہیں۔ پالیسیوں کے نتائج کا جائزہ لینے سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ آیا وہ معاشرتی شمولیت میں حصہ ڈالتے ہیں یا خارجی حرکیات کو تقویت دیتے ہیں۔

ان سیاسی جہتوں کا جائزہ لے کر، اسکالرز اور پالیسی ساز سماجی اخراج کے سیاسی محرکات کی نشاندہی کرنے اور ان سے نمٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیاسی مداخلتوں میں پالیسی تبدیلیاں، قانونی اصلاحات، اور پسماندہ گروہوں کی سیاسی نمائندگی اور شرکت کو بڑھانے کی کوششیں شامل ہو سکتی ہیں، جو بالآخر ایک زیادہ جامع اور منصفانہ معاشرے کو فروغ دیتی ہیں۔

8.18 انٹر سیکشنلٹی/Intersectionality

انٹر سیکشنلٹی ایک ایسا تصور ہے جو فیمنسٹ تھیوری میں پیدا ہوا اور اس کے بعد سے مختلف شعبوں بشمول سماجیات، پولیٹیکل سائنس، اور نفسیات پر لاگو کیا گیا ہے۔ اس میں نسل، صنف، طبقہ، جنسیت اور معذوری جیسے سماجی زمروں کی باہم مربوط نوعیت پر زور دیا گیا ہے، اور یہ کہ وہ استحقاق اور جبر کے منفرد اور پیچیدہ نظاموں کو تخلیق کرنے کے لئے کس طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ انٹر سیکشنلٹی نقطہ نظر سے، معاشرتی اخراج کو سمجھنے میں یہ تسلیم کرنا شامل ہے کہ افراد کو بیک وقت نقصان اور امتیازی سلوک کی متعدد شکلوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ سماجی اخراج کے بارے میں انٹر سیکشنلٹی نقطہ نظر کے اہم پہلو درج ذیل ہیں:

- شناخت کی متعدد جہتیں: انٹر سیکشنلٹی اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ افراد متعدد سماجی شناختوں کے حامل ہوتے ہیں جو آپس میں جڑے ہوتے ہیں اور تعامل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک شخص کو نہ صرف ان کی جنس کی بنیاد پر بلکہ ان کی نسل، سماجی واقتصادی حیثیت، یا دیگر شناخت کے نشانات کی وجہ سے بھی معاشرتی اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

- مجموعی نقصانات: انٹر سیکشنلٹی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ افراد کو درپیش نقصانات مجموعی ہیں۔ مختلف پسماندہ شناختوں کے امتزاج کے نتیجے میں معاشرتی اخراج کے تجربات ہو سکتے ہیں جو ہر شناخت کو الگ تھلگ رکھنے کے مقابلے میں زیادہ پیچیدہ اور شدید ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا ہونے والی شناخت رکھنے والے افراد کو سماجی اخراج کے انوکھے تجربات ہو سکتے ہیں

جنہیں ہر شناخت کو الگ الگ جانچ کر مکمل طور پر سمجھا نہیں جا سکتا ہے۔ انٹر سیکشنلٹی ان متنوع تجربات کو پہچاننے اور تصدیق کرنے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

- پیچیدہ پاور ڈائنامکس: طاقت کی حرکیات کثیر جہتی ہیں اور شناخت کے چوراہوں کی بنیاد پر مختلف ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، کالے رنگ کی عورت کو سفید فام عورت یا کالے رنگ کے مرد کے مقابلے میں مختلف طاقت کی حرکیات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ معاشرتی اخراج کا جامع تجزیہ کرنے کے لئے ان پیچیدگیوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

- ساختی عدم مساوات: انٹر سیکشنلٹی سماجی اخراج کی ساختی اور منظم نوعیت کی طرف توجہ مبذول کرواتی ہے۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ سماجی ڈھانچے اور ادارے آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تشخص کی بنیاد پر عدم مساوات کی افزائش میں کردار ادا کرتے ہیں۔

- پالیسی کے مضمرات: پالیسی کے نقطہ نظر سے، انٹر سیکشنلٹی ایسی مداخلتوں کا مطالبہ کرتی ہے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے افراد کی منفرد ضروریات پر غور کرتی ہیں۔ ایسی پالیسیاں جو شناخت کی ایک جہت کو حل کرتی ہیں وہ سماجی اخراج کا مؤثر طریقے سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی ہیں۔

- سماجی تحریکیں اور وکالت: انٹر سیکشنلٹی سماجی تحریکوں اور وکالت کی کوششوں کو اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے آگاہ کرتی ہے کہ ایک طرح کا نقطہ نظر ناکافی ہے۔ وہ تحریکیں جو ایک بین الاقوامی نقطہ نظر اختیار کرتی ہیں وہ مختلف پسماندہ گروہوں کو درپیش اخراج کے متنوع تجربات سے نمٹنے کے لئے زیادہ جامع اور بہتر طور پر لیس ہیں۔

- شمولیت کی کوششوں کا تنقیدی تجزیہ: شمولیت کے اقدامات کو ایک انٹر سیکشنل نقطہ نظر کے ذریعے تنقیدی طور پر جانچنے کی ضرورت ہے۔ یہ سمجھنا کہ یہ کس طرح مختلف شناختیں وسائل، مواقع اور نمائندگی تک کسی شخص کی رسائی کو آپس میں جوڑتی ہیں اور متاثر کرتی ہیں، اس سے شمولیت کی کوششوں کی تاثیر کا جائزہ لینے میں مدد ملتی ہے۔

- تحقیق کا طریقہ کار: انٹر سیکشنلٹی محققین کو زیادہ باریک اور جامع تحقیقی طریقوں کو اپنانے کے لئے چیلنج کرتی ہے۔ اس میں اعداد و شمار کا تجزیہ کرنے کے لئے انٹر سیکشنل فریم ورک کا استعمال کرنا، مطالعہ میں متنوع نمائندگی کو یقینی بنانا، اور مختلف شناختوں والے افراد کے انوکھے تجربات پر غور کرنا شامل ہو سکتا ہے۔

- عالمی اور تاریخی سیاق وسباق: انٹر سیکشنلٹی نقطہ نظر انفرادی تجربات سے بہت آگے پھیلا ہوا ہے اور عالمی اور تاریخی سیاق وسباق پر غور کرتا ہے۔ اس میں تسلیم کیا گیا ہے کہ سماجی اخراج تاریخی وراثت اور عالمی طاقت کے ڈھانچے سے تشکیل پاتا ہے، جو مختلف شناختوں کی بنیاد پر افراد کو مختلف انداز میں متاثر کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انٹر سیکشنلٹی نقطہ نظر سماجی شناختوں کی باہم مربوط نوعیت اور ان پیچیدہ طریقوں کو اجاگر کرکے معاشرتی اخراج کے بارے میں ہماری تفہیم کو بہتر بناتا ہے جس میں افراد استحقاق اور جبر کا سامنا کرتے ہیں۔ زیادہ جامع پالیسیاں تیار کرنے، سماجی انصاف کو فروغ دینے اور سماجی اخراج کا سامنا کرنے والوں کے تجربات کی گہری تفہیم کو فروغ دینے کے لئے ان مختلف جہتوں کو تسلیم کرنا اور ان سے نمٹنا ضروری ہے۔

9.18 کھپت میں سماجی اخراج /Social Exclusion in Consumption

سماجی اخراج کو اب تک لیبر مارکیٹ سے خارج کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، لیکن یہ سماجی اخراج کا صرف ایک حصہ ہے۔ لوگوں کو اپنی زندگی کے دوسرے حصوں میں، خاص طور پر کھپت کے شعبے میں، اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے ان میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ لوگ اس معاشرے کی روایتی کھپت کی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے قاصر ہیں جس میں وہ رہتے ہیں۔ سب سے واضح مثال بے گھری کی ہے، لیکن پائیدار اشیاء تک رسائی، کھانے کے اخراجات (غذائی مواد) اور تفریحی، ثقافتی اور تفریح کی سرگرمیوں سے متعلق اخراجات بھی اہم ہیں۔ ان میں سے آخری خاص طور پر بچوں والے خاندانوں سے متعلق ہے۔
اخراج کا اطلاق نہ صرف سامان پر بلکہ خدمات پر بھی ہو سکتا ہے۔ غریبوں کو انشورنس کور سے باہر رکھا جا سکتا ہے جہاں پوسٹ کوڈ کی بنیاد پر پریمیا سیٹ کیا جاتا ہے۔ بینک بینک اکاؤنٹ کھولنے یا کریڈٹ کارڈ جاری کرنے کے لئے اسی معیار پر انکار کر سکتے ہیں۔ یہ خدمات مقامی طور پر دستیاب نہیں ہوتی ہیں۔
کھپت میں اخراج کی ایک اچھی مثال ٹیلی فون ہے۔ ٹیلی فون کا خرچ برداشت کرنے سے قاصر شخص کو ایک ایسے معاشرے میں حصہ لینا مشکل لگتا ہے جہاں اکثریت کے پاس ٹیلی فون ہیں۔ بچوں کو کھیلنے کے لیے مدعو نہیں کیا جاتا، کیوں کہ پڑوسی اب بلاتے نہیں ہیں، وہ فون کرتے ہیں۔ خطوط اسی رابطے کو ان رشتہ داروں کے ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے جو دور چلے گئے ہیں۔ ملازمت کے لئے درخواست دینے والے شخص کو انٹرویو کے لئے نہیں بلایا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے براہ راست رابطہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔
جن حالات کے تحت سامان کی فراہمی کی جاتی ہے وہ ایک پہلو ہے جسے غربت کے تجزیے میں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ سپلائرز کے قیمتوں کے فیصلے اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ غریبوں کو کھپت کی اس جہت سے باہر رکھا گیا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنے والی فرموں (ایٹکنسن، 1995) کے ذریعہ کیے گئے انتخاب کی جانچ پڑتال کرتا ہے، تو یہ بالکل ممکن ہے کہ منافع کی زیادہ سے زیادہ قیمت مارکیٹ سے کچھ گاہکوں کو خارج کرتی ہے۔ اسی طرح، اس بات کی بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ کمپنیاں ان اشیاء کی خصوصیات کی فراہمی

جاری رکھیں گی جو غریب خرید نا چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کھانے پینے کی اشیاء کی چھوٹی مقدار، یا گوشت کے سستے کٹس خرید نا اب آسان نہیں ہے۔

صارفین کو خارج کرنا ایک خاص مسئلہ ہے جہاں سامان یا خدمت کی فراہمی عوامی سے نجی ہاتھوں میں منتقل ہو گئی ہے۔ فوائد کے کردار پر زور دیا جانا چاہئے، کیونکہ موجودہ حکومت کی پالیسی صرف لیبر مارکیٹ پر مرکوز ہے۔ کام سے آمدنی اہم ہے لیکن یہ واحد حل نہیں ہو سکتا ہے۔ سماجی تحفظ کی شکل پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے، لیکن اجتماعی اہتمام چاہے وہ سوشل انشورنس ہو یا شہریوں کی آمدنی یا شرکت کی آمدنی، معاشرتی انضمام کو یقینی بنانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔

10.18 اکتسابی نتائج /Learning Outcomes

اس اکائی میں سماجی اخراج کے مختلف پہلوؤں اور مختلف نقطہ نظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ معاشرتی اخراج کو سمجھنے اور اس سے نمٹنے کے لئے ایک جامع اور کثیر الجہات نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جو انفرادی، معاشرتی اور نظامی سطح پر مختلف عوامل کے باہمی تعامل پر غور کرتا ہے۔ انٹر سیکشنل تجزیہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ افراد کو نسل، صنف، طبقہ اور معذوری جیسے مختلف عوامل کی بنیاد پر سماجی اخراج کی متعدد شکلوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہ نقطہ نظر سماجی اخراج کی پیچیدگی اور جامع حل کی ضرورت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مؤثر مداخلتوں میں اکثر پالیسی تبدیلیوں، کمیونٹی کی شمولیت، اور امتیازی عقائد اور طریقوں کو چیلنج کرنے کی کوششوں کا مجموعہ شامل ہوتا ہے۔ حکومتیں اور تنظیمیں سماجی اخراج کو دور کرنے، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، رہائش اور دیگر ضروری خدمات تک مساوی رسائی کو فروغ دینے کے لئے پالیسیوں پر عمل درآمد کر سکتی ہیں۔ بااختیار بنانے کے پروگراموں اور کمیونٹی کے اقدامات کا مقصد سماجی تعلقات کو مضبوط بنانا، شمولیت کو فروغ دینا اور پسماندہ گروہوں کو درپیش مخصوص مسائل کو حل کرنا ہے۔

11.18 کلیدی الفاظ/Key Words

سماجی اخراج: سماجی اخراج وہ عمل ہے جس میں افراد کو ان کی مختلف شناخت کی بنیاد پر ان مختلف حقوق، مواقع اور وسائل سے روک دیا جاتا ہے (یا ان تک مکمل رسائی سے انکار کیا جاتا ہے) جو عام طور پر کسی مختلف گروہ کے اراکین کے لئے دستیاب ہوتے ہیں، اور جو اس مخصوص گروہ کے اندر سماجی انضمام اور انسانی حقوق کی پابندی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

فعال اخراج: فعال اخراج کا مطلب سرسری طور پر حکومتی پالیسیوں یا دیگر ذرائع سے بہت سے ضروری مواقع سے لوگوں کو جان بوجھ کر خارج کرنا ہے۔

غیر فعال اخراج: یہ اس سماجی عمل کے ذریعے کام کرتا ہے جس میں خارج کرنے کی کوئی جان بوجھ کر کوشش نہیں کی جاتی ہے، لیکن اس کے باوجود، یہ حالات کے ایک سیٹ سے لوگوں کو خارج کرنے کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

پاور ڈائنامکس: یہ تجزیہ کرتا ہے کہ کس طرح طاقت کے ڈھانچے اور مختلف عوامل مخصوص گروہوں کو خارج کرنے میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں اور نمائندگی، شرکت اور فیصلہ سازی کے امور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

12.18 اپنی معلومات کی جانچ/Test Your Knowledge

.1 سماجی اخراج سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2 . سماجی اخراج کے معاشی پہلو پر تبادلہ خیال کریں۔

.3 سماجی اخراج کے نفسیاتی پہلو پر روشنی ڈالیں۔

13.18 نمونہ امتحانی سوالات / Sample Questions for Examination

معروضی سوالات /Multiple Choice Questions

1. غربت کے تناظر میں سماجی اخراج کیا ہے؟
   a. صرف معاشی نقصان
   b. وسائل اور مواقع تک رسائی سے انکار
   c. صرف تعلیم کا فقدان
   d. عارضی مالی مشکلات
2. غربت کے بارے میں کون سا نقطہ نظر تعلیم، صحت اور معیار زندگی سمیت عوامل کے امتزاج پر زور دیتا ہے؟
   a. اقتصادی مرکوز نقطہ نظر
   b. کثیر جہتی غربت
   c. آمدنی پر مبنی ماڈل
   d. روایتی غربت کا نقطہ نظر
3. صلاحیتوں کے نقطہ نظر کے مطابق، غربت کا اندازہ اس بنیاد پر کیا جاتا ہے:
   a. صرف آمدنی کی سطح
   b. تعلیم تک رسائی
   c. قابل حصول کام کاج اور فلاح و بہبود
   d. روزگار کی حیثیت
4. غربت کے تناظر میں جامع ترقی کا مقصد یہ ہے:

a. دولت کو اشرافیہ کے درمیان مرکوز کرنا
b. معاشی ترقی سے مخصوص گروہوں کو خارج کرنا
c. معاشرے میں فوائد کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا
d. صرف اقتصادی اشاریوں پر توجہ مرکوز کرنا

5. سماجی اخراج کے تناظر میں، "ساختی اخراج" سے مراد ہے:

a. انفرادی انتخاب کی بنیاد پر امتیازی سلوک
b. منظم اور ادارہ جاتی عوامل
c. تعلیم تک محدود رسائی
d. ثقافتی اختلافات کی وجہ سے سماجی اخراج

6. غربت کی پیمائش کے بارے میں معاشی نقطہ نظر کیا تجویز کرتا ہے؟

a. صرف آمدنی کی بنیاد پر
b. سیاسی اثاثوں پر توجہ مرکوز کرنا
c. افراد کی صلاحیتوں اور کام کاج کی پیمائش
d. سماجی اور ثقافتی پہلوؤں کو نظر انداز کرنا

7. بنیادی طور پر سماجی اخراج کیا ہے؟

a. صرف معاشی عدم مساوات
b. وسائل اور مواقع تک رسائی سے انکار
c. ثقافتی اختلافات
d. سیاسی وابستگیاں

8. کون سا تصور سماجی اخراج کو سمجھنے میں نسل، صنف اور طبقے جیسے سماجی زمروں کی باہم مربوط نوعیت کو اجاگر کرتا ہے؟

a. سماجی سرمایہ

b. صلاحیت کا نقطہ نظر

c. انٹرسیکشنلٹی

d. معاشی مرکزیت

9. غربت کے بارے میں حقوق پر مبنی نقطہ نظر کس چیز پر زور دیتا ہے؟

a. انسانی حقوق کو نظر انداز کرنا

b. صرف معاشی عدم مساوات کو حل کرنا

c. غربت کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی سمجھنا

d. پالیسی مباحثوں سے پسماندہ گروہوں کو خارج کرنا

10. سماجی اخراج کے بارے میں معاشی نقطہ نظر کس چیز پر توجہ مرکوز کرتا ہے؟

a. ثقافتی اقدار اور اصول

b. پاور ڈائنامکس

c. امتیازی پالیسیاں

d. معاشی ڈھانچے اور عدم مساوات

درجہ ذیل کے سوالوں کے جواب تیس (۳۰) سطروں میں دیجئے۔

1. سماجی اخراج کے تصورات کی وضاحت کریں۔

2. سماجی اخراج کے مختلف پہلوؤں پر تنقیدی بحث کریں۔

3. سماجی اخراج کے بارے میں معاشرتی نقطہ نظر کا جائزہ لیں۔

درجہ ذیل کے سوالات کے جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجئے۔

1. کھپت میں سماجی اخراج کا تجزیہ کریں۔
2. سماجی اخراج میں انٹر سیکشن کی اہمیت پر تبادلہ خیال کریں۔
3. تنقیدی طور پر سماجی اخراج کے معاشی نقطہ نظر پر تبادلہ خیال کریں۔

14.18 تجویز کردہ مواد/**Suggested Readings**

Ahuja, Ram.1992. Social Problems in India. New Delhi: Rawat Publication
Ahuja, Ram. 2008. Indian Social System. Jaipur: Rawat Publication.
Behari, B. 1983. *Unemployment*, *Technology and Rural Poverty*, Vicaes Publishing House: New Delhi.
Dubey, S. C. (1992). *Indian Society.* New Delhi: National Book Trust.
Raab, E and Selznick, G. J. 1964. Major Social Problems. USA: Harper and Row.
Sen, Amartya. 2000. Social Exclusion: Concept, Application, and Scrutiny. Philippines: Asian Development Bank.
Shama G. L. (2015) Social Issues, Rawat Publication Jaipur, P. 419.

مصنف: ڈاکٹر بدر افشاں، اسسٹنٹ پروفیسر، سینٹر فار دی اسٹڈی آف سوشل ایکسکلوژن اینڈ انکلوسیو پالیسی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔
110025

اکائی۔19 امتیازی سلوک اور محرومی

Unit. 19 Discrimination and Deprivation

اکائی کے اجزا

0.19 تمہید
1.19 اغراض و مقاصد
2.19 امتیازی سلوک کی شکلیں
3.19 مذہبی اور سماجی امتیاز
4.19 صنفی امتیاز
5.19 امتیازی سلوک کے نتائج
6.19 محرومی کی شکلیں
7.19 سماجی محرومی
8.19 سیاسی محرومی
9.19 امتیازی سلوک اور محرومی کا مقابلہ کرنے کے لئے مطلوبہ حکمت عملی
10.19 اکتسابی نتائج
11.19 کلیدی الفاظ
12.19 اپنی معلومات کی جانچ
13.19 نمونہ امتحانی سوالات
14.19 تجویز کردہ مواد

0.19 تمہید/Introduction

امتیازی سلوک اور محرومی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تصورات ہیں جو افراد اور برادریوں کو متاثر کرتے ہیں، جس سے مواقع، وسائل اور حقوق تک غیر مساوی رسائی ہوتی ہے۔ یہ یونٹ ان تصورات کی کھوج کرتا ہے، ان کے مظاہر، نتائج اور ان سے نمٹنے کے طریقوں کے بارے میں بصیرت پیش کرتا ہے۔ امتیازی سلوک میں نسل، جنس، قومیت، مذہب، یا سماجی واقتصادی حیثیت جیسی مخصوص

خصوصیات کی بنیاد پر افراد یا گروہوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک شامل ہے۔ یہ غیر معمولی اعمال سے لے کر معاشرتی ڈھانچے میں سرایت کرنے والے لطیف تعصبات تک مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

ثقافت کے نقطہ نظر اور تعریف کے اندر، ایک سماجی گروہ کے طور پر ہندوستانی معاشرے میں صرف ایک ثقافت نہیں ہے، کیونکہ یہ معاشرہ متعدد نسلی، قومی، مذہبی اور ذات پات کے گروہوں پر مشتمل ہے جن کے اپنے عقائد، رسم ورواج، اقدار، آرٹ، تاریخ اور لوک داستانیں ہیں، اور یہ اپنے متعلقہ گروہوں کے ساتھ شناخت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ایک سماجی گروہ کی حیثیت سے ہندوستانی معاشرے میں تاریخ دانوں کے بیان کے برعکس کوئی ثقافتی یکسانیت نہیں ہے۔

'تنوع میں اتحاد' کا تصور، جس کا مطلب مختلف ثقافتی عناصر کے درمیان مکمل ہم آہنگی، امن اور ایڈجسٹمنٹ ہے، ہندو سماجی نظام کے متنی موقف کو قبول کرنے، اور ایک متفقہ ماڈل کی بنیاد پر ویدک صحیفوں کے لحاظ سے تجرباتی سماجی حقیقت کی وضاحت اور جواز پیش کرنے کے نقطہ نظر سے پیدا ہوتا ہے۔ 'تنوع میں اتحاد' کا تصور ہندوستان کی سماجی حقیقت کی غلط تفہیم کو جنم دیتا ہے۔

'تنوع میں اتحاد' کے برعکس ہندوستانی معاشرے میں نسلی تنوع ہے، جس کی وجہ سے اقلیتی گروہ تشکیل پاتے ہیں جو نہ صرف اپنے ارکان کی عددی طاقت کے لحاظ سے، بلکہ مختلف وسائل تک رسائی کے لحاظ سے بھی اکثریت گروہ سے مختلف ہیں۔ چونکہ معاشرے ان کے ارکان کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں، لہذا یہ واضح ہے کہ اکثریتی گروہ کی رائے اور اہمیت مقدم ہو گی۔ لہٰذا اکثریتی سماجی گروہ جنہوں نے اقتدار اور وقار کی نایاب اشیاء پر اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور اقلیتیں جن کے پاس ان وسائل کی کمی ہے، کے درمیان ایک باہمی جدلیاتی تعلق رہا ہے۔ محرومی ہندوستانی معاشرے میں انسانی رویوں کے ابھرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نسلی اقلیتوں کو سب سے زیادہ سماجی محرومی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص طور پر جب مذہبی صحیفے اور معاشرتی پابندیاں محرومیوں کی اجازت دیتی ہیں۔

محرومی ذات پات کے نظام اور ثقافتی نمونوں اور ثقافت کی مخصوص اشیاء پر فوری تصرف کی وجہ سے سماجی واقتصادی عدم مساوات کا نتیجہ ہے جو ہندوستانی معاشرے میں خاص طور پر فٹ ہے۔ روایتی ہندو سماج جو مختلف ذات پات کے گروہوں میں تقسیم ہے، ایک سماجی ادارہ ہے جو اپنے ممبروں میں اعلیٰ اور کم تر ہستیوں کو بڑھاوا دیتا ہے۔ یہ نظام جو اچھوتوں کو ذات پات کے اہرام میں سب سے نیچے رکھتا ہے، ذات پات کی عدم مساوات کے واضح اداروں میں سے ایک ہے، قانونی عدم مساوات کا نظام، درجہ بندی کے نظام کی ایک قسم، جس میں کردار اور حیثیت کی تقسیم اپنے اصولوں کے مطابق ہوتی ہے، جو ایک دوسرے کے حوالے سے افراد کے سماجی، معاشی، سیاسی اور رسمی ڈھانچے کا تعین کرتی ہے۔

ذات پات کا نظام درجہ بندی میں ایک موروثی گروہوں کا انتظام ہے، ایک ضروری منطقی نتیجہ کے طور پر ذات باپ سے بیٹے کو حوالے کردہ پیشے میں محدود کرتا ہے اور دوسری ذات کے ممبروں سے کھانے یا پانی کی قبولیت یا انکار کے بارے میں واضح قوانین کے تحت چلتا

ہے۔ ہندوستان میں ذات پات کے نظام نے ماضی، حال اور مستقبل پر، پاکیزگی اور آلودگی کی بنیاد پر زندگی کے تمام پہلوؤں پر اپنا اثر ڈالا ہے۔ پیدائش صرف فرد کی زندگی بھر کی سماجی حیثیت اور مختلف وسائل تک اس کی رسائی کا تعین کرتی ہے۔

ہندوستان کے آئین میں جن محروم لوگوں کو درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے طور پر بیان کیا گیا ہے وہ دراصل ہندو سماجی نظام میں نچلی ذات اور قبائل ہیں، جنہیں 'ذات پات سے محروم'، ذات پات سے باہر یا اچھوت سمجھا جاتا ہے اور صدیوں سے محرومی اور امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ تاریخی طور پر، وہ آدیواسی باشندوں سے پیدا ہوتے ہیں، جنہیں آریائی حملہ آوروں نے فتح کیا تھا اور غلام بنایا تھا۔

تاریخ میں پہلی بار اچھوتوں کو آزاد ہندوستان کے آئین میں دوسرے شہریوں کے مساوی درجہ دیا گیا ہے۔ انہیں مراعات یافتہ لوگوں کے ساتھ قدم ملا کر چلانے کی خواہش کے ساتھ ریزرویشن کی پالیسی متعارف کرائی گئی جس سے انہیں تعلیم اور ملازمتوں کا فائدہ حاصل ہوا۔ آزادی کے گزشتہ 75 سالوں میں بڑے پیمانے پر سماجی نقل و حرکت اور تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے اور ساتھ ہی محروم ذاتوں میں 'تعلیم یافتہ' کا ظہور ہوا ہے، جنہیں عام طور پر ریزرویشن کی بیساکھیوں پر ان کی نقل و حرکت کی وجہ سے معاشرے کی طرف سے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ چھوا چھوت کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے اور ذات پات کے نظام پر کھل کر عمل نہیں کیا جاتا ہے، لیکن کم از کم بڑے شہروں میں، انہیں الگ تھلگ کرنے اور الگ کرنے کے دیگر طریقے امریکہ میں غلامی کے خاتمے کی طرح ہیں، جہاں افریقی نژاد امریکیوں کے ساتھ ناانصافی شہری حقوق ایکٹ کی منظوری تک جاری رہا۔ 'محروموں کے درمیان تعلیم یافتہ' کے ابھرنے اور روایتی ناپاک پیشوں سے سفید پوش باعزت دفتری ملازمتوں کی طرف ان کے سفر نے ایک منصفانہ ماحول پیدا کیا ہے۔ انہیں اس سفر میں مختلف نفسیاتی اور جسمانی کمزوریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ذہنی تناؤ پیدا ہوتے ہیں۔

1.19 اغراض ومقاصد/Aims and Objectives

اس اکائی میں ہم ہندوستانی سماج میں صدیوں سے چلے آرہے امتیازی سلوک اور محرومی کے نظام (discrimination and deprivation) پر روشنی ڈالیں گے اور اس اکائی کے مطالعہ سے آپ کو درج ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہونگی۔

اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- معاشرے میں امتیازی سلوک اور محرومی کے تصور کی وضاحت کر سکیں؛

- امتیازی سلوک اور محرومی کے مختلف شکلوں پر تبادلہ خیال کر سکیں؛
- سماجی واقتصادی اور صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کی نوعیت اور وسعت کو بیان کر سکیں؛
- معاشرے میں امتیازی سلوک کو درست کرنے اور پھیلنے سے روکنے کی حکمت عملی پر تبادلہ خیال کر سکیں۔

2.19 امتیازی سلوک کی شکلیں / Forms of Discrimination

امتیازی سلوک مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، جس میں واضح اعمال سے لے کر زیادہ لطیف، منظم تعصبات تک شامل ہیں۔ ذیل میں امتیازی سلوک کی کچھ عام شکلوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

- انفرادی امتیاز: انفرادی امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب ایک شخص مخصوص خصوصیات جیسے نسل، جنس، مذہب، قوم، یا جنسی رجحان کی بنیاد پر دوسرے کے ساتھ غیر منصفانہ یا غیر موافق سلوک کرتا ہے۔ ذاتی تعصبات امتیازی اقدامات یا تبصروں کا باعث بنتے ہیں۔ کسی کو ملازمت پر رکھنے سے انکار کرنا یا ذاتی تعصبات کی بنیاد پر غیر مساوی مواقع فراہم کرنا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

- ادارہ جاتی امتیاز: ادارہ جاتی امتیاز سے مراد تنظیموں اور اداروں کی پالیسیوں، طریقہ کار، یا ڈھانچوں میں شامل امتیازی طرز عمل ہے۔ اداروں کے اندر متعصبانہ پالیسیاں یا طرز عمل جو عدم مساوات کو برقرار رکھتے ہیں، اسکے ذمہ دار ہیں۔ ایک کمپنی کی بھرتی کی پالیسیاں جو متعصبانہ معیار کی وجہ سے غیر ارادی طور پر مخصوص گروہوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ نظامی امتیاز، جسے ساختی یا ادارہ جاتی امتیاز بھی کہا جاتا ہے، میں امتیازی سلوک کے وسیع پیمانے پر نمونے شامل ہیں جو معاشرتی اصولوں، قوانین اور ڈھانچوں میں شدت سے سرایت کرتے ہیں۔ وسیع پیمانے پر معاشرتی اصول اور ڈھانچے جو مخصوص گروہوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ تاریخی پالیسیاں جنہوں نے بعض نسلی یا قومی گروہوں کو غیر متناسب طور پر متاثر کیا، جس سے طویل مدتی عدم مساوات پیدا ہوئی۔

- براہ راست امتیازی سلوک: براہ راست امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب کسی فرد یا گروہ کے ساتھ محفوظ خصوصیت کی بنیاد پر کم موافق سلوک کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو اس کی جنس یا معذوری کی وجہ سے واضح طور پر کسی خدمت یا موقع فراہم کرنے سے انکار کرنا۔

- بالواسطہ امتیاز: بالواسطہ امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب غیر جانبدار نظر آنے والی پالیسیاں یا طرز عمل غیر متناسب طور پر کسی خاص گروہ کو متاثر کرتے ہیں، جس سے انہیں نقصان ہوتا ہے۔ کسی ایسی ملازمت کے لئے ایک خاص سطح کی تعلیم کا مطالبہ جو پوزیشن سے متعلق نہیں ہے، اس سے ان لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے جن کے پاس تعلیم تک رسائی نہیں ہو سکتی ہے۔

- مائکروایگریشنز: مائکروایگریشنز لطیف، اکثر غیر ارادی، زبانی یا غیر زبانی اشارے یا توہین آمیز پیغامات ہیں جو امتیازی رویوں کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے تبصرے یا لطیفے بنانا جو کسی شخص کو اس کی شناخت کی بنیاد پر دقیانوسی یا حاشیے پر ڈالتے ہیں۔

- نسلی امتیاز: نسلی امتیاز میں کسی کے ساتھ اس کی نسل یا قومیت کی بنیاد پر نامناسب سلوک شامل ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے نسلی پروفائلنگ ثبوت کے بجائے دقیانوسی تصورات پر مبنی ہوتا ہے۔

- عمر کا امتیاز: عمر کے امتیاز میں کسی کے ساتھ اس کی عمر کی وجہ سے غیر منصفانہ یا غیر موافق سلوک شامل ہے۔ کسی کو ان کی عمر سے متعلق دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر ملازمت پر نہ رکھنا یا اسے فروغ نہ دینا۔

- معذوری کا امتیاز: معذوری کا امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب معذور افراد کے ساتھ غیر معذور افراد کے مقابلے میں کم موافق سلوک کیا جاتا ہے۔ معذور ملازمین کے لئے مناسب رہائش فراہم کرنے میں ادارے ناکام ہوتے ہیں۔

- ایل جی بی ٹی کیو + امتیازی سلوک: افراد کے خلاف ان کے جنسی رجحان یا صنفی شناخت کی بنیاد پر امتیازی سلوک شامل ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو ان کی ایل جی بی ٹی کیو + حیثیت کی وجہ سے خدمات یا مساوی سلوک سے انکار کرنا۔

یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ امتیازی سلوک مختلف طریقوں سے ظاہر ہو سکتا ہے اور افراد کے شناخت کی متعدد جہتوں پر اثر انداز کر سکتا ہے۔ امتیازی سلوک سے نمٹنے کے لئے آگاہی، تعلیم اور مساوات اور شمولیت کو فروغ دینے کے لئے فعال کوششوں کی ضرورت ہے۔

3.19 مذہبی اور سماجی امتیاز / Religious And Social Discrimination

مذہبی امتیاز میں لوگوں کے ساتھ ان کے مذہبی عقائد کی بنیاد پر غیر منصفانہ سلوک شامل ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو ان کی مذہبی رسومات کی وجہ سے سماجی سرگرمیوں سے باہر رکھنا۔ نوآبادیاتی ہندوستان کی سماجی تاریخ مذہب اور قائم شدہ سماجی اقدار کے نام پر اچھوتوں اور دیگر نچلی ذاتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ گاؤں اور شہری علاقوں میں برہمنی غلبہ اور اونچی ذاتوں کی رسمی پاکیزگی کو متعدد طریقوں سے برقرار رکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اصلاح پسندوں نے ذات پات کی پابندیوں کو توڑنے کی کوشش کی، تب بھی یہ مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر، ۱۹۲۰ کی دہائی کے دوران آریہ سماج کی شدھی تحریک نے ذات پات کی تقسیم کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے طہارت کی تقریبات منعقد کی گئیں اور بین الذات کھانے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ حالانکہ سوامی شردھانند نے کہا کہ اگرچہ اونچی ذات کے لیڈر اس طرح کی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں لیکن وہ بین ذات کھانے کی تقریبات میں حصہ نہیں لیتے ہیں۔

ہندوستان کے بہت سے حصوں میں اچھوتوں کو مندروں اور دیگر مقدس مقامات میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ گاؤں میں انہیں صرف گاؤں کے رہائشی علاقے کے مضافات میں رہنے کی اجازت تھی۔ انہیں گاؤں کے کنوؤں سے پانی لانے کی اجازت نہیں تھی۔ نوآبادیاتی حکمرانی کے تحت، یہاں تک کہ جب نوآبادیاتی معیشت کے بڑھتے ہوئے معاشی اثر ورسوخ کے پیش نظر روایتی تعلقات ٹوٹ گئے، تب بھی یہ دیکھا گیا کہ نچلی ذاتوں کے لئے وسیع مواقع کے استعمال کو یقینی بنانے کے لئے عملی طور پر کوئی راستہ نہیں تھا کیونکہ ان کے پاس زمین اور دیگر غیر مادی وسائل کا کوئی حق نہیں تھا۔ مدراس، پنجاب اور مہاراشٹر میں کچھ افراد اور نچلی ذاتوں کے چھوٹے طبقوں نے اپنے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی تھی لیکن مجموعی طور پر انہیں تعلیم تک رسائی حاصل نہیں تھی۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس مناسب مہارتیں تھیں، تو فیکٹریوں میں انہیں صرف ان کاموں میں ملازمت دی جاسکتی تھی جو آلودگی پھیلانے والے سمجھے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر کانپور کے جالندھر میں بہت سے لوگ چمڑے کی دکانوں اور جوتے بنانے والی فیکٹریوں میں کام کرتے تھے لیکن اونچی ذاتوں نے ان سے دوری برقرار رکھی۔

استحصال کے شکار لوگوں میں یہ احساس بڑھ رہا تھا کہ ان کی گھٹیا رسمی حیثیت کی وجہ سے غالب اور طاقتور ذاتوں کی طرف سے ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ مغربی ہندوستان میں جیوتی باپھولے کے تحت ستیہ شودھکوں جیسی غیر برہمن تحریکوں اور بی آر امبیڈکر اور مہاتما گاندھی جیسے دیگر مصلحین اور رہنماؤں کی سرگرمیوں نے اس طرح کے شعور کو تیز کیا۔ مذکورہ بالا رجحانات کی مثال مہاراشٹر میں مہاروں کی پوزیشن کا تجزیہ کرکے دی جاسکتی ہے۔ گاؤں میں مہاروں کو چوکیدار، وال مینڈر، میسنجر، گاؤں کے سربراہوں کے نوکر اور سرکاری افسروں کے طور پر ملازم رکھا جاتا تھا۔ وہ مویشیوں کی لاشوں کو ہٹانے کے کام میں بھی مصروف تھے۔ مہاروں کے خاندانوں نے یہ فرائض ایک نسل سے دوسری نسل تک ادا کیے۔ انہیں اپنے ماتحت موقف پر سوال اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔

4.19 صنفی امتیاز/Gender Discrimination

صنفی امتیاز اس وقت ہوتا ہے جب افراد کے ساتھ ان کی جنس کی وجہ سے غیر منصفانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک طرح کے کام کے لئے مردوں اور عورتوں کے درمیان تنخواہوں میں فرق۔ صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک سے مراد ان افراد کے ساتھ ان کی جنس کی بنیاد پر غیر

منصفانہ یا غیر مساوی سلوک ہے، جو عام طور پر ایک صنف کو دوسری جنس پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ امتیازی سلوک کی ایک شکل ہے جس کی جڑیں سماجی، ثقافتی اور ساختی اصولوں میں ہیں جو افراد کو ان کی مبینہ صنف کی بنیاد پر مختلف کردار، ذمہ داریاں اور توقعات تفویض کرتی ہیں۔ متعدد مطالعات نے نوآبادیاتی ہندوستان میں صنفی تعلقات کی کھوج کی ہے۔ گھروں کے اندر خواتین کی حیثیت کو عام سطح پر ماتحتی سے نشان زد کیا گیا تھا۔ عوامی دائرے میں پدرشاہی یا پیٹریارکی کے ادارے اور قانونی مشینری نے اس ماتحتی کو مزید تقویت بخشی۔ رادھیکا سنگھا، تنیکا سرکار اور ٹمکم سنگاری نے اپنے کاموں میں ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اروشی بٹالیا نے خاص طور پر نشاندہی کی ہے کہ کس طرح فرقہ وارانہ فسادات نے خواتین کے جسم کی عصمت دری کی ہے۔ نوآبادیاتی دور میں پرنٹ میڈیا خاص طور پر اخبارات واضح طور پر اشارہ کرتے ہیں کہ خواتین کو بنیادی طور پر برادری اور قوم کی عزت کی علامت کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ انہیں آزاد افراد کے طور پر نہیں سمجھا جاتا تھا جو اپنی فطری صلاحیت کو عملی جامہ پہنانے کے قابل ہو۔ مردوں کے غلبے والے سماجی نظام میں، ان کی طرف سے ذات پات سے باہر یا مختلف مذہب کے مردوں کے ساتھ شادی کرنے کی کسی بھی کوشش نے بڑے پیمانے پر ناراضگی پیدا کی۔ خواتین کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خاندانی اور عوامی دونوں سطحوں پر سماجی امتیازی سلوک رواں رکھا گیا۔ ایک آزاد شناخت سے انکار خواتین کے تابع ہونے کے مترادف تھا۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ سماجی مذہبی اصلاحات کی تحریک بنیادی طور پر اونچی ذات کی خواتین کی حالت زار پر مرکوز تھی۔ معاشرے کے نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے خواتین اور مردوں کی حالت کو نظرانداز کیا گیا۔ یہاں خواتین کو کئی امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا، جو اونچی ذات کے اصولوں اور اقدار کو ختم کر کے رسم و رواج کے نام پر مسلط کیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ خواتین کی تعلیم پر دباؤ نے انہیں اپنے خوشحال گھرانوں کی بہتر بیویاں، مائیں اور مینیجر بننے کے قابل بنایا۔ سماجی مصلحین نے ایک مثالی سماجی دنیا کا تصور پیش کیا، جو اس حقیقی دنیا سے مختلف تھا جس میں وہ رہتے تھے۔ لہٰذا، ان کی اخلاقی دنیا قدامت پسند اور درجہ بندی پر مبنی تھی، ایک ایسا فریم ورک جس میں اونچی اور نچلی سطح کے لوگ شامل تھے۔ مردوں کے اس وژن میں خواتین کو عوامی مقامات کے حاشیے پر رکھا گیا تھا۔ انہیں گھریلو دائرے میں بھی ماتحت ہونا پڑتا تھا۔ کچھ معاملات میں، انہیں عیسائی مذہب میں تبدیل کرنے کا خوف تھا، جس کی وجہ سے خواتین کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے ادارہ جاتی اور تنظیمی نیٹ ورک تشکیل دیا گیا۔ ایسے اداروں میں نظریات، تعلیمی نصاب اور انتظامی ڈھانچے پر خواتین کا کوئی حقیقی حق نہیں تھا۔

بعض اوقات، جب اصلاح پسندوں نے 'مساوات کے سنہرے دور' کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی، ایک ایسا وقت جب عورتیں تعلیم یافتہ تھیں اور مردوں کے ساتھ رسومات میں برابر حصہ لے سکتی تھیں؛ اس طرح کی تقریروں میں بھی انہوں نے پتی ورتا کے روایتی اور قابل احترام آئیڈیل پر زور دیا ۔ عورتوں کے سماجی کردار کو اب بھی اونچی ذات، متوسط طبقے کی پدرشاہی اقدار نے ڈھالا ہے۔ مذہبی اور سماجی مباحثوں میں عورتوں کو مقدس مقام کے حاشیے پر ڈال دیا گیا۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ ان کی جنسیت، ان کی تفریح کی شکلیں اور ان کی عادات کو نسب کی روایات اور رسم و رواج کے نام پر کنٹرول کیا جاتا تھا۔ قوم پرست دانشوروں کے لئے خواتین کی وفاداری اور پاکیزگی کو برقرار رکھنے کے لئے اخلاقی اور جسمانی قید کے ذریعے گھریلو تشخص کو محفوظ بنانا خواتین کی تابعداری کا ایک نیا جواز بن گیا۔

جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک تمام صنفوں کے لوگوں کو متاثر کرتا ہے لیکن اکثر خواتین اور غیر بائنری افراد کے ساتھ غیر مساوی سلوک سے منسلک ہوتا ہے۔ جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک کے اہم پہلو یہ ہیں :

صنف کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی شکلیں: **Forms of Gender-based Discrimination**

- ملازمت کا امتیازی سلوک: ایک ہی کام کے لئے غیر مساوی تنخواہ، امتیازی بھرتی کے طریقے، یا صنف کی بنیاد پر کیریئر کی ترقی کے لئے محدود مواقع وغیرہ اسکی مختلف مثالیں ہیں۔

- صنفی دقیانوسی سوچ: توقعات کہ افراد کو روایتی صنفی کرداروں کے مطابق ہونا چاہئے، یہ اس بارے میں دقیانوسی تصورات کو تقویت دیتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔

- جنسی ہراسانی: کسی فرد کی جنس کی بنیاد پر کام کی جگہ یا دیگر ترتیبات میں ناپسندیدہ اور نامناسب جنسی پیش رفت، تبصرے، یا طرز عمل وغیرہ اسکی مختلف مثالیں ہیں۔

- تعلیمی امتیاز: تعلیمی مواد میں تعصب، مخصوص صنفوں کو مطالعے کے مخصوص شعبوں میں آگے بڑھنے سے حوصلہ شکنی، یا لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ناکافی وسائل وغیرہ اسکی مختلف مثالیں ہیں۔

- خواتین کے خلاف تشدد: گھریلو تشدد، جنسی حملہ، اور صنف کی بنیاد پر تشدد کی دیگر شکلیں غیر متناسب طور پر خواتین کو متاثر کرتی ہیں۔

- تولیدی حقوق اور امتیازی سلوک: خاندانی منصوبہ بندی، مانع حمل اور اسقاط حمل کی خدمات سمیت تولیدی صحت کی دیکھ بھال تک رسائی پر پابندیاں وغیرہ۔

- مواقع تک غیر مساوی رسائی: صنف کی بنیاد پر معاشی مواقع، صحت کی دیکھ بھال، یا سیاسی شرکت تک محدود رسائی وغیرہ۔

- غیر مساوی نمائندگی: قیادت کے عہدوں، فیصلہ سازی کے اداروں اور دیگر بااثر کرداروں میں خواتین کی کم نمائندگی وغیرہ اسکی مختلف مثالیں ہیں۔

- ڈریس کوڈ اور امتیازی سلوک: لباس کوڈ کو نافذ کرنا جو ایک صنف کو غیر متناسب طور پر متاثر کرتا ہے، ان کی اظہار رائے کی آزادی کو محدود کرتا ہے۔

صنفی بنیادوں پر امتیازی سلوک سے نمٹنے کے لئے افراد، برادریوں، تنظیموں اور پالیسی سازوں کی جانب سے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔ صنفی مساوات کو فروغ دے کر اور امتیازی سلوک کو چیلنج کر کے، معاشرے ایسے ماحول پیدا کرنے کے لئے کام کر سکتے ہیں جہاں صنف سے قطع نظر تمام افراد ترقی کر سکیں اور اپنی مکمل صلاحیت تک پہنچ سکیں۔

5.19 امتیازی سلوک کے نتائج/Consequences of Discrimination

امتیازی سلوک کے چند سماجی، نفسیاتی، تعلیمی اور معاشی اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

- معاشرتی اخراج: امتیازی سلوک کے نتیجے میں معاشرتی تنہائی پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ افراد ممکنہ بد سلوکی سے بچنے کے لئے معاشرتی تعاملات سے دستبردار ہو سکتے ہیں۔ منظم امتیاز بعض گروہوں کو پسماندہ کرنے کا باعث بن سکتا ہے، جس سے سماجی، معاشی اور سیاسی مواقع تک ان کی رسائی محدود ہو سکتی ہے۔ امتیازی سلوک مختلف سماجی، معاشی یا سیاسی شعبوں سے افراد یا برادریوں کو خارج کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

- عدم مساوات: امتیازی سلوک سماجی اور معاشی عدم مساوات کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ امتیازی سلوک افراد، برادریوں اور مجموعی طور پر معاشرے کے لئے نقصان دہ نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ نتائج ہدف بنائے گئے افراد پر فوری اثرات سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور وسیع تر سماجی، معاشی اور نفسیاتی چیلنجوں میں حصہ ڈالتے ہیں۔

- نفسیاتی اثرات: امتیازی سلوک ذہنی صحت، خود اعتمادی، اور مجموعی فلاح و بہبود کو منفی طور پر متاثر کر سکتا ہے۔ امتیازی سلوک تناؤ اور اضطراب کی سطح میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ افراد مسلسل ایسے ماحول میں رہتے ہیں جہاں انہیں تعصب یا جانبداری کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ امتیازی سلوک کے مسلسل تجربات اداسی، ناامیدی اور افسردگی کے احساسات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ امتیازی سلوک کا نشانہ بننے سے افراد کے اعتماد اور خود اعتمادی کو کافی حد تک نقصان پہنچ سکتا ہے۔

- معاشی عدم مساوات: روزگار اور تعلیمی مواقع میں امتیازی سلوک افراد کو وسائل تک رسائی سے روک سکتا ہے اور ان کی پیشہ ورانہ ترقی میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ امتیازی سلوک اجرت میں عدم مساوات کا باعث بنتا ہے، کچھ گروہ اپنے ہم منصبوں کے مقابلے میں ایک ہی کام کے لئے کم کماتے ہیں۔

- صحت کی عدم مساوات: امتیازی سلوک کے نتیجے میں دائمی تناؤ جسمانی صحت کے مسائل جیسے دل کے مسائل، ہائی بلڈ پریشر، اور کمزور مدافعتی افعال میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ امتیازی سلوک ذہنی صحت کی خرابیوں کی اعلی شرح سے بشمول اضطراب، افسردگی، اور پوسٹ ٹرومیٹک اسٹریس ڈس آرڈر (پی ٹی ایس ڈی) منسلک ہے۔

- تعلیمی عدم مساوات: تعلیمی ماحول میں امتیازی سلوک کم تعلیمی کارکردگی کا باعث بن سکتا ہے اور تعلیمی حصول میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ امتیازی سلوک ان طالب علموں میں اسکول چھوڑنے کی شرح میں اضافے کا سبب بن سکتا ہے جو ہمیشہ پسماندہ یا غیر منصفانہ سلوک محسوس کرتے ہیں۔

- باہمی تعلقات: امتیازی سلوک تعلقات میں تناؤ کا باعث بن سکتا ہے، جس سے خاندانوں، برادریوں اور کام کی جگہوں کے اندر عدم اعتماد، تنازعہ اور تناؤ کا شکار تعامل ہوتا ہے۔ امتیازی سلوک کا سامنا کرنا دوسروں کے بارے میں افراد کے تصورات کو متاثر کر سکتا ہے، جس سے ممکنہ تعصب کے بارے میں حساسیت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

- کمزور شہری شرکت: امتیازی سلوک افراد کو شہری سرگرمیوں بشمول ووٹنگ، وکالت، اور کمیونٹی کی شمولیت، میں فعال طور پر حصہ لینے میں حوصلہ شکنی کر سکتا ہے۔ مسلسل امتیازی سلوک معاشرتی اداروں پر اعتماد کو ختم کر سکتا ہے، جس سے ان ڈھانچوں کی شفافیت اور افادیت پر افراد کا اعتماد کم ہو سکتا ہے۔

- غربت کا سلسلہ: امتیازی سلوک تعلیمی اور معاشی مواقع تک رسائی کو محدود کر کے غربت کے سلسلے میں حصہ ڈال سکتا ہے، جس سے نسلوں میں نقصانات کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ منظم امتیازی سلوک سماجی نقل و حرکت میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے، جس سے افراد کے لئے اپنے معاشی حالات کو بہتر بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔

- کمیونٹی تناؤ: وسیع پیمانے پر امتیازی سلوک برادریوں کے اندر معاشرتی بے چینی اور تناؤ کا باعث بن سکتا ہے، جس سے تنازعات اور خلل پیدا ہوتا ہے۔ امتیازی سلوک ان بندھنوں کو کمزور کرتا ہے جو برادریوں کو ایک ساتھ رکھتے ہیں، جس سے سماج میں ہر طرح کے تقسیم میں اضافہ ہوتا ہے۔

امتیازی سلوک کے نتائج کو سمجھنا امتیازی سلوک کو دور کرنے اور ختم کرنے، مساوات کو فروغ دینے اور جامع ماحول پیدا کرنے کے لئے حکمت عملی تیار کرنے کے لئے اہم ہے۔امتیازی سلوک کا مقابلہ کرنے کی کوششوں کو، تفہیم کو فروغ دینے، تنوع اور شمولیت کو فروغ دینے اور عدم مساوات کو برقرار رکھنے والی نظامی رکاوٹوں کو ختم کرنے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔

6.19 محرومی کی شکلیں/ Forms of Deprivation

محرومی سے مراد ان ضروری وسائل، مواقع، یا حقوق کی کمی یا اسکا انکار ہے جو افراد یا برادریوں کو مہذب معیار زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ یہ اکثر امتیازی طرز عمل اور منظم عدم مساوات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

نسبتی محرومی بمقابلہ مطلق محرومی:۔
نسبتی محرومی کا ایک ہم منصب مطلق محرومی ہے۔ یہ دونوں ایک مخصوص ملک میں غربت کے پیمانے ہیں۔ مطلق محرومی ایسی حالت کو بیان کرتی ہے جس میں گھریلو آمدنی زندگی کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک اور رہائش کو برقرار رکھنے کے لئے درکار سطح سے نیچے آجاتی ہے۔ نسبتی محرومی غربت کی اس سطح کو بیان کرتی ہے جس پر گھریلو آمدنی ملک کی اوسط آمدنی سے ایک خاص فیصد تک گر جاتی ہے۔مثال کے طور پر، کسی ملک کی نسبتاً غربت کی سطح اس کی اوسط آمدنی کا 50 فیصد مقرر کی جاسکتی ہے۔ مطلق غربت کسی کی بقا کے لئے خطرہ بن سکتی ہے، جب کہ نسبتاً غربت اس کے معاشرے میں مکمل طور پر حصہ لینے کی صلاحیت کو محدود نہیں کر سکتی ہے۔

معاشی محرومی: معاشی محرومی سے مراد ان ضروری معاشی وسائل، مواقع اور اثاثوں کی کمی یا انکار ہے جو افراد یا برادریوں کو ایک مہذب معیار زندگی کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جہاں افراد یا گروہوں کو مالی مشکلات، معاشی مواقع تک محدود رسائی، اور معاشرے کی معاشی زندگی میں مکمل طور پر حصہ لینے میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ معاشی محرومی ایک کثیر جہتی تصور ہے جو معاشی خوشحالی کی مختلف جہتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ معاشی محرومی کے اہم پہلو اور نتائج یہ ہیں:

معاشی محرومی کے پہلو:

- روزگار کے مواقع: مستحکم اور معیاری روزگار کے مواقع تک محدود رسائی، بے روزگاری اور غیر یقینی روزگار معاشی عدم استحکام اور غربت کا باعث بن سکتے ہیں۔

- آمدنی میں عدم مساوات: معاشرے کے اندر آمدنی کی غیر مساوی تقسیم اسکے اہم پہلو ہیں۔ آمدنی میں عدم مساوات بعض گروہوں کے درمیان دولت کے ارتکاز کا باعث بن سکتی ہے، جس سے معاشی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔

- تعلیم تک رسائی: مالی رکاوٹیں معیاری تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت تک رسائی میں بھی رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ محدود تعلیمی مواقع کے نتیجے میں مہارت کی سطح کم ہو سکتی ہے اور معاشی ترقی کے امکانات کم ہو سکتے ہیں۔

- رہائش کی استطاعت: محروم افراد کو محفوظ، سستی اور مستحکم رہائش تک رسائی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رہائشی عدم استحکام اور بے گھری، مجموعی فلاح و بہبود کو متاثر کرتی ہے اور معاشی شراکت داری میں اضافی رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔
- مالیاتی خدمات تک رسائی: بینکاری، کریڈٹ اور مالیاتی خدمات تک محدود رسائی بھی معاشرے میں معاشی محرومی کے لئے ذمہ دار ہیں۔ مالی اخراج بچت، سرمایہ کاری اور معاشی سرگرمیوں کے شرکت میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔

- صحت کی دیکھ بھال تک رسائی: معاشی محرومی سستی اور معیاری صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی میں اہم رکاوٹیں ہیں۔ انہیں صحت کے خراب نتائج اور طبّی اخراجات کی وجہ سے بڑھتے ہوئے مالی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- کاروباری مواقع: انٹرپرینیورشپ اور کاروباری ملکیت کے محدود مواقع کے نتیجے میں دولت کی تخلیق اور معاشی بااختیاری کے امکانات میں کمی کا باعث بنیں گے۔

- سوشل سیفٹی نیٹ: ناکافی یا سماجی بہبود کے پروگراموں کی غیر موجودگی کی وجہ سے، معاشرے کے محروم طبقوں کو معاشی جھٹکوں اور کمزوریوں سے محدود تحفظ ملتا ہے، جس سے افراد حفاظتی نیٹ سے محروم رہ جاتے ہیں۔

معاشی محرومی کے نتائج:

- غربت: معاشی محرومی غربت کے تجربے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ معاشی محرومی کا سامنا کرنے والے افراد یا برادریاں بنیادی ضروریات جیسے خوراک، رہائش اور صحت کی دیکھ بھال کو پورا کرنے کے لئے مختلف قسم کی جدوجہد کر سکتے ہیں۔

- محدود معاشی نقل و حرکت: معاشی محرومی افراد کے اپنے معاشی حالات کو بہتر بنانے کی صلاحیت کو محدود کر سکتی ہے۔ سماجی اور معاشی نقل و حرکت کے محدود مواقع، نقصانات کے چکر کو برقرار رکھتا ہے۔

- سماجی اخراج: معاشی محرومی اکثر معاشرے کے مختلف پہلوؤں سے معاشرتی اخراج کا باعث بنتی ہے۔ مالی مشکلات کی وجہ سے افراد کو ثقافتی، تعلیمی اور تفریحی سرگرمیوں سے باہر رکھا جا سکتا ہے۔

- بڑھتی ہوئی کمزوری: معاشی محرومی افراد کو معاشی بحرانوں کا شکار بنا دیتی ہے۔ غیر متوقع حالات سے نمٹنے کی محدود صلاحیت، جیسے ملازمت کا نقصان یا صحت کی ہنگامی صورتحال وغیرہ۔

- عدم مساوات: معاشی محرومی معاشروں کے اندر معاشی عدم مساوات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دولت اور مواقع میں عدم مساوات سماجی بدامنی اور تناؤ کا باعث بن سکتی ہے۔

- معیار زندگی میں کمی: معاشی محرومی مجموعی فلاح و بہبود اور معیار زندگی کو کم کرتی ہے۔ وسائل اور مواقع تک محدود رسائی جسمانی اور ذہنی صحت، تعلیم اور مجموعی طور پر زندگی کے اطمینان کو متاثر کر سکتی ہے۔

معاشی محرومی کو دور کرنے کے لئے جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے جو جامع معاشی نظام کی تشکیل، مواقع تک مساوی رسائی کو فروغ دینے اور سماجی پالیسیوں کو نافذ کرنے پر توجہ مرکوز کرے جو کمزور افراد اور برادریوں کے لئے حفاظتی نیٹ فراہم کر سکیں۔ ان کوششوں کا مقصد عدم مساوات کو کم کرنا، معاشی خوشحالی کو بہتر بنانا اور زیادہ غیر جانبدارانہ اور منصفانہ معاشرے کو فروغ دینا ہے۔

7.19 سماجی محرومی/ Social Deprivation

سماجی محرومی سے مراد وہ حالت ہے جہاں افراد یا برادریوں کو معاشرے میں مکمل اور بامعنی شرکت کے لئے ضروری سماجی وسائل، مواقع اور رشتوں تک رسائی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس میں تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، کمیونٹی کی مصروفیت اور باہمی تعلقات سمیت سماجی بہبود سے متعلق متعدد عوامل شامل ہیں۔ سماجی محرومی افراد کے مجموعی معیار زندگی، ذہنی اور جذباتی بہبود، اور سماجی، ثقافتی اور شہری سرگرمیوں میں مشغول ہونے کی ان کی صلاحیت پر گہرے اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

سماجی محرومی کے نتائج:

- نفسیاتی اثرات: سماجی محرومی منفی نفسیاتی اثرات کا باعث بن سکتی ہے جیسے ذہنی صحت کے مسائل، بشمول افسردگی، اضطراب، اور تنہائی کے احساسات کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ سماجی محرومی صحت کے نتائج میں عدم مساوات کا باعث بنتی ہے۔

- محدود سماجی نقل و حرکت: سماجی محرومی کسی فرد کی سماجی اور معاشی طور پر ترقی کرنے کی صلاحیت کو محدود کر سکتی ہے۔ ذاتی اور پیشہ ورانہ ترقی اور اس ترقی کے لئے کم مواقع۔

- تعلیمی نقصان: معیاری تعلیم تک رسائی کی کمی معاشرتی نقصان کو برقرار رکھ سکتی ہے جو محدود تعلیمی حصول کا باعث بنے گی، جس سے مستقبل کے کیریئر کے امکانات میں رکاوٹ پیدا ہو گی۔

- سماجی اخراج: سماجی طور پر محروم افراد کو معاشرے کے مختلف پہلوؤں سے اخراج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جیسے ثقافتی، تفریحی ہے اور کمیونٹی سرگرمیوں میں محدود شرکت۔ سماجی طور پر محروم برادریاں چیلنجوں اور بحرانوں سے نمٹنے کے لئے جدوجہد کر سکتی ہیں جس کے نتیجے میں معاشرتی، معاشی یا ماحولیاتی چیلنجوں کا سامنا کرنے میں محدود کمیونٹی ہم آہنگی اور لچک پیدا ہو گی۔

- آنے والی نسلوں پر اثرات: سماجی محرومی کے بین النسل اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ سماجی طور پر محروم ماحول میں پیدا ہونے والے بچوں کو اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں جاری چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

سماجی محرومی کو دور کرنے کے لئے جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے جو جامع اور مساوی سماجی نظام کی تشکیل، کمیونٹی کی شمولیت کو فروغ دینے اور ایسی پالیسیوں کو نافذ کرنے پر توجہ مرکوز کرے جو معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں۔ کوششوں کا مقصد رکاوٹوں کو توڑنا، عدم مساوات کو کم کرنا اور افراد اور برادریوں کو سماجی اور ثقافتی طور پر پھلنے پھولنے کے مواقع پیدا کرنا، ہونا چاہئے۔

8.19 سیاسی محرومی / **Political Deprivation**

سیاسی محرومی سے مراد سیاسی نمائندگی اور فیصلہ سازی کے عمل تک محدود رسائی، سیاسی حقوق، شرکت اور نمائندگی سے انکار یا محدود رسائی ہے، جس کے نتیجے میں افراد یا گروہوں کو معاشرے کے اندر سیاسی عمل اور فیصلہ سازی کے میکانزم سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ سیاسی محرومی مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتی ہے، جس سے لوگوں کی اپنی رائے کا اظہار کرنے، پالیسی سازی میں حصہ لینے اور اپنی برادریوں کی حکمرانی میں حصہ لینے کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔ محرومی کی اس شکل کا سیاسی عدم مساوات، امتیازی سلوک اور بنیادی جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی کے مسائل سے گہرا تعلق ہے۔

سیاسی محرومی کے نتائج:

- جمہوریت کو کمزور کرنا: سیاسی محرومی جمہوری حکمرانی کے اصولوں کو ختم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں بالآخر نمائندگی، احتساب اور پوری آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے میں کمی واقع ہوتی ہے۔

- سماجی بے چینی اور عدم اطمینان: سیاسی محرومی سماجی عدم اطمینان اور بے چینی کا باعث بن سکتی ہے۔

- پسماندگی اور اخراج: سیاسی محرومی بعض افراد یا برادریوں کی پسماندگی کا باعث بنتی ہے۔ خارج کیے گئے گروہ خود کو حق تلفی کا شکار، محروم اور سیاسی عمل سے الگ تھلگ محسوس کر سکتے ہیں۔

- معاشی عدم مساوات: سیاسی فیصلے معاشی عدم مساوات کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ بعض گروہوں کو ایسی پالیسیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جو مراعات یافتہ افراد کی حمایت کرتی ہیں، جس سے معاشی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔

- انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں: سیاسی محرومی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے منسلک ہو سکتی ہے جسمیں آزادیوں اور حقوق کی خلاف ورزیاں، جمہوریت اور انصاف کے اصولوں کو پامال کرنا شامل ہیں۔

- اداروں پر اعتماد کا فقدان: سیاسی اخراج سیاسی اداروں پر عوام کے اعتماد کو ختم کرتا ہے جس کے نتیجے میں محروم شہریوں کا حکومت، انتخابی عمل اور مجموعی طور پر سیاسی نظام پر اعتماد کم ہو جاتا ہے۔

سیاسی محرومی کو دور کرنے میں جمہوری اصولوں کی وکالت کرنا، جامع سیاسی شرکت کو فروغ دینا اور امتیازی سلوک کو چیلنج کرنا شامل ہے۔ سیاسی مساوات اور نمائندگی کو بڑھانے کی کوششوں کو تمام افراد کے لئے سیاسی حقوق اور مواقع تک مساوی رسائی کو یقینی بنانے، شفافیت کو فروغ دینے اور جمہوریت کے اصولوں کو برقرار رکھنے پر توجہ مرکوز کرنی چاہیئے۔

9.19 امتیازی سلوک اور محرومی کا مقابلہ کرنے کے لئے مطلوبہ حکمت عملی / Addressing Discrimination and Deprivation

امتیازی سلوک اور محرومی کو دور کرنے کے لئے ایک کثیر الجہات نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جس میں افراد، برادریوں، اداروں اور پالیسی سازوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ امتیازی سلوک کا مقابلہ کرنے کے لئے بہت سی حکمت عملی ہیں مثال کے طور پر شمولیت کو فروغ دینا، مساوات کو فروغ دینا وغیرہ- ذیل میں چند اہم حکمت عملی کا تذکرہ کیا گیا ہے:

- آگاہی اور تعلیم کو فروغ دینا: امتیازی سلوک، تعصبات اور ان کے اثرات کی مختلف شکلوں کے بارے میں افراد اور برادریوں کو تعلیم دینے کے لئے آگاہی مہمات تخلیق کرنا چاہئے۔ ثقافتی قابلیت اور حساسیت کو بڑھانے، تفہیم اور ہمدردی کو فروغ دینے کے لئے تربیتی پروگرام فراہم کرنا چاہئے۔

- جامع پالیسیوں کی وکالت: ممکنہ تعصبات اور امتیازی عناصر کے لئے موجودہ پالیسیوں اور طریقوں کا جائزہ لینا چاہئے، اور شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے نظر ثانی کی وکالت کرنی چاہئے۔ ایسی پالیسیاں بنائی جائیں اور اسے نافذ کی جائیں جو مختلف ترتیبات بشمول کام کی جگہوں، اسکولوں اور عوامی مقامات پر امتیازی سلوک کو واضح طور پر ممنوع قرار دیتی ہوں۔

- دقیانوسی تصورات اور تعصبات کو چیلنج کرنا: ایسے پروگراموں کی حمایت کریں جو میڈیا کی طرف سے جاری دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنے کے لئے میڈیا خواندگی کو فروغ دیتے ہیں۔ افراد اور اداروں کے اندر لاشعوری تعصبات کو دور کرنے اور کم کرنے کے لئے تربیتی سیشن کا انعقاد کرنا چاہئے۔

- متنوع نمائندگی کی حوصلہ افزائی کرنا: کام کی جگہوں میں تنوع کو فروغ دینے والے جامع بھرتی کے طریقوں کی وکالت کرنا اور ان پر عمل درآمد کرنا، ہر سطح پر نمائندگی کو یقینی بنانا چاہئے۔ سیاسی عمل اور فیصلہ سازی کے اداروں میں کم نمائندگی والے گروہوں کی شمولیت کی حمایت اور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

- جامع تعلیم کو فروغ دینا: اس بات کو یقینی بنانا کہ تعلیمی نصاب جامع ہو، جس میں متنوع نقطہ نظر، تاریخ اور شراکتوں کو اجاگر کیا جائے۔ تعلیمی اداروں میں جامع اور محفوظ جگہیں بنائی جائیں جو تنوع کو اپنائیں اور امتیازی سلوک کی حوصلہ شکنی کریں۔

- کمیونٹی مشغولیت پروگرام: تعصبات کو دور کرنے اور ان پر قابو پانے کے لئے برادریوں کے اندر کھلے اور قابل احترام مکالمے کی سہولت فراہم ہونے چاہئیں۔ کمیونٹی کی قیادت میں ان اقدامات کی حمایت کرنی چاہئے جو پسماندہ گروہوں کو بااختیار بناتے ہیں اور تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔

- قانونی وکالت: قانونی امداد کے پروگراموں کا قیام یا حمایت کرنا جو انصاف تک رسائی میں امتیازی سلوک کا سامنا کرنے والے افراد کی مدد کرتے ہیں۔ مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر امتیازی سلوک کے خلاف قوانین کی تشکیل اور اسکی مضبوطی کی وکالت کرنی چاہئے۔

- انٹر سیکشنلٹی کو فروغ دینا: نسل، صنف اور سماجی و اقتصادی حیثیت جیسے امتیازی سلوک کے مختلف عوامل کو پہچاننا اور ان سے نمٹنا بہت ضروری ہے۔ ایسی پالیسیاں تیار کرنا جو افراد کی شناخت اور تجربات کی پیچیدگی پر غور کرے۔

- سوشل میڈیا مہمات: مثبت پیغام رسانی اور مہمات کے لئے ان سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کا استعمال کرنا چاہئے جو دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرتی ہیں اور شمولیت کو فروغ دیتی ہیں۔ ان آوازوں کو بڑھانے کے لئے متنوع کہانیاں اور تجربات شیئر کرنے چاہئیں جو اکثر پسماندہ یا خاموش ہو جاتے ہیں۔

- ہمدردی اور اتحاد کو فروغ دینا: افراد کو امتیازی سلوک کے خلاف کھڑے ہونے اور پسماندہ گروہوں کی حمایت کرنے کی ترغیب دینے کے لئے ہمدردی کی تعمیر اور اتحاد کے تربیتی پروگراموں کو نافذ کرنا چاہئے۔ اتحادیوں کے نیٹ ورکس کو فروغ دینا چاہئے جو امتیازی طرز عمل کو ختم کرنے اور شمولیت کو فروغ دینے کے لئے فعال طور پر کام کرتے ہیں۔

- انسانی حقوق کی تعلیم: مساوات اور انصاف کے عزم کو پیدا کرنے کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کو اسکولوں کے نصاب اور کمیونٹی پروگراموں میں ضم کرنا چاہئے۔ مقامی اور عالمی سطح پر انسانی حقوق کے اعتراف اور تحفظ کی وکالت کرنی چاہئے۔

- نگرانی اور رپورٹنگ میکانزم: امتیازی سلوک کے واقعات کے لئے رپورٹنگ میکانزم کو نافذ کرنا چاہئے، اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ افراد محفوظ طریقے سے امتیازی سلوک کی اطلاع دے سکیں۔ امتیازی سلوک کو دور کرنے، نتائج کی بنیاد پر حکمت عملی کو ہم آہنگ بنانے میں پیش رفت کا باقاعدگی سے جائزہ اور نگرانی کرنی چاہئے۔

اجتماعی طور پر ان حکمت عملیوں کو نافذ کر کے، معاشرے ایسے ماحول پیدا کرنے کی سمت میں کام کر سکتے ہیں جو امتیازی سلوک کو فعال طور پر مسترد کرتے ہیں، شمولیت کو فروغ دیتے ہیں، اور زیادہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ برادریوں کے قیام میں حصہ ڈالتے ہیں۔

10.19 اکتسابی نتائج /Learning Outcomes

اس یونٹ میں ہم نے ہندوستانی سماج میں پائے جانے والے پیچیدہ مسائل اور امتیازی سلوک اور محرومی کی شکلوں کے بارے میں تبادلہ خیال کیا ہے۔اس یونٹ میں اس نکتے کو اجاگر کیا ہے کہ امتیازی سلوک اور محرومی وہ پیچیدہ مسائل ہیں جن کو حل کرنے کے لئے جاری کوششوں کی ضرورت ہے۔ان کے مظاہر اور نتائج کو سمجھ کر نیز امتیازی سلوک کو ختم کرنے اور محرومی کو کم کرنے کے لئے فعال طور پر کام کرکے ،افراد ایک زیادہ منصفانہ اور جامع معاشرے کی تعمیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔

بعض مثالوں کی مدد سے ذات پات، جنس اور وسائل کے غیر مساوی حق کی بنیاد پر سماجی امتیازی سلوک کے عمل کی بصیرت فراہم کی گئی ہے۔ یہ امتیازی سلوک رسمی امتیاز اور پدر شاہی نظریے کے اصولوں کے تحت کیا گیا ہے۔ماتحت سماجی گروہوں کو زمین، تعلیمی مواقع اور دیگر غیر مادی کمیونٹی وسائل کے غیر مساوی حقوق کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ یہ زندہ سماجی تجربات تھے، جنہوں نے نوآبادیاتی حکمرانی کی طرف سے کچھ سماجی گروہوں کو دی جانے والی پسماندہ حیثیت کے خلاف مزاحمت کا جواز فراہم کیا۔دیہی ہندوستان میں سماجی تعلقات میں ادارہ جاتی امتیازی سلوک واضح تھا۔تاہم، غالب ذاتوں کے ذریعہ جس چیز کو فطری اور ناگزیر سمجھا جاتا تھا، آخر کار نچلی ذاتوں نے اسے امتیازی سمجھا اور اس سے ان کے درمیان مقابلہ کا راستہ کھل گیا۔

11.19 کلیدی الفاظ/Key Words

امتیازی سلوک: امتیازی سلوک نسل، جنس، عمر، یا جنسی رجحان جیسی خصوصیات کی بنیاد پر لوگوں اور گروہوں کے ساتھ غیر منصفانہ یا متعصبانہ سلوک ہے۔

محرومی: مادی فوائد، جسے معاشرے میں بنیادی ضروریات سمجھا جاتا ہے، کی نقصاندہ کمی-

صنفی امتیاز: صنفی امتیاز صنف کی بنیاد پر کسی فرد یا افراد کے گروہ کے ساتھ غیر مساوی یا نقصان دہ سلوک ہے۔

تنوع میں اتحاد: تنوع میں اتحاد مختلف افراد یا گروہوں کے مابین ہم آہنگی اور اتحاد کے تصور پر مبنی ہوتا ہے۔

12.19 اپنی معلومات کی جانچ/Test Your Knowledge

1. کیا کبھی آپ کا واسطہ امتیازی سلوک سے پڑا ہے ؟آپ کو کیسا محسوس ہوا؟

___

___

___

2. انفرادی اقدامات امتیازی سلوک کو ختم کرنے میں کس طرح کردار ادا کر سکتے ہیں؟

13.19 نمونہ امتحانی سوالات Sample Questions for Examination /

معروضی سوالات Multiple Choice Questions/

1. امتیازی سلوک کی تعریف کیا ہے؟

a. تمام افراد کے ساتھ مساوی سلوک

b. مخصوص خصوصیات کی بنیاد پر افراد کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک

a. تعصب کے بغیر مواقع فراہم کرنا

b. تمام ترتیبات میں تنوع کو یقینی بنانا

2. امتیازی سلوک کی کس شکل میں غیر ارادی تعصبات شامل ہیں جو معاشرتی ڈھانچے میں سرایت کرتے ہیں؟

a. براہ راست امتیازی سلوک

b. د. ادارہ جاتی امتیاز

c. نظامی امتیاز

d. انفرادی امتیاز

3. مائکروایگریشنز یہ ہیں:

a. امتیازی سلوک کے غیر معمولی اقدامات
b. لطیف، اکثر غیر ارادی، خفیف یا توہین آمیز پیغامات
c. تعصب کی قانونی شکلیں
d. صرف تعلیمی ترتیبات میں ضروری ہوتا ہے

4. نسلی امتیاز خاص طور پر کیا ہدف بناتا ہے؟

a. عمر
b. مذہب
c. جنس
d. نسل یا قوم

5. امتیازی سلوک کا مقابلہ کرنے میں کون سی حکمت عملی زیادہ مؤثر ہے؟

a. محاذ آرائی سے بچنے کے لئے مسئلے کو نظرانداز کرنا
b. میڈیا میں دقیانوسی تصورات کو تقویت دینا
c. آگاہی کو فروغ دینا اور تعصبات کو چیلنج کرنا
d. بھرتی کے خصوصی طریقوں کو برقرار رکھنا

6. معاشی محرومی سے مراد ہے:

a. تعلیم تک رسائی کا فقدان
b. آمدنی کی غیر مساوی تقسیم
c. صحت کی دیکھ بھال تک محدود رسائی
d. نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک

7. سماجی محرومی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

a. کمیونٹی لچک میں اضافہ
b. باہمی تعلقات میں بہتری

c. محدود کمیونٹی کی مشغولیت

d. ثقافتی افزائش میں اضافہ

8. سیاسی محرومی میں شامل ہیں:

a. تمام گروہوں کے لئے مساوی نمائندگی

b. سیاسی حقوق اور نمائندگی پر پابندی

c. جامع سیاسی عمل

d. سیاسی نظام میں ثقافتی افزائش

9. امتیازی بھرتی کے طریقے ان میں سے کس کی ایک مثال ہیں؟

a. سماجی محرومی

b. معاشی محرومی

c. سیاسی محرومی

d. ثقافتی افزائش

10. تعلیم میں محرومیوں کو دور کرنے کے لئے کیا حکمت عملی ہے؟

a. معیاری تعلیم تک رسائی کو محدود کرنا

b. جامع اسکول کے ماحول کو فروغ دینا

c. متعصبانہ نصاب کا نفاذ

d. بھرتی کے خصوصی طریقوں کو فروغ دینا

درجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (۳۰) سطروں میں دیجئے۔

1. نظام کی عدم مساوات کس طرح معاشرے کے اندر محرومی کا باعث بنتی ہے؟
2. ہمارے معاشرے میں سماجی واقتصادی اور صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کی نوعیت اور وسعت کو بیان کریں۔
3. معاشرے میں امتیازی سلوک اور محرومی کے تصور کی وضاحت کریں۔

درجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجئے۔

1. معاشرے میں امتیازی سلوک کے رجحان کو روکنے کی ضرورت پر تبادلہ خیال کریں۔
2. محرومی کے مختلف پہلوؤں پر تنقیدی بحث کریں۔
3. محرومی کو دور کرنے سے کس طرح زیادہ مساوی اور جامع کمیونٹی کی تعمیر میں مدد مل سکتی ہے؟

14.19. تجویز کردہ مواد/**Suggested Readings**

Ahuja, Ram.1992. Social Problems in India. New Delhi: Rawat Publication
Ahuja, Ram. 2008. Indian Social System. Jaipur: Rawat Publication.
Behari, B. 1983. *Unemployment*, *Technology and Rural Poverty*, Vicaes Publishing House: New Delhi.
Raab, E and Selznick, G. J. 1964. Major Social Problems. USA: Harper and Row.
Sen, Amartya. 2000. Social Exclusion: Concept, Application, and Scrutiny. Philippines: Asian Development Bank.
Shama G. L. (2015) Social Issues, Rawat Publication Jaipur, P. 419.

مصنف: ڈاکٹر بدر افشاں، اسسٹنٹ پروفیسر، سینٹر فار دی اسٹڈی آف سوشل ایکسکلوژن اینڈ انکلوسیو پالیسی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ 110025

اکائی20 - تعلیم اور بے روزگاری

Unit 20. Education and Unemployment

اکائی کے اجزا

20.0 تمہید
20.1 اغراض ومقاصد
20.2 تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان تعلق
20.3 بے روزگاری کا تصور
20.4 تعلیمی عدم مساوات، ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات اور بے روزگاری میں عدم مساوات
20.5 روزگار کی شرح پر تعلیم کے اثرات
20.6 تعلیم یافتہ بے روزگار
20.7 مسلسل بے روزگاری اور اخراج
20.8 بے روزگاری سے متعلق حکومتی پالیسیاں
20.9 تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لئے اسکیمیں
20.10 دیہی علاقوں کے لئے اسکیمیں
20.11 خواتین کے لئے اسکیمیں
20.12 اکتسابی نتائج
20.13 کلیدی الفاظ
20.14 اپنی معلومات کی جانچ
20.15 نمونہ امتحانی سوالات
20.16 تجویز کردہ مواد

20.0 تمہید/Introduction

تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان تعلق کافی پیچیدہ اور مختلف عوامل بشمول معاشی حالات، تعلیمی معیار، اور تعلیمی پروگراموں اور ملازمت کی مارکیٹ کی ضروریات کے مابین صف بندی سے متاثر ہے۔ تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان پیچیدہ تعلقات کو سمجھنے کے لئے مختلف عوامل اور ان کے متحرک تعامل پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پالیسی ساز، اساتذہ اور آجر ایک ایسے تعلیمی ماحول کو

فروغ دے کر جو افرادی قوت کی ضروریات سے مطابقت رکھتے ہیں اور ایسی پالیسیوں کو فروغ دے کر جو روزگار کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو کم کرتی ہیں، اس تعلقات کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ اکائی تعلیم یافتہ بے روزگاری کا تفصیل سے تجزیہ کرتی ہے نیز اس کی بنیادی وجوہات، نتائج اور ممکنہ حل کی تلاش کرتی ہے۔

1.20 اغراض و مقاصد /Aims and Objectives

اس اکائی میں ہم ہندوستانی سماج میں بے روزگاری کے اہم مسئلے پر روشنی ڈالیں گے اور اس اکائی کے مطالعہ سے آپ کو درجہ ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہونگی:۔

- بے روزگاری کا تصور اور اسکے مختلف اقسام
- روزگار کی شرح پر تعلیم کے اثرات
- تعلیم یافتہ بے روزگار اور وجوہات
- مسلسل بے روزگاری سے سماجی اخراج
- بے روزگاری سے متعلق حکومتی پالیسیاں

2.20 تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان تعلق / Relationship between Education and Unemployment

درج ذیل میں تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان تعلق کے کچھ اہم پہلو بتائے گئے ہیں:

روزگار کے کے لئے تعلیم: تعلیم افراد کو مختلف شعبوں میں روزگار کے لئے درکار علم، مہارت اور قابلیت سے لیس کرتی ہے۔ رسمی تعلیم اکثر ایک سند کے طور پر کام کرتی ہے جسے آجر کسی فرد کی قابلیت اور ملازمت کے لئے موزوں صلاحیت کا اندازہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

تعلیمی حصول اور روزگار کی شرح: عام طور پر، اعلی درجے کی تعلیم (مثال کے طور پر، بیچلر یا اعلی درجے کی ڈگری) والے افراد میں کم تعلیمی حصول والے افراد کے مقابلے میں بے روزگاری کی شرح کم ہوتی ہے۔ پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم بھی مخصوص صنعتوں کے لئے خصوصی مہارت فراہم کر کے روزگار کے مواقع پیدا کر سکتی ہے۔

تعلیم اور ملازمت کی ضروریات کے درمیان عدم توازن: کچھ افراد دستیاب ملازمت کے مواقع کے لئے خود کو ضرورت سے زیادہ تعلیم یافتہ محسوس کر سکتے ہیں، جس کی وجہ سے بے روزگاری یا عدم اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، دوسروں کو مطلوبہ کرداروں کے لئے ناکافی تعلیم کی وجہ سے روزگار حاصل کرنے میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

معاشی رجحانات اور جاب مارکیٹ ڈائنامکس: معاشی مندی کے نتیجے میں بے روزگاری کی شرح زیادہ ہو سکتی ہے، جس سے مختلف تعلیمی سطحوں پر افراد متاثر ہو سکتے ہیں۔ ملازمت کے مارکیٹ میں تبدیلیاں، جیسے نئی صنعتوں کا ظہور یا کچھ مہارتوں کی طلب میں تبدیلی، مختلف تعلیمی پس منظر کے لئے روزگار کے امکانات کو متاثر کرتی ہے۔

مہارت کی مطابقت اور مطابقت پذیری: ملازمت کی مارکیٹ کے مطالبات کے لئے تعلیم کے دوران حاصل کردہ مہارتوں کی مطابقت روزگار کے نتائج کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ تیزی سے بدلتے ہوئے کام کے منظر نامے میں کسی کے کیریئر کے دوران نئی مہارتوں کو سیکھنے اور حاصل کرنے کی صلاحیت اہم بن جاتی ہے۔

حکومتی پالیسیاں اور مداخلتیں: تعلیم میں حکومتی سرمایہ کاری، بشمول تعلیمی معیار اور رسائی کو بہتر بنانے کے اقدامات، روزگار کی شرح پر مثبت اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ ملازمت کے تربیتی پروگراموں اور اپرنٹسشپ جیسی مداخلتوں کا مقصد تعلیم اور صنعتوں کی طرف سے طلب کردہ مخصوص مہارتوں کے درمیان فرق کو ختم کرنا ہے۔

گلوبلائزیشن اور تکنیکی تبدیلیاں: گلوبلائزیشن ملازمتوں کے لئے مسابقت میں اضافہ کرتی ہے، اچھی طرح سے تعلیم یافتہ اور ہنر مند افرادی قوت کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ ٹکنالوجی میں پیش رفت ملازمت کے نئے مواقع پیدا کر سکتی ہے جبکہ کچھ مہارتوں کو متروک بنا سکتی ہے، جس میں مطابقت پذیر اور ٹیکنالوجی سے واقف افراد کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔

انٹرپرینیورشپ اور سیلف ایمپلائمنٹ: تعلیم افراد کو انٹرپرینیور بننے کے لئے بااختیار بنا سکتی ہے، جس سے ان کے اپنے روزگار کے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ بہتر طریقے سے تعلیم یافتہ افراد اختراعی منصوبوں اور اسٹارٹ اپس میں مشغول ہو سکتے ہیں، جو معاشی ترقی میں حصہ ڈالتے ہیں۔

سماجی اور سافٹ اسکلز: تکنیکی مہارتوں کے علاوہ، تعلیم ضروری نرم مہارتوں (مثال کے طور پر، مواصلات، ٹیم ورک) کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جو آجروں کی طرف سے قابل قدر ہیں۔ تعلیمی ادارے انٹرنیٹ ورکنگ کے مواقع فراہم کرتے ہیں جو روزگار کے حصول میں فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں۔

3.20 بے روزگاری کا تصور/Concept of Unemployment

بے روزگاری کو کام کرنے کی خواہش کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جسمیں ملازمت نہیں ملتی اور تنخواہ حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ یہ لوگوں کو نہ صرف معاشی اور سماجی طور پر بلکہ نفسیاتی طور پر بھی بہت زیادہ متاثر کرتا ہے۔ پیداواری صلاحیت اور خود اعتمادی کی کمی لوگوں کو مجرمانہ ذہن اور طرز عمل کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔ بے روزگاری کی وجوہات میں بڑھتی ہوئی آبادی، تیز رفتار تکنیکی تبدیلی، تعلیم یا مہارت کی کمی سے لے کر زندگی گزارنے کے بڑھتے ہوئے اخراجات تک شامل ہو سکتے ہیں جس کے نتیجے میں مالی، سماجی اور نفسیاتی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ آہوجا (2014) نے بے روزگاری کو ایسے کام کی عدم موجودگی کے طور پر بیان کیا ہے جو منافع بخش ہے، حالانکہ کام کرنے کی خواہش اور صلاحیت موجود ہے۔ بے روزگاری کے تین اہم عناصر ہیں، کام کرنے کی خواہش، صلاحیت کی موجودگی اور کام تلاش کرنے کی کوشش کرنے کی خواہش، لیکن ان سب کے باوجود فرد کو منافع بخش کام نہیں مل پارہا ہے۔

شیٹگو ویکر کے مطابق بے روزگاری کی کچھ اقسام (یا اسباب) درج ذیل ہیں (شیٹگو ویکر، 2018):

- موسمی بے روزگاری: افراد ایک سال میں ایک مخصوص مدت کے لئے بے روزگار رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ شہروں میں، برف باری جیسی موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے افراد بے روزگار رہ سکتے ہیں۔
- زرعی بے روزگاری: یہ کاشتکاری کی موسمی نوعیت یا صنعتوں میں اضافے کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے زراعت سے متعلق کام میں کمی واقع ہوتی ہے۔
- گردشی بے روزگاری: یہ تجارت اور کاروبار میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کے نتیجے میں ہوتی ہے۔
- صنعتی بے روزگاری: ان میں صنعتوں میں ترقی کی کمی، بڑھتی ہوئی نقل مکانی وغیرہ جیسے عوامل شامل ہیں۔
- تکنیکی بے روزگاری: کئی بار جب کسی صنعت یا تنظیم میں تکنیکی اپ گریڈیشن کی جاتی ہے تو، ایک کام کی سرگرمی جو بہت سے افراد کے ذریعہ کی جاتی تھی اب کم یا واحد فرد کے ذریعہ انجام دی جاسکتی ہے۔ یہ تکنیکی بے روزگاری کا باعث بن سکتا ہے۔
- تعلیمی بے روزگاری: تعلیم اور ملازمت کی مارکیٹ میں ضرورت کے درمیان فٹ نہ ہونا تعلیمی بے روزگاری کا باعث بن سکتا ہے۔

بے روزگاری کی وجہ سماجی عوامل بھی ہو سکتے ہیں جیسے آبادی میں اضافہ، کچھ ملازمتوں کو انجام دینے کی خواہش کا فقدان جو کسی کی حیثیت سے نیچے نظر آتے ہیں، نقل مکانی میں اضافہ وغیرہ۔

بے روزگاری معاشرے کی ترقی کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے اور فرد پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بے روزگار ہونے کے نتیجے میں تناؤ، اضطراب اور دیگر مسائل کا سامنا کرتا ہے۔ غربت اور بے روزگاری کا بھی گہرا تعلق ہے اور دونوں مجموعی طور پر معاشرے کی مجموعی ترقی پر منفی اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔

اس سماجی مسئلے سے نمٹنے کے لئے مداخلت کی حکمت عملی کو تعلیمی مواقع، تعلیم اور روزگار کی مارکیٹ کے تقاضوں کے درمیان فرق کو ختم کرنے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے وغیرہ، پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

4.20 تعلیمی عدم مساوات، ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات اور بے روزگاری میں عدم مساوات / Educational Inequality, Job Market Dynamics and Unemployment Disparities

تعلیمی عدم مساوات بے روزگاری کی عدم مساوات میں کردار ادا کرنے والا ایک اہم عنصر ہے، جو معاشرے میں مختلف گروہوں کے درمیان تعلیمی مواقع اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم کی عکاسی کرتا ہے۔ معاشی رجحانات اور جاب مارکیٹ کی حرکیات روزگار کے مواقع اور بے روزگاری کی شرح کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مختلف عوامل، جیسے تکنیکی ترقی، گلوبلائزیشن، معاشی کساد ،اور صنعت کے مطالبات میں تبدیلی، ملازمت کے مارکیٹ میں اتار چڑھاؤ میں حصہ ڈالتے ہیں۔ معاشی رجحانات بے روزگاری پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں اس کو سمجھنا پالیسی سازوں، کاروباری اداروں اور ان افراد کے لئے ضروری ہے جو لیبر مارکیٹ کو چلانا چاہتے ہیں۔ بے روزگاری پر تعلیمی عدم مساوات کا اثر کثیر جہتی ہے، جو افراد کی معیاری تعلیم، ہنر مندی کی ترقی، اور آخر کار، ان کی ملازمت تک رسائی کو متاثر کرتا ہے۔ تعلیمی عدم مساوات اور بے روزگاری کی عدم مساوات کے درمیان تعلق کے اہم پہلو یہ ہیں:

معیاری تعلیم تک رسائی: سماجی و اقتصادی عدم مساوات کے نتیجے میں اکثر معیاری تعلیمی وسائل تک غیر مساوی رسائی حاصل ہوتی ہے، جس میں اچھی طرح سے مالی اعانت والے اسکول، تجربہ کار اساتذہ اور اعلی درجے کے سیکھنے کے مواد شامل ہیں۔ ابتدائی بچپن کی تعلیم تک رسائی میں عدم مساوات طلبہ کی تعلیمی تیاری اور مستقبل میں روزگار کے امکانات پر دیرپا اثرات پیدا کر سکتی ہے۔ سماجی و اقتصادی عوامل تعلیمی مواقع میں عدم مساوات اور اس کے نتیجے میں بے روزگاری کی شرح میں عدم مساوات کا باعث بن سکتے ہیں۔ معیاری تعلیم تک غیر مساوی رسائی پسماندہ یا پسماندہ پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کی ملازمت کے امکانات کو محدود کر سکتی ہے۔

تعلیمی حصول: پسماندہ یا پسماندہ گروہوں کو اعلی درجے کی تعلیم حاصل کرنے میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جس سے ان ملازمتوں تک ان کی رسائی محدود ہو سکتی ہے جن کے لئے اعلی درجے کی ڈگری کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیمی اسناد کی فرضی قدر مختلف ہو سکتی ہے، کچھ گروہوں کو ان کے تعلیمی پس منظر کی بنیاد پر لیبر مارکیٹ میں تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم: پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو بدنام کیا جا سکتا ہے، جس سے کچھ گروہوں میں اندراج کی شرح کم ہو سکتی ہے، جس سے ملازمت کی مارکیٹ سے متعلق مہارتوں تک ان کی رسائی محدود ہو جاتی ہے۔ غیر روایتی تعلیمی راستوں کو کم اہمیت دی جا سکتی ہے، جس سے متبادل راستوں کی پیروی کرنے والے افراد کے لئے بے روزگاری کی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔

ثقافتی اور سماجی تعصب: ثقافتی تعصبات اور دقیانوسی تصورات اس بات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں کہ تعلیمی اور پیشہ ورانہ ترتیبات میں مخصوص گروہوں کو کس طرح سمجھا جاتا ہے، جس سے ترقی کے مواقع متاثر ہوتے ہیں۔ آجروں کی طرف سے پائے جانے والے تعصبات ملازمت کے فیصلوں کو متاثر کر سکتے ہیں، تعلیم اور سماجی پس منظر کی بنیاد پر بے روزگاری کے عدم مساوات کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

جغرافیائی تفاوت: دیہی علاقوں میں تعلیمی بنیادی ڈھانچے اور مواقع میں عدم مساوات زیادہ واضح ہو سکتی ہے، جس سے ان علاقوں میں افراد کے لئے روزگار کے امکانات متاثر ہو سکتے ہیں۔ جغرافیائی محل وقوع اعلی تعلیمی اداروں تک رسائی کو متاثر کر سکتا ہے، جس سے تعلیمی حصول میں عدم مساوات پیدا ہو سکتی ہے۔

مالی رکاوٹیں: مالی رکاوٹیں، جیسے ٹیوشن کی لاگت اور متعلقہ اخراجات، کچھ سماجی و اقتصادی گروہوں کے لئے اعلی تعلیم تک رسائی کو محدود کر سکتے ہیں۔ طالب علموں کے قرض کے بوجھ میں عدم مساوات مزید تعلیم اور کیریئر کے انتخاب کے بارے میں افراد کے فیصلوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

محدود نیٹ ورکنگ کے مواقع: تعلیم اکثر نیٹ ورکنگ کے مواقع فراہم کرتی ہے، جو ملازمت کی جگہ کے لئے اہم ہو سکتی ہے۔ تعلیمی نیٹ ورکس تک محدود رسائی رکھنے والوں کو روزگار کے حصول میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اچھی طرح سے قائم تعلیمی اداروں میں اکثر بااثر سابق طلباء کے نیٹ ورک ہوتے ہیں، جو ممکنہ طور پر اپنی ملازمت کی تلاش میں مراعات یافتہ پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

ادارہ جاتی امتیاز: تعلیمی اداروں کے اندر امتیازی سلوک کچھ گروہوں کی تعلیمی ترقی اور اعتماد میں رکاوٹ بن سکتا ہے، جس سے ان کے کیریئر کے راستے متاثر ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی نظام کے اندر غیر منصفانہ پالیسیاں ساختی رکاوٹوں کو برقرار رکھ کر بے روزگاری کے عدم مساوات میں حصہ ڈال سکتی ہیں۔

کیریئر کی امنگوں پر اثرات: تعلیمی عدم مساوات کا سامنا کرنے والے افراد متنوع مواقع کی کمی یا حوصلہ شکنی کی وجہ سے محدود کیریئر کی خواہشات پیدا کر سکتے ہیں۔ کچھ گروہوں کے بارے میں معاشرتی تصورات کیریئر کی توقعات اور امنگوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، جس سے روزگار کے نتائج متاثر ہو سکتے ہیں۔

تکنیکی ترقی: آٹومیشن ٹیکنالوجیز اور مصنوعی ذہانت کو اپنانے سے کچھ ملازمتوں کی نقل مکانی ہو سکتی ہے، خاص طور پر وہ جو معمول کے کاموں سے متعلق ہیں۔ تکنیکی تبدیلیوں سے مہارتوں میں تیزی سے عدم توازن پیدا ہو سکتا ہے، جس سے کچھ کارکن بے روزگار ہو جاتے ہیں اگر ان کی مہارتیں پرانی ہو جاتی ہیں۔ جیسے جیسے کام کی نوعیت ترقی کرتی رہتی ہے، افراد کو اپنے کیریئر کے دوران ملازمت کے قابل رہنے کے لئے خود کو ڈھالنا چاہئے۔ گلوبلائزیشن کے نتیجے میں ملازمتوں کی آؤٹ سورسنگ اور آفشورنگ ہو سکتی ہے، خاص طور پر کم ہنر مند یا معمول کے کاموں والی صنعتوں میں۔ بڑھتی ہوئی عالمی مسابقت بعض صنعتوں میں گھریلو کارکنوں کے لئے چیلنجوں کا باعث بن سکتی ہے۔

وبائی امراض اور عالمی بحران: عالمی بحران، جیسے وبائی امراض یا مالی بحران، بڑے پیمانے پر معاشی خلل اور بے روزگاری میں اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔ کچھ شعبے، جیسے سفر، مہمان نوازی، اور تفریح، بحرانوں کے دوران غیر متناسب طور پر متاثر ہو سکتے ہیں۔

تقطیع (انٹر سیکشنلٹی): نسل، صنف اور سماجی و اقتصادی حیثیت جیسے متعدد عوامل کا ملاپ بے روزگاری کے عدم مساوات پر تعلیمی عدم مساوات کے اثرات کو تیز کرتا ہے۔ عدم مساوات کی متعدد شکلوں کا سامنا کرنے والے افراد کو لیبر مارکیٹ میں پیچیدہ نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

صارفین کے رویے میں تبدیلی: ای کامرس کی طرف صارفین کے رویے میں تبدیلی روایتی خوردہ شعبوں میں روزگار کو متاثر کر سکتی ہے، جس سے ملازمت کی نقل مکانی ہو سکتی ہے۔ ریموٹ ورک کا عروج ملازمت کی مارکیٹ کی حرکیات کو متاثر کر سکتا ہے، جس سے دفتر کی جگہوں اور نقل و حمل سے متعلق صنعتیں متاثر ہو سکتی ہیں۔

تعلیمی عدم مساوات اور بے روزگاری پر اس کے اثرات سے نمٹنے کے لئے جامع کوششوں کی ضرورت ہے، بشمول پالیسی اصلاحات، امدادی مداخلت، اور معاشرتی تبدیلیاں تاکہ زیادہ مساوی تعلیمی نظام اور لیبر مارکیٹ تشکیل دی جاسکے۔ جد وجہد کو مساوی مواقع فراہم کرنے، تعصبات کو ختم کرنے اور جامع تعلیمی ماحول کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے جو تمام پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے کیریئر کے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے بااختیار بنائے۔ ان معاشی رجحانات اور روزگار کی منڈی کی حرکیات کو سمجھنا پالیسی سازوں، کاروباری اداروں اور افراد کے لئے، تبدیلیوں کی پیش گوئی کرنے، افرادی قوت کی ترقی کے لئے حکمت عملی تیار کرنے اور ایسی پالیسیوں کو نافذ کرنے کے لئے اہم ہے جو لچکدار اور قابل قبول لیبر مارکیٹ کو فروغ دیتی ہیں۔ پالیسی ساز بے روزگاری پر معاشی اتار چڑھاؤ کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لئے تعلیم اور تربیت کے پروگراموں، سماجی تحفظ کے مواقع، اور لچکدار لیبر مارکیٹ پالیسیوں پر توجہ مرکوز کر سکتے ہیں۔

5.20 روزگار کی شرح پر تعلیم کے اثرات / The Impact of Education on Employment Rates

تعلیم انفرادی کیریئر کے راستوں کو تشکیل دینے اور معاشرے کے اندر مجموعی روزگار کی شرح کو متاثر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ اکائی تعلیم اور روزگار کے درمیان پیچیدہ تعلقات پر بحث کرتا ہے، ان مختلف جہتوں کا جائزہ لیتا ہے جن کے ذریعہ تعلیم افرادی قوت کی شرکت اور ملازمت کے مواقع پر اثرانداز ہوتی ہے۔ اس بحث میں روزگار کے مارکیٹ کے ابھرتے ہوئے مطالبات، ہنرمندی کی ترقی میں تعلیمی نظام کے کردار، اور روزگار کی شرح پر تعلیمی حصول کے سماجی و اقتصادی مضمرات کا احاطہ کیا گیا ہے۔
تعلیم کو طویل عرصے سے معاشی اور سماجی ترقی کے ایک اہم محرک کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کی داخلی قدر کے علاوہ، تعلیم افرادی قوت میں داخل ہونے والے افراد کی مہارتوں، علم اور صلاحیتوں کو تشکیل دے کر روزگار کی شرح کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ اس حصے میں، ہم تاریخی رجحانات اور معاصر چیلنجوں دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان کثیر جہتی طریقوں پر غور کرتے ہیں جن میں تعلیم روزگار کی شرح کو متاثر کرتی ہے۔

تاریخی سیاق و سباق: موجودہ حرکیات کو سمجھنے کے لئے، تعلیم اور روزگار کے درمیان تعلقات کے تاریخی ارتقاء کا سراغ لگانا ضروری ہے۔ صنعتی انقلاب نے مزدوروں کے مطالبات میں تبدیلی کی نشاندہی کی، جس کے لئے بنیادی خواندگی اور عددی مہارتوں کی ضرورت تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، جیسے جیسے معیشتیں علم پر مبنی ماڈلز میں منتقل ہوئیں، اعلی تعلیم اور خصوصی مہارتوں کی مانگ میں اضافہ ہوا۔

ہنر مندی کی ترقی میں تعلیم کا کردار: تعلیم ہنر مندی کی ترقی کے لئے سنگ بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے، جو افراد کو ہمیشہ بدلتی ہوئی ملازمت کی مارکیٹ کو چلانے کے لئے ضروری ٹولز فراہم کرتی ہے۔ تعلیم روزگار کی شرح پر کس طرح اثرانداز ہوتی ہے اس کے جامع تجزیے کے لئے تنقیدی سوچ، مسائل کو حل کرنے اور مطابقت پذیری جیسی مہارتوں کی پرورش میں تعلیمی نظام کے کردار کی کھوج کی ضرورت ہے۔ روزگار کی شرح پر تعلیم کے اثرات کو سمجھنے کا ایک اہم پہلو تعلیمی حصول اور روزگار کے نتائج کے درمیان تعلق کی جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے۔

بدلتا ہوا منظر نامہ: جیسے جیسے ہم 21 ویں صدی میں ترقی کرتے جا رہے ہیں، تکنیکی ترقی روزگار کے منظر نامے کو تشکیل دینے میں ایک محرک قوت بن گئی ہے۔ یہ اس حقیقت پر توجہ مرکوز کرتا ہے کہ تعلیم کو صنعتوں کے ابھرتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنانا چاہئے جیسے آٹومیشن، مصنوعی ذہانت، اور ملازمت کی ضروریات پر ڈیجیٹلائزیشن کا اثر، اس بات کو یقینی بنانا کہ افراد کے پاس معاصر روزگار کے لئے ضروری ڈیجیٹل خواندگی اور تکنیکی مہارتیں ہوں۔

تعلیمی حصول کے سماجی و اقتصادی مضمرات: روزگار پر تعلیم کا اثر انفرادی نتائج سے آگے بڑھ کر وسیع تر سماجی و اقتصادی مضمرات کا احاطہ کرتا ہے۔ معیاری تعلیم تک رسائی میں عدم مساوات روزگار کے مواقع میں عدم مساوات کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ تعلیمی عدم مساوات جیسے مسائل کو حل کرتا ہے، اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ کس طرح سماجی و اقتصادی عوامل نسل، صنف اور جغرافیہ کے ساتھ مل کر روزگار کی شرح پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

آخر میں، تعلیم اور روزگار کی شرح کے درمیان باہمی تعامل ایک متحرک اور پیچیدہ رجحان ہے جس کے لئے ایک خاص تفہیم کی ضرورت ہے۔ اس اکائی میں تاریخی رجحانات، ہنر مندی کی ترقی میں تعلیم کے کردار، تعلیمی حصول اور روزگار کے نتائج کے درمیان تعلق اور تعلیمی عدم مساوات کے سماجی و اقتصادی مضمرات کا جامع تجزیہ فراہم کیا گیا ہے۔ تکنیکی ترقی، گلوبلائزیشن اور حکومتی پالیسیوں کے ذریعہ پیش کردہ چیلنجوں اور مواقع کو تلاش کرکے، اس مضمون کا مقصد معاصر منظر نامے میں تعلیم اور روزگار کے مابین پیچیدہ تعلقات کی جامع تفہیم میں حصہ ڈالنا ہے۔ یہ واضح ہے کہ مستقبل میں زندگی بھر سیکھنے، مطابقت پذیری اور جامع تعلیمی طریقوں کے عزم کی ضرورت ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ افراد افرادی قوت کے ابھرتے ہوئے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

20.6 تعلیم یافتہ بے روزگار/Educated Unemployed

"تعلیم یافتہ بے روزگار" کی اصطلاح سے مراد وہ افراد ہیں جنہوں نے ایک خاص سطح کی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ تعلیمی قابلیت رکھتے ہیں لیکن فی الحال فائدہ مند روزگار سے محروم ہیں۔ یہ صورتحال تعلیمی قابلیت اور لیبر مارکیٹ میں دستیاب ملازمت کے مواقع کے درمیان صف بندی کے بارے میں سوالات اٹھاتی ہے۔ تعلیم یافتہ بے روزگاری کے رجحان سے وابستہ کئی عوامل اور غور و فکر ہیں۔

تعلیم یافتہ بے روزگاری کا رجحان دنیا بھر کے معاشروں کے لئے ایک ایسے کثیر جہتی چیلنج کو پیش کرتا ہے، جو تعلیمی قابلیت اور دستیاب ملازمت کے مواقع کے مابین دوری کی عکاسی کرتا ہے۔ مہارتوں کی عدم مطابقت، بدلتے ہوئے معاشی منظر نامے اور تعلیمی نظام کے کردار جیسے عوامل کے جامع جائزے کے ذریعے، اس مضمون کا مقصد اس مسئلے کے ارد گرد کی پیچیدگیوں پر روشنی ڈالنا ہے۔ اکیسویں صدی میں تعلیم میں بے مثال پیش رفت دیکھنے میں آئی ہے، لیکن تعلیم یافتہ بے روزگاری کا مستقل مسئلہ ہمارے تعلیمی نظام کی افادیت اور روزگار کی منڈی کے تقاضوں کے ساتھ ان کی صف بندی کے بارے میں اہم سوالات اٹھاتا ہے۔ تعلیم یافتہ بے روزگاری سے مراد ایسی صورتحال ہے جہاں افراد رسمی تعلیم کے ذریعے حاصل کردہ تعلیمی قابلیت اور مہارت رکھنے کے باوجود خود کو منافع بخش روزگار سے محروم پاتے ہیں یا ایسی ملازمتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں جو ان کے تعلیمی پس منظر کا استعمال نہیں کرتے ہیں۔

20.7 مسلسل بے روزگاری اور اخراج: ایک مثال/ Persistent Unemployment and Exclusion: An Illustration

سماجی اخراج کے خیال کی تحقیقات میں، اس قسم کے معاشی واقعات کے مخصوص کردار کی جانچ پڑتال کرنا مفید ہے جو خاص طور پر خارج شدہ آبادی کی ترقی سے وابستہ ہو سکتے ہیں۔ ایک خاص طور پر مناسب مثال طویل مدتی بے روزگاری کا اہم مظہر ہے۔ درحقیقت معاصر معاشرے میں بے روزگاری اور بے روزگاری کا غیر معمولی پھیلاؤ شاید بڑے پیمانے پر سماجی اخراج کے تسلسل میں سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ان میں سے کچھ اثرات کا سماجی اخراج کے خیال کی مدد تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ امرتیہ سین (۲۰۰۰) نے مسلسل بے روزگاری اور سماجی اخراج کے درمیان کے تعلق کو آمدنی کے نقصان کے علاوہ مندرجہ ذیل طریقے سے بیان کیا ہے:۔

موجودہ پیداوار کا نقصان: بے روزگاری میں پیداواری طاقت کا ضیاع شامل ہے، کیونکہ ممکنہ قومی پیداوار کا ایک حصہ بے روزگاری کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جب بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہوگی تو یہ پیمانہ واضح طور پر کافی بڑا ہو سکتا ہے۔

مہارت میں کمی اور طویل مدتی نقصانات: لوگ نہ صرف "کرنے سے سیکھتے" ہیں (learn by doing) بلکہ وہ "نہ کرنے (not doing)" یعنی کام سے باہر اور مشق سے باہر ہونے سے " نہیں بھی سیکھتے (unlearn)" ہیں۔ اس کے علاوہ، نان پریکٹس کے

ذریعے مہارت کی قدر میں کمی کے علاوہ، بے روزگاری بے روزگار شخص کے اعتماد اور کنٹرول کے احساس کے نقصان کے نتیجے پر علمی صلاحیتوں کا نقصان پیدا کر سکتی ہے۔ جہاں تک اس سے ایک کم ہنر مند گروپ کے ابھرنے کا سبب بنتا ہے، جس میں صرف اچھی مہارت کی یاد ہے، وہاں ایک رجحان ہے جو مستقبل میں ملازمت کی مارکیٹ سے سماجی اخراج کا باعث بن سکتا ہے۔

آزادی کا نقصان اور سماجی اخراج: غربت کے وسیع تر نقطہ نظر کو دیکھتے ہوئے، بے روزگاروں کی محرومی کی نوعیت میں بے روزگاری کے نتیجے میں آزادی کا نقصان شامل ہے۔ بے روزگاری کی حالت میں پھنسے ہوئے شخص کو، بھلے ہی مادی طور پر سوشل انشورنس کی مدد حاصل ہو، فیصلہ کرنے کی زیادہ آزادی حاصل نہیں ہوتی ہے، اور رویوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آزادی کے اس نقصان کو بہت سے بے روزگار لوگ کس حد تک مرکزی محرومی کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اس پابندی کا اطلاق نہ صرف معاشی مواقع، جیسے ملازمت سے متعلق انشورنس، اور پنشن اور طبّی حقوق پر ہوتا ہے، بلکہ سماجی سرگرمیوں پر بھی ہوتا ہے، جیسے کمیونٹی کی زندگی میں شرکت، جو بے روزگار لوگوں کے لئے کافی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔

نفسیاتی نقصان اور بدحالی: بے روزگاری بے روزگاروں کی زندگیوں کے ساتھ تباہی مچا سکتی ہے، اور شدید تکلیف اور ذہنی اذیت کا سبب بن سکتی ہے۔ بے روزگاری کے تجرباتی مطالعے سے پتہ چلا ہے کہ یہ اثر کتنا سنگین ہو سکتا ہے۔ درحقیقت، زیادہ بے روزگاری اکثر خودکشی کی بلند شرح کے ساتھ بھی منسلک ہوتی ہے، جو متاثرین کو برداشت نہ کرنے کے تصور کا ایک اشارہ ہے۔ طویل عرصے تک بے روزگاری کا اثر خاص طور پر حوصلے کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ نوجوانوں کی بے روزگاری خاص طور پر بہت زیادہ ہو سکتی ہے، جس کے نتیجے میں نوجوان کارکنوں اور ہونے والے کارکنوں (جیسے اسکول چھوڑنے والے) کی خود اعتمادی میں طویل عرصے تک کمی واقع ہو سک تی ہے۔ بہت سارے ثبوت موجود ہیں کہ یہ نقصان دہ اثر خاص طور پر نوجوان خواتین کے لئے شدید ہے۔ بھارت میں نوجوان کی بے روزگاری بڑھتی ہوئی سنگینی کا مسئلہ بن چکی ہے، اور ہندوستانی بے روزگاری کا موجودہ نمونہ نوجوانوں کی سمت میں کافی حد تک متعصب ہے۔ سماجی اخراج کے مسئلے کے ساتھ بے روزگاری کا تعلق کافی واضح ہے۔

خراب صحت اور اموات: بے روزگاری طبّی طور پر قابل شناخت بیماریوں اور اموات کی زیادہ شرح (نہ صرف خودکشی کے ذریعے) کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ کسی حد تک آمدنی اور مادی وسائل کے نقصان کا نتیجہ ہو سکتا ہے، لیکن یہ تعل ق مسلسل بے روزگاری کی وجہ سے پیدا ہونے والی مایوسی اور عزت نفس اور حوصلہ افزائی کی کمی کے ذریعہ بھی کام کرتا ہے۔ یہ بذات خود سماجی اخراج کا مسئلہ نہیں ہے، لیکن ظاہر ہے کہ خراب صحت معاشرتی تعلقات کو زیادہ مشکل بنا سکتی ہے۔ لہذا یہاں ایک بالواسطہ تعلق ہے۔

انسانی تعلقات کا نقصان: بے روزگاری معاشرتی تعلقات اور خاندانی زندگی میں بہت خلل ڈال سکتی ہے۔ یہ خاندان کے اندر عام ہم آہنگی اور آپسی اتحاد کو بھی کمزور کر سکتی ہے۔ کسی حد تک ان نتائج کا تعلق خود اعتمادی میں کمی (معاشی وسائل میں کمی کے علاوہ) سے ہے، لیکن

ایک منظم کام کرنے والی زندگی کا نقصان بھی اپنے مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ایک رشتہ دارانہ ناکامی ہے اور اس طرح یہ سماجی اخراج کے فوری دائرہ کار کے اندر رہے۔

موٹیویشنل نقصان اور مستقبل کا کام: بے روزگاری کی وجہ سے پیدا ہونے والی حوصلہ شکنی محرکات کو کمزور کرنے کا باعث بن سکتی ہے اور طویل مدتی بے روزگاروں کو بہت مایوس اور غیر فعال بنا سکتی ہے۔ واضح طور پر یہاں تحریکی زوال کے لئے کچھ نفسیاتی امکانات موجود ہیں جو اپنے آپ میں تباہ کن ہو سکتے ہیں اور بعد میں مزید معاشرتی اخراج کے لئے بھی سازگار ہو سکتے ہیں۔ بے روزگاری کے "سماجی نفسیاتی" اثرات میں مستقبل میں مزید بے روزگاری کی افزائش شامل ہے۔ طویل عرصے تک بے روزگاری کا اثر (1) "لیبر فورس میں ہونے لیکن بے روزگار" ہونے اور (2) "لیبر فورس سے باہر" ہونے کے درمیان فرق کو کمزور کرنے میں شدید ہو سکتا ہے۔ ان حالتوں کے درمیان فرق کی تجرباتی مطابقت (اور سابقہ حالت سے بعد کے حالت میں ممکنہ منتقلی) معیشت کے مستقبل کے ساتھ ساتھ اس میں شامل مخصوص افراد کی مشکلات کے لئے بھی اہم ہو سکتی ہے۔

صنفی اور نسلی عدم مساوات: بے روزگاری نسلی تناؤ کے ساتھ ساتھ صنفی تقسیم کو بڑھانے میں بھی ایک اہم وجہ ہو سکتی ہے۔ جب ملازمتیں نایاب ہوتی ہیں، تو سب سے زیادہ متاثر ہونے والے گروہوں میں اکثر اقلیت ہیں، خاص طور پر تارکین وطن برادریوں کے کچھ حصے ہیں۔ اس سے قانونی تارکین وطن کا معاشرے کے مرکزی دھارے کی باقاعدہ زندگی میں آسانی سے گھل مل جانے کے امکانات خراب ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں، چونکہ تارکین وطن کو اکثر ایسے لوگوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو روزگار کے لئے مقابلہ کرتے ہیں (یا دوسروں سے ملازمتیں "چھین" لیتے ہیں)، بے روزگاری عدم رواداری اور نسل پرستی کی سیاست کو فروغ دیتی ہے۔ کچھ یورپی ممالک میں حالیہ انتخابات می ں یہ مسئلہ نمایاں طور پر سامنے آیا ہے، اور یہ واضح طور پر ایک قسم کے معاشرتی اخراج سے جڑا ہوا ہے۔
صنفی تقسیم بھی وسیع پیمانے پر بے روزگاری کی وجہ سے سخت ہوتی ہے، خاص طور پر اس وجہ سے کہ عام بے روزگاری کے دور میں لیبر فورس میں خاص طور پر خواتین کا داخلہ اکثر مشکل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا تھا، نوجوانوں کی بے روزگاری کے حوصلہ شکن اثرات خاص طور پر نوجوان لڑکیوں کے لئے سنگین پائے گئے ہیں، جن کی بے روزگاری کے بعد لیبر مارکیٹ میں دوبارہ داخل ہونا بے روزگاری کے ابتدائی تجربات سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔

سماجی اقدار کی کمزوری: اس بات کے بھی ثبوت موجود ہیں کہ بڑے پیمانے پر بے روزگاری میں کچھ سماجی اقدار کو کمزور کرنے کا رجحان ہے۔ مسلسل بے روزگاری میں مبتلا افراد سماجی انتظامات کی شفافیت کے بارے میں مایوسی پیدا کر سکتے ہیں، اور دوسروں پر انحصار کا تصور بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ اثرات ذمہ داری اور خود انحصاری کے لئے سازگار نہیں ہیں۔ مشاہدے میں آنے والے نوجوانوں کی بے روزگاری کے ساتھ جرائم کا تعلق بے روزگاروں کی مادی محرومی سے کافی حد تک متاثر ہوتا ہے، لیکن اس سلسلے میں ایک کردار نفسیاتی اثرات سے بھی چلتا ہے، جس میں اخراج کا احساس اور ایک ایسی دنیا کے خلاف شکایت کا احساس شامل ہے جو بے روزگاروں کو ایماندارانہ زندگی

گزارنے کا موقع نہیں دیتا ہے۔ عام طور پر، سماجی ہم آہنگی کو ایک ایسے معاشرے میں بہت سے مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو آرام دہ ملازمتوں کے ساتھ بے روزگار (لوگوں کی اکثریت) ، بد بخت اور پریشان انسانوں کی ایک اقلیت کے درمیان سخت تقسیم ہے۔ تنہائی کا پیدا ہونے والا احساس نفسیاتی ہو سکتا ہے، لیکن اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا اخراج اس وجہ سے کم حقیقی نہیں ہو سکتا ہے۔

تاہم، یہاں نشاندہی کردہ مسائل کی فہرست سے یہ واضح ہونا چاہیئے کہ بے روزگاری کا تسلسل بہت سے مختلف طریقوں سے محرومی کا سبب بن سکتا ہے، جن میں سے کچھ پر زور طور پر تعلق رکھتے ہیں اور بے روزگاری سے وابستہ معاشرتی اخراج کے عمل کے ایک حصے کے طور پر تحقیقات کی جا سکتی ہیں۔ بے روزگاری سے براہ راست وابستہ تعلقاتی اخراج بے روزگاری کے سماجی بیگانگی کے ساتھ تعلق کے ذریعے آئینی اہمیت رکھتے ہیں، لیکن ان کے اثرات کی وجہ سے بھی اہم اہمیت ہو سکتی ہے جو بے روزگاری کی وجہ سے دیگر قسم کی محرومیوں کا سبب بن سکتی ہے۔ مسلسل بے روزگاری یقین اطمینان بخش زندگی گزارنے کی صلاحیت سے محرومی کا ایک اہم ذریعہ ہو سکتی ہے۔

20.8 بے روزگاری سے متعلق حکومتی پالیسیاں Government Policies on Unemployment /

ہم نے دیکھا ہے کہ کس طرح بے روزگاری ہماری معیشت اور معاشرے میں ایک شدید رکاوٹ ہے۔ بے روزگاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے کچھ مسائل پر قابو پانے کے لئے حکومت نے کچھ پروگرام بنانے کی کوشش کی ہے۔ ان کا مقصد بے روزگاروں کے لئے فائدہ مند روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔

بے روزگاری کا مقابلہ کرنے کے لئے بہت سے پروگرام ہیں۔ صرف ایک اسکیم رکھنا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی حقیقت پسندانہ کیونکہ جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، بے روزگاری کی مختلف اقسام ہیں۔ ہم نے تعلیم یافتہ بے روزگاری، خواتین میں بے روزگاری، دیہی علاقوں میں ایسے لوگ ہیں جو محفوظ کام تلاش کرنے سے قاصر ہیں وغیرہ۔ ان میں سے ہر شعبے کی خصوصیات مختلف ہیں اور اس لئے ہر ایک کو ایک الگ اسکیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ آیئے ان میں سے کچھ اسکیموں کا جائزہ لیتے ہیں۔

9.20 تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لئے اسکیمیں/ Schemes for Educated Unemployed

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی مدد کے لئے بنیادی طور پر دو طریقے ہیں۔ کچھ ریاستیں جیسے مغربی بنگال، کیرالہ وغیرہ بے روزگاروں کو محدود مدت کے لئے وظیفہ فراہم کرتی ہیں۔ زیادہ تر معاملات میں کم از کم قابلیت میٹرک ہے۔ یہ رقم تین سال تک ۱۰۰ روپے سے لے کر ۲۰۰ روپے ماہانہ تک ہوتی ہے۔ توقع ہے کہ اس اسکیم سے فائدہ اٹھانے والے افراد اس مدت کے اندر روزگار تلاش کر سکیں گے۔

دوسری اسکیم کا مقصد بے روزگار گریجویٹس میں خود روزگار کو فروغ دینا ہے۔ اسے گریجویٹ ایمپلائمنٹ پروگرام کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہاں حکومت گریجویٹس کو ڈسٹرکٹ انڈسٹریسینٹر کی مدد سے چھوٹی صنعتیں یا کاروبار شروع کرنے کے لئے قرض فراہم کرتی ہے۔ ترجیح گریجویٹس (3-5) کے گروپوں کو دی جاتی ہے جو ایک قابل عمل اسکیم کے ساتھ اکٹھے ہوتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ان کی ایک بڑی تعداد مل سکتی ہے۔ ریاستی حکومت عام طور پر انہیں صنعتیں قائم کرنے کے لئے روٹ پرمٹ اور لائسنس الاٹ کرنے میں ترجیح دیتی ہے۔ گریجویٹ اور ڈپلومہ ہولڈر دونوں بے روزگار انجینئروں کو کوآپریٹو بنانے کے بعد چھوٹی صنعتیں قائم کرنے یا سول کنٹریکٹ پر کام کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ وہ کم شرح سود پر قرض حاصل کرنے کے قابل ہیں اور انہیں سرکاری ٹھیکے حاصل کرنے میں ترجیح دی جاتی ہے۔ نوجوانوں میں انٹرپرینیورشپ اور سیلف ایمپلائمنٹ کو فروغ دینے کے لئے حکومت کی جانب سے مختلف تربیتی مراکز بھی کھولے گئے ہیں۔

20.10 دیہی علاقوں کے لئے اسکیمیں/Schemes for Rural Areas

شہری علاقوں میں بے روزگاری کے مسئلے کا سامنا صرف تعلیم یافتہ لوگ نہیں کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بڑی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جن کے پاس اعلیٰ تعلیم نہیں ہے اور جو بے روزگار ہیں۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے دو اہم اسکیمیں ہیں۔ ان میں قومی دیہی روزگار پروگرام (این آر ای پی) اور جواہر روزگار یوجنا (جے آر وائی) شامل ہیں۔

ان اسکیموں کے تحت حکومت پبلک ورکس پروگرام جیسے تعمیر، سڑک کی تعمیر، زمین کی بحالی، آبپاشی کا کام وغیرہ بناتی ہے جو دیہی غریبوں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ اس طرح کی اسکیموں کا فائدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ بے روزگاروں کے گاؤں میں یا اس کے آس پاس واقع ہیں تاکہ انہیں کام کی تلاش میں اپنے گاؤں سے باہر ہجرت نہ کرنا پڑے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ چھپی ہوئی بے روزگاری اور موسمی بے روزگاری کے مسئلے پر قابو پانے میں مدد کرتے ہیں۔ زراعت میں اضافی مزدوروں کو نکال کر ان اسکیموں میں کام دیا جاسکتا ہے۔

دیہی نوجوانوں کے لئے ایک اور اسکیم ہے جسے خود روزگار کے لئے دیہی نوجوانوں کی تربیت (ٹرائی ایس ای ایم) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ منتخب ترقیاتی بلاکس میں کام کرتا ہے۔ یہ دیہی نوجوانوں کو ہنر فراہم کرتا ہے تاکہ وہ روزگار پیدا کرنے والی سرگرمیاں شروع کر سکیں۔ ان میں بنائی، میکانکس کے طور پر تربیت، فٹر وغیرہ شامل ہیں.

20.11 خواتین کے لئے اسکیمیں/ Schemes for Women

مندرجہ بالا اسکیموں کے علاوہ جو مردوں اور عورتوں دونوں کا احاطہ کرتی ہیں، ایسی اسکیمیں ہیں جو بنیادی طور پر خواتین کے لئے ہیں۔ یہ اسکیمیں گھر پر مبنی کام کے ذریعے خواتین کو خود روزگار فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز کارپوریشن (کے وی آئی سی) اس مقصد کے لئے مختلف اسکیمیں فراہم کرتی ہے۔ ان میں کتائی اور بنائی، پاپڑ، اگربتی اور دیگر صارفین کی مصنوعات بنانا شامل

ہیں۔ خام مال خواتین کو فراہم کیا جاتا ہے اور وہ اپنے گھروں میں حتمی مصنوعات بناتے ہیں۔ کے وی آئی سی انہیں ان کی مزدوری کے اخراجات ادا کرتا ہے اور مصنوعات کی مارکیٹنگ کرتا ہے۔ ان اسکیموں سے دیہی غریبوں کی فیملی آمدنی بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔

12.20 اکتسابی نتائج /Learning Outcomes

بے روزگاری اور تعلیم یافتہ بے روزگاری ایک پیچیدہ اور وسیع چیلنج ہے جو جامع حل کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس یونٹ میں ہم نے اس مسئلے سے متعلق بنیادی وجوہات، نتائج اور ممکنہ مداخلتوں کا پتہ لگایا ہے۔ تعلیم یافتہ بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے جس میں تعلیمی اداروں، پالیسی سازوں، صنعتوں اور افراد کے مابین تعاون شامل ہے۔ جدوجہد کو تعلیم کو مارکیٹ کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے، انٹرپرینیور شپ کو فروغ دینے اور ایک ایسا ماحول پیدا کرنے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے جو تعلیم سے بامعنی روزگار کی طرف منتقلی کی سہولت فراہم کرے۔ مہارتوں کے فرق کو سمجھ کر، تعلیمی نظام کے کردار کا اندازہ لگا کر، اور سماجی و اقتصادی مضمرات پر غور کرکے، ہم ایک ایسے مستقبل کی طرف کام کر سکتے ہیں جہاں تعلیم افرادی قوت کے ابھرتے ہوئے مطالبات کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے، اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ افراد جدید ملازمت کی مارکیٹ کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ تعلیمی اداروں، پالیسی سازوں اور صنعتوں کو شامل کرتے ہوئے اجتماعی اقدامات کا مطالبہ ہے تاکہ تعلیم اور روزگار کے درمیان فرق کو کم کیا جاسکے اور زیادہ جامع اور خوشحال مستقبل کی راہ ہموار کی جاسکے۔

20.13 کلیدی الفاظ/Key Words

تعلیم: تعلیم ترقی کا ایک طاقتور محرک ہے اور غربت کو کم کرنے اور صحت، صنفی مساوات، امن اور استحکام کو بہتر بنانے کے لئے مضبوط ترین آلات میں سے ایک ہے۔

سماجی اخراج: سماجی اخراج ایک ایسی صورتحال کی وضاحت کرتا ہے جہاں ہر کسی کو ان مواقع اور خدمات تک مساوی رسائی حاصل نہیں ہے جو انہیں مہذب، خوشگوار زندگی گزارنے کی اجازت دیتا ہے۔

بے روزگاری: بے روزگاری ایک ایسی اصطلاح ہے جو ایسے افراد سے مراد ہے جو ملازمت کے قابل ہیں اور فعال طور پر ملازمت کی تلاش میں ہیں لیکن ملازمت تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔

گردشی بے روزگاری: گردشی بے روزگاری سے مراد وہ بے روزگاری ہے جو کاروباری چکر میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہوتی ہے، یعنی معاشی اتار چڑھاؤ یا مندی۔

ساختی بے روزگاری: ساختی بے روزگاری کو بے روزگاری کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو ملازمتوں اور مہارتوں کے مابین عدم توازن، یا معیشت میں دیگر طویل مدتی تبدیلیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

14.20 اپنی معلومات کی جانچ/Test Your Knowledge

.1 تعلیم کی سطح بے روزگاری کے امکانات کو کس طرح متاثر کرتی ہے؟

____

____

____

____

____

.2 تعلیمی عدم مساوات بے روزگاری کے عدم مساوات میں کس طرح کردار ادا کر سکتی ہے؟

____

____

____

____

____

.3 بے روزگاری کی شرح کو کم کرنے میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کیا کردار ادا کرتی ہے؟

15.20 نمونہ امتحانی سوالات Sample Questions for Examination /

معروضی سوالات Multiple Choice Questions/

1. اعلیٰ تعلیم اور بے روزگاری کے درمیان کیا تعلق ہے؟
   a. اعلیٰ تعلیم ہمیشہ روزگار کی ضمانت دیتی ہے۔
   b. اعلیٰ تعلیم بے روزگاری کے امکانات کو کم کر سکتی ہے۔
   c. اعلیٰ تعلیم سے بے روزگاری کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔
   d. تعلیم اور بے روزگاری میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

2. پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم بے روزگاری کو کس طرح متاثر کر سکتی ہے؟
   a. بے روزگاری پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔
   b. اس سے بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔
   c. یہ خصوصی مہارت فراہم کر کے بے روزگاری کو کم کر سکتا ہے۔
   d. یہ ضرورت سے زیادہ روزگار کا باعث بنتا ہے۔

3. معاشی کساد کے دوران، کس قسم کی بے روزگاری کا زیادہ امکان ہے؟
   a. ساختی بے روزگاری
   b. گردشی بے روزگاری
   c. بے روزگاری میں اضافہ

d. موسمی بے روزگاری

4. آجروں کی طرف سے طلب کردہ مہارتوں اور افرادی قوت کے پاس موجود مہارتوں کے درمیان عدم توازن کی اصطلاح کیا ہے؟

a. ساختی عدم توازن
b. تعلیمی عدم مساوات
c. ہنر کا فرق
d. تکنیکی تعطل

5. گلوبلائزیشن بے روزگاری کو کیسے متاثر کر سکتی ہے؟

a. بے روزگاری پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔
b. یہ ہمیشہ بے روزگاری کی شرح کو کم کرتا ہے.
c. اس سے ملازمت کی آؤٹ سورسنگ اور مسابقت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔
d. یہ صرف ٹیکنالوجی کے شعبے میں روزگار کو متاثر کرتا ہے۔

6. بے روزگاری پر معیاری تعلیم تک محدود رسائی کا ممکنہ نتیجہ کیا ہے؟
a. بے روزگاری کی شرح میں کمی
b. کم ہنر مند ملازمتوں کی مانگ میں اضافہ
c. زیادہ مسابقتی ملازمت کی مارکیٹ
d. ملازمت کے اطمینان کی اعلیٰ شرح

7. معاشی توسیع کے دوران، کس قسم کی بے روزگاری میں کمی کا زیادہ امکان ہے؟

a. ساختی بے روزگاری

b. گردشی بے روزگاری
c. بے روزگاری میں اضافہ
d. موسمی بے روزگاری

8. معیشت کے ڈھانچے میں تبدیلی کے نتیجے میں بے روزگاری کی اصطلاح کیا ہے؟
a. گردشی بے روزگاری
b. ساختی بے روزگاری
c. بے روزگاری میں اضافہ
d. موسمی بے روزگاری

9. تعلیمی عدم مساوات بے روزگاری کے عدم مساوات میں کس طرح کردار ادا کر سکتی ہے؟

a. بے روزگاری پر اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔
b. تعلیمی عدم مساوات ہمیشہ بے روزگاری کو کم کرتی ہے۔
c. اس سے معیاری تعلیم تک رسائی محدود ہو سکتی ہے، جس سے روزگار میں عدم مساوات پیدا ہو سکتی ہے۔
d. تعلیمی عدم مساوات صرف اعلی ہنر مند ملازمتوں کو متاثر کرتی ہے۔

10. اس صورت حال کو بیان کرنے کے لئے کون سی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی ایسی ملازمت میں کام کر رہا ہو جس کے لئے اس کی تعلیم کی سطح کی ضرورت نہیں ہے؟

a. کثرت روزگار (Overemployment)
b. جزوی ملازمت (Underemployment)
c. روزگار میں عدم توازن
d. تعلیمی خلا

درجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (۳۰) سطروں میں دیجئے۔

1. تعلیمی نظام کس طرح طلباء کو افرادی قوت کے ابھرتے ہوئے مطالبات کے لئے بہتر طور پر تیار کر سکتا ہے، جس سے بے روزگاری کے امکانات کو کم کیا جا سکتا ہے؟
2. تعلیمی عدم مساوات مختلف سماجی گروہوں کے درمیان بے روزگاری کی شرح میں عدم مساوات میں کس طرح کردار ادا کر سکتی ہے؟
3. تعلیمی حصول اور کم روزگاری کے درمیان تعلق پر تبادلہ خیال کریں، ان حالات پر روشنی ڈالیں جہاں افراد اپنی تعلیمی قابلیت سے کم ملازمتوں میں کام کرتے ہیں۔

درجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجئے۔

1. پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم بے روزگاری کو کس طرح متاثر کرتی ہے؟
2. مخصوص مہارتوں کی طلب پر تکنیکی ترقی کے اثرات اور بے روزگاری کی شرح کے ساتھ اس کے تعلق کی جانچ پڑتال کریں۔
3. تعلیم یافتہ بے روزگار سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

16.20 تجویز کردہ مواد/Suggested Readings

Ahuja Ram. 2008. Indian Social System, Rawat publication, Jaipur.
Behari, B. 1983. *Unemployment, Technology and Rural Poverty*, Vicaes Publishing House: New Delhi.
Raab, E and Selznick, G. J. 1964. Major Social Problems. USA: Harper and Row.
Sen, Amartya. 2000. Social Exclusion: Concept, Application, and Scrutiny. Philippines: Asian Development Bank.
Shama G. L. (2015) Social Issues, Rawat Publication Jaipur, P. 419.

مصنف: ڈاکٹر بدر افشاں، اسسٹنٹ پروفیسر، سینٹر فار دی اسٹڈی آف سوشل ایکسکلوژن اینڈ انکلوسیو پالیسی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ 110025

سماجی نقل پذیری کا تصور
(Concept of Social Mobility)

اکائی کے اجزا

0.21 تمہید
1.21 مقاصد
21.2 سماجی نقل پذیری: معنی اور تعریف
21.3 سماجی نقل پذیری کے تصور کی ابتداء
21.4 سماجیات کی سماجی نقل پذیری میں دلچسپی کی وجوہات
21.5 سماجی نقل پذیری اور سماجی درجہ بندی
21.6 سماجی نقل پذیری کا سٹرکچرل فنکشنلسٹ نقطہ نظر
21.7 سماجی نقل پذیری کا تنازعتی نقطہ نظر
821. سماجی نقل پذیری کا سمبولک انٹرایکشنٹ نقطہ نظر
921. سماجی نقل پذیری کے عوامل اور ہندوستان
21.10 عصری معاشرے میں سماجی نقل پذیری کے مواقع
21.11 اکتسابی نتائج
21.12 نمونہ امتحانی سوالات
21. 13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

0.21 تمہید (Introduction)

مواقع کی مساوات کو لے کر اٹھی تحریکات سے تمام لوگ، چاہے ان کے سیاسی عقائد کچھ بھی ہوں، اتفاق رکھتے ہیں۔ مواقع کی مساوات کی بحث معاشرے کے ہر ایک فرد کو مناسب موقع فراہم کرنے کے بارے میں ہے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کا ادراک کر سکیں۔ ایک ایسا معاشرہ جو مواقع

کی مساوات کو اہمیت دیتا ہے کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کو ان کی مہارتوں اور محنت کا بدلہ دیا جائے قطع نظر اس کے کہ وہ کس خطے، طبقے، ذات برادری یا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب ایک ایسے معاشرے کا تصور کریں جہاں کوئی بھی شخص چاہے وہ جس قوم سے بھی تعلق رکھتا ہو، اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر آگے بڑھ سکتا ہے اور کامیاب ہو سکتا ہے۔ ایک انصاف پر مبنی معاشرہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ ایسے معاشرے کی تعمیر ہو جہاں سماجی نقل پذیری آسان ہو، تاکہ ہر ایک کو اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کی بنیاد پر کامیابی حاصل ہو۔ اِس اکائی میں بہت تفصیلی انداز میں سماجی نقل پذیری کو سمجھیں گے۔

1.21 مقاصد(Objectives)

- اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ جانیں گے کہ:
- سماجی نقل پذیری کیا ہے، اور یہ اصطلاح کب اور کیسے وجود میں آئی
- سماجیات کی دلچسپی اس میں کیوں ہے۔
- نقل پذیری کی بحث سماجی انصاف کے لیے کیوں اہم ہے۔
- موجودہ سماجی ساخت اور سماجی نقل پذیری میں کیا واسطہ ہے۔
- سماجیات کے مختلف نقطہ نظر سماجی نقل پذیری کی کیا تشریح کرتے ہیں۔

2.21 سماجی نقل پذیری: معنی اور تعریف: MEANING AND DEFINITION OF SOCIAL MOBILITY

سماجی نقل پذیری سماجیات میں ایک بہت اہم تصور ہے۔ اس سے مراد افراد یا گروہ کا سماجی درجہ بندی میں ایک سماجی حیثیت سے دوسری سماجی حیثیت میں منتقل ہونا ہے۔ جب ہم سماجی نقل پذیری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم افراد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھتے ہیں، جیسے کہ ان کی تعلیم کی سطح، آمدنی، ملازمت کی قسم، اور سماجی طبقے جن سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔ یہ وہ تمام علامتیں ہیں جن کی بنیاد پر سماجی نقل پذیری کی رفتار کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

جس سماج میں نقل پذیری کی رفتار بہت کم ہوتی ہے وہاں افراد کی ترقی یا افراد کی سماجی حیثیت میں تبدیلی ان کی زندگی کے نقطہ آغاز سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ اعلی طبقے سے تعلق رکھنے والے بچے مراعات یافتہ رہتے ہیں، جب کہ نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے بچے اکثر تعلیم، آمدنی، دولت اور پیشے کے لحاظ سے مسلسل پیچھے رہتے ہیں۔ نقل پزیری کا یہ فقدان نہ صرف مجموعی سماجی ترقی میں رکاوٹ ہے بلکہ معاشرے میں فلاح و بہبود کی رفتار کو بھی کم کرتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر سماجی نقل پذیری کا فقدان سماجی ہم آہنگی اور جمہوریت کے لیے بھی ایک بہت بڑا خطرہ بن جاتا ہے۔

اس کے برعکس، جن معاشروں میں سماجی نقل پذیری کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے وہاں انفرادی ترقی فرد کی سماجی حیثیت سے طے نہیں ہوتی۔ بلکہ مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے بچوں کو اپنی کوششوں کی بنا پر تمکین و ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

سماجی نقل پذیری کی رفتار ماپنے کے لیے تین بنیادی عناصر تعلیم، آمدنی اور سیاسی قوت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ان تینوں عناصر میں کسی بھی طرح کی تبدیلی مثبت یا منفی سماجی نقل پذیری کا پتا دیتی ہے۔ مثال کے طور پر، ناخواندہ خاندان سے کوئی شخص کالج کی تعلیم حاصل کرتا ہے تو یہ اس خاندان کے لیے علمی نقل پذیری کا پتہ دیتا ہے۔ اسی طرح، ایک شخص جو کم ہنر مند ہوتا ہے لیکن مہارت اور تجربے کے ذریعے اعلیٰ معاوضہ اور زیادہ باوقار پیشے کی طرف بڑھتا ہے تو یہ پیشہ وارانہ نقل پذیری کی مثال ہے۔ والدین کے مقابلے میں بچوں کی اعلیٰ سماجی و اقتصادی حیثیت کا حصول نسلی نقل پذیری کی نشاندہی کرتا ہے۔

گولڈ ہمر (Goldhamer) کے مطابق سماجی نقل پذیری ایک مخصوص سماجی درجہ بندی کے اندر افراد، خاندانوں اور گروہوں کا ایک سماجی حیثیت سے دوسری سماجی حیثیت میں منتقل ہونا ہے۔ یہ منتقلی مختلف عوامل سے متاثر ہوتی ہے جیسے کسی شخص کی سماجی حیثیت، ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کی حیثیت، ان کی رہائش گاہ، تعلیم، کیریئر، اور سماجی روابط وغیرہ۔ اُنکا یہ بھی کہنا ہے کہ افراد کی اوپر یا نیچے کی طرف نقل پذیری مختلف گروہوں کے درمیان تعلقات کو متاثر کرتی ہے۔

کوکشن اور جانس (Coxon and Jones) کے مطابق، سماجی نقل پذیری میں افراد اور گروہوں کے ذریعے استعمال کی جانے والی نقل پذیری کی حکمت عملیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور اس بات کا مطالعہ کیا جاتا کہ افراد منتقلی کے لیے موجودہ سماجی ساخت میں نقل پذیری کے مواقع کیسے تلاش کرتے ہیں۔ یعنی سماجی نقل پذیری رائج معاشرتی نظام کی طرف سے پیش کردہ مواقع، ان مواقع کے بارے میں آگاہی، افراد کی ان کو حاصل کرنے کی صلاحیت، اور اپنی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لیے مواقع اور وسائل پر کنٹرول حاصل کرنے کا نتیجہ ہے۔

مشہور ماہر سماجیات سوروکن (Sorokin) سماجی نقل پذیری کی تعریف یوں کرتا ہے کہ ایک مخصوص سماجی ساخت کے اندر انسانی سرگرمی کے ذریعے افراد یا سماجی عناصر میں کسی بھی طرح کا تغیر جو انہیں ایک سماجی مقام سے دوسری میں منتقلی کر دے، یعنی افراد یا گروہ کا اپنی کوششوں کی بنیاد پر اپنی حیثیت کو بڑھانا یا کم کرنا، سماجی نقل مکانی کہلاتا ہے۔ یہ منتقلی ایک سماجی حیثیت سے دوسری سماجی حیثیت میں پہنچاتی ہے، چاہے اوپر کی طرف ہو یا نیچے کی طرف۔ نیز یہ مقامی نقل و حرکت سے الگ ہوتی ہے جسے جغرافیائی نقل مکانی (Migration) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

3.21 سماجی نقل پذیری کے تصور کی ابتداء: ORIGIN OF THE SOCIAL MOBILITY CONCEPT

روسی نژاد امریکی ماہر سماجیات اور سیاسی کارکن پیتیریم سوروکین (Pitirim Sorokin) نے سب سے پہلے 1882 میں اپنی کتاب "سوشل اینڈ کلچرل موبلٹی (Social and cultural mobility)" میں سماجی نقل پذیری کا تصور پیش کیا۔ سوروکین کہتا ہے کہ ایسا کوئی معاشرہ نہیں جو مکمل طور پر آزاد ہو، یعنی جس میں ہر ایک فرد کے لیے آگے بڑھنے اور ترقی راہ کرنے کے پورے پورے مواقع ہوں (جیسے طبقاتی نظام) اور کوئی ایسا معاشرہ نہیں جو مکمل طور پر بند ہو یعنی جس میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے لیے افراد کے پاس یکساں مواقع بلکل بھی نہ ہوں (جیسے ہندوستان میں ذات پات کا نظام)۔ یعنی حقیقی طور پر معاشرے ان دونوں انتہاؤں کے بیچ ہوتے ہیں، وہ ساختی طور پر افراد

کے آگے ک چھ رکاوٹیں تو حائل کرتے ہیں لیکن اسی معاشرے میں کچھ مواقع بھی ہوتے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر افراد تمکین و ترقی کی منزلیں طے کر سکتے ہیں۔ مزید سوروکین کہتا ہے کہ کوئی بھی دو معاشرے نقل پذیری کی ترغیب دینے یا اس میں رکاوٹیں ڈالنے کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ایک ہی معاشرے کے اندر سماجی نقل پذیری کی رفتار تاریخی طور پر بدلتی بھی رہتی ہے۔ حقیقی طور پر سماجی نقل پذیری کا عمل ایک مسلسل عمل ہے اور یہ ہر ایک سماج میں ہوتا ہے۔ نقل پذیری سے حاصل ہونے والے فوائد دراصل سماجی نقل پذیری کا محرک ہوتے ہیں۔ لوگ جب معاشرے میں نقل پذیری کی کوشش کرتے ہیں اور نئے کردار کے لیے خود کو تیار کرتے ہیں تو انہیں بہتر معیار زندگی اور ڈھیروں آسائشیں حاصل ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ معاشرے میں لوگ نقل پذیری کے لئے باہم مقابلہ اور تعاون بھی کرتے ہیں۔

4.21 سماجیات کی سماجی نقل پذیری میں دلچسپی کی وجوہات: REASONS BEHIND CURIOSITY OF SOCIOLOGISTS TO READ SOCIAL MOBILITY

مندرجہ ذیل کچھ وجوہات ہیں جن کو پڑھنے کے بعد ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں سماجی نقل پذیری ایک ایسا موضوع ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

1. مواقع کی مساوات: کسی بھی معاشرے میں سماجی نقل پذیری کی آزادی اشارہ کرتی ہے معاشرہ اپنے اراکین کو مساوی مواقع فراہم کرتا ہے۔ یعنی ایسے معاشروں میں افراد کی ترقی اس بات پر مناسب نہیں ہوتی کہ وہ کون سے مذہب ذات یا جنس میں پیدا ہوئے ہیں یا ان کا خاندانی پس منظر کیا ہے یا وہ کس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کی بنیاد کی پر افراد اپنی سماجی و اقتصادی حیثیت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔
2. صلاحیت پر مبنی نظام: سماجی نقل پذیری میرٹوکریسی (Meritocracy) نظام سے بڑی گہرائی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یہاں افراد کو ان کی مہارت، قابلیت اور محنت کی بنیاد پر انعام دیا جاتا ہے۔ سماجی نقل پذیری کی تیز رفتار والے معاشرے میں یہ نظام کافی صاف اور ظاہری طور پر دیکھا جا سکتا ہے جو عدل کو فروغ دیتا ہے۔
3. اقتصادی ترقی: سماجی نقل پذیری کی تیز رفتار والے معاشرے میں اکثر اقتصادی ترقی اپنے پائے تکمیل پر پہنچ رہی ہوتی ہے۔ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی خواہش سے تخلیقی ذرائع، جدت، پیداواری صلاحیت کو فروغ ملتا ہے جو اقتصادی ترقی کا باعث بنتا ہے۔
4. سماجی ہم آہنگی: سماجی نقل پذیری عدم مساوات کو کم کرتا ہے جس سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے سماجی و نفسیاتی مسائل سے آزاد ہوتے ہیں خاص کر ناراضگی اور غصے کے جذبات سے جو اکثر غربت لاچاری میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک خاص سماجی طبقے کے خلاف ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے مسائل کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور اس طرح سماجی نقل پذیری سماجی ہم آہنگی کو بڑھاتی ہے۔
5. انسانی سرمائے کی ترقی: سماجی نقل پذیری کا انسانی سرمائے کی ترقی سے بہت گہرا ربط ہے۔ جب کوئی معاشرہ نقل پذیری کی آزادی فراہم کرتا ہے تو اس معاشرے میں تعلیم اور ہنر کے میدان میں افراد کافی سرمایہ لگاتے ہیں۔ جو ان کی ترقی کا ایک اہم وسیلہ ہوتا ہے۔
6. سماجی انصاف: سماجی انصاف کے حصول میں پہلا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے عدم مساوات ختم کیا جائے اور تمام لوگوں کو

آگے بڑھنے کی یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔اس صورت میں نقل پذیری ایک اہم عمل ہوتا ہے جس کے ذریعے پچھڑے ہوئے گروہ کو سب کے ساتھ لا کے کھڑا کر دیا جاتا ہے اور اس طرح سماجی انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

21.5 سماجی نقل پذیری اور سماجی درجہ بندی: SOCIAL STRATIFICATION AND SOCIAL MOBILITY

سماجی نقل پذیری کو ماپنے اور اس کو اچھی طرح سے سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم کسی بھی معاشرے میں رائج سماجی درجہ بندی کی نوعیت کا گہرا علم رکھیں۔ وہ اس لیے کہ سماجی نقل مکانی کی رفتار اس سماج میں موجود سماجی درجہ بندی کے ذریعے ہی طے ہوتی ہے۔اسی لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ کیسے درجہ بندی کی مختلف نظام سماجی نقل پذیری کو متاثر کرتے ہیں۔

ہر ایک معاشرتی نظام موضوں انداز میں چلنے کے لیے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس میں ایسے اصول اور انتظامات قائم کیے جائیں جو معاشرے کو منظم رکھ سکیں تاکہ کسی بھی طرح کی بدامنی سے بچا جا سکے۔ یہ اصول ہی طے کرتے ہیں کہ مختلف گروہ کے درمیان تعلقات کیسے طے پائیں گے یا ایک ہی گروہ میں افراد کے درمیان سماجی تعاملات کیسے عمل میں آئیں گے۔ لیکن یہ سماجی اصول اور انتظامات کسی بھی معاشرے کے اقدار اور وہاں کی تہذیب کے زیر اثر وجود میں آتے ہیں۔اس طرح ہر ایک معاشرہ ایک مختلف نوعیت کی سماجی درجہ بندی تشکیل دیتا ہے جس میں سماج کے مختلف گروہ کو مختلف سماجی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کچھ معاشرے تو ایسے ہوتے ہیں جن میں کسی بھی سماجی گروہ کی حیثیت جوں کی توں رہتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی ہے اور کچھ معاشرے ایسے ہوتے ہیں جہاں افراد اور گروہ کی سماجی حیثیت بدلتی رہتی ہے۔

جن معاشروں میں سماجی اقدار انصاف پر مبنی ہوتی ہیں وہ ایسی درجہ بندی تشکیل دیتی ہیں جہاں سماجی حیثیت کے بدلنے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں یعنی نقل پذیری میں سماج افراد کی کوششوں کو مقدم رکھتا ہے اور اس بنا پر ان کی نقل پذیری تشکیل پاتی ہے جبکہ وہ معاشرے جو ظلم پر قائم ہوتے ہیں یا جن کی قدریں غیر جانبدارانہ ہوتی ہیں وہ درجہ بندی کا ایسا نظام تشکیل دیتے ہیں جہاں افراد کی تمکین و ترقی کی بنیاد محض ایک مخصوص سماجی طبقے میں پیدا ہونے پر رکھی جاتی ہے اور یہاں نقل پذیری کے امکانات نہ کے برابر ہوتے ہیں۔ معاشرہ نہ صرف ایسے اصول بناتا ہے بلکہ ان کو سزائیں بھی دیتا ہے جو افراد سماجی نقل پذیری کے خواہاں ہوتے ہیں۔اس طرح سماجی درجہ بندی کے مختلف نظام سماجی نقل پذیری کے لیے مخصوص ماحول فراہم کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، ہندوستانی معاشرے میں جہاں ذات پات کا نظام ایک مضبوط اور پائیدار نظام کے طور پر ابھی بھی پوری طرح غالب ہے۔ ہندوستانی معاشروں میں افراد کی تمکین و ترقی اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ ذات کے کس درجے میں پیدا ہوا ہے۔اور پھر پیدائش سے ہی اس کی زندگی کے تمام فیصلے کر دیے جاتے ہیں اور معاشرتی اصول بالواسطہ اور بلاواسطہ بھی اجازت نہیں دیتے کہ جو ذات نچلے پائیدان پر ہے ان سے اگے بڑھ جائے جو اوپری پائیدان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ایک دلت کتنی بھی کوششیں کر لیں لیکن معاشرتی ساخت اور درجہ بندی انہیں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے سے روکتی ہے۔ مختصراً یہ کہ ہندوستانی معاشرہ ہر ایک ذات کے لیے مخصوص انعامات کی تقسیم کرتا ہے اور یہ تقسیم محنت اور کوششوں کی بجائے ایک خاص سماجی گروہ میں پیدا ہونے پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر کوئی براہمن خاندان میں پیدا ہو گیا تو اس کے لیے مختلف

انعامات ہیں اور وہ جو دولت خاندان میں پیدا ہو گیا اس کے لیے مختلف انعامات وضع کیے گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نچلی ذات میں پیدا ہونے والا فرد ہمیشہ کے لیے دبا کچلا بنا دیا جاتا ہے۔ اور اوپری ذات میں پیدا ہونے والا فرد ہمیشہ کے لیے ڈھیروں انعامات کا حقدار ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف طبقاتی نظام ہے، یہاں درجہ بندی کا ایسا نظام قائم ہے جو افراد کی تمکین و ترقی ان کی پیدائش سے طے نہیں کرتا بلکہ کوششوں اور محنتوں کے بدلے وہ انعامات کی تقسیم کرتا ہے۔ جو شخص جتنی محنت کرے گا اس کو اتنا انعام دیا جائے گا۔ اگر کوئی غریب ہے تو اپنی محنت اور لیاقت کا استعمال کر کے امیر بن سکتا ہے۔ یہاں نقل پذیری کی رفتار بہت ہی تیز ہوتی ہے۔ کیونکہ افراد اپنی مہارت، تعلیم اور کوششوں کی بنیاد پر مختلف سماجی درجہ سے گزر سکتے ہیں۔ حالانکہ طبقاتی نظام کے بارے میں بھی بہت سے ماہرین سماجیات خاص کر وہ جو کارل مارکس کے متبعین ہیں مانتے ہیں کہ ذات پات کے نظام کی طرح یہ نظام بھی افراد کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی مکمل آزادی نہیں دیتا۔

6.21 سماجی نقل پذیری کا سٹرکچرل فنکشنلسٹ نقطہ نظر: STRUCTURAL FUNCTIONALIST PERSPECTIVE OF SOCIAL MOBILITY

اسٹرکچرل فنکشنلزم (Structural functionalism) کا نقطہ نظر معاشرے کی ایک مخصوص طرز سے وضاحت کرتے ہوئے سماجی نقل پذیری کی فہم پیدا کرتا ہے۔ اس نق طہ نظر کے مطابق معاشرے کا نظام اس وقت وجود میں آتا ہے جب اسکے مختلف حصے آپس میں مربوط ہو کر ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ یہ ایک ساتھ مل کر سماجی توازن اور نظم کو برقرار رکھنے کے لیے تعاون کرتے ہیں۔ یعنی سماجی نظام ایک منظم مشین کے مترادف ہے جہاں ہر جز و بخوبی اپنے کردار کو ادا کرتا ہے تاکہ پوری مشین سہی ڈھنگ سے چل سکے۔ جس طرح ایک مشین کو ضرورت ہوتی ہے کہ اس سے لیے جانے والے کام کچھ خاص پرزوں کے بغیر ممکن نہیں اسی طرح سماجی نظام کو برقرار رہنے اور صحیح ڈھنگ سے چلنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تمام تر ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے وہ تمام ادارے موجود ہوں جو اس کے نظم کو برقرار رکھ سکیں۔ اداروں کی اہمیت کو وہ اس طرح سے بھی تعبیر کرتے ہیں کہ ہر ایک سماج کی کچھ ضرورتیں ہوتی ہیں اور ان تمام ضرورتوں کی تکمیل کے لیے کچھ خاص اداروں کا ہونا بہت ضروری ہے۔

اسٹرکچرل فنکشنلزم (Structural functionalism) کے نزدیک سماجی درجہ بندی ایک ایسا ہی سماجی ادارہ ہے۔ سماجی درجہ بندی کے بغیر کسی بھی معاشرے کا تصور ممکن نہیں۔ یہ درجہ بندی اس وجہ سے ہوتی ہے تاکہ موزوں ترین لوگ مناسب ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں۔ ہر ایک کردار کی صحیح ادائیگی کے لیے خاص صلاحیت درکار ہے۔ یہاں سے سماجی نقل پذیری کی بحث زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ سماجی نقل پذیری کی جدوجہد بہترین افراد کے حوالے سماج کی اہم ذمہ داریاں کو کرنے کی ایک سماجی کوشش ہے۔

اس نقطہ نظر میں، تعلیم اور میرٹوکریسی (Meritocracy) یعنی لیاقت وصلاحیت پر کلیدی زور دیا جاتا ہے کیونکہ یہ وہ اہم عوامل ہیں جو ایک مخصوص درجہ بندی کے اندر فرد کی سماجی نقل پذیری کو ممکن بناتے ہیں۔ معاشرہ نقل پذیری کے عوامل اور ذرائع پر اجتماعی طور پر متفق ہوتا ہے۔ معاشرہ نقل پذیری کی دروازے سبھی کے لیے کھلے رکھتا ہے۔ نقل پذیری کی بنیاد تعلیم اور میرٹوکریسی (Meritocracy) ہوتی ہے نہ کہ سماجی حیثیت و رتبہ۔ مثال کے طور پر ایک غریب خاندان سے تعلق رکھنے والے فرد کا اعلی تعلیم حاصل کرنا اور ایک بہترین ملازمت

اختیار کرنا۔ یہ مثال اسٹرکچرل فنکشنلزم(Structural functionalism) کے اس یقین کی ع کاسی کرتا ہے کہ سماجی درجہ بندی افراد کو ان کی مہارتوں اور قابلیت کی بنیاد پر انعام دینے کے لیے بنائی گئی ہے۔اس تناظر میں، تعلیم سماجی ترقی کے اہم ذریعہ کے طور پر کام کرتی ہے، جو نہ صرف فرد کی ذاتی ترقی کو یقینی بناتا ہے بلکہ معاشرے میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔

ماہرین سماجیات جیسے ایمائل درخیم اور ٹیلکاٹ پارسن، نے اسٹرکچرل فنکشنلزم(Structural functionalism)کے نقطہ نظر کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اسٹرکچرل فنکشنلزم(Structural functionalism) کے نقطہ نظر سے، ہمیں گہری بصیرت حاصل ہوتی ہے کہ طرح تعلی م، میرٹوکریسی یعنی لیاقت وصلاحیت، اور سماجی ڈھانچے کا باہمی تعامل سماجی نقل پذیری کے عمل کو متاثر کرتا ہے۔ لہذا یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ عناصر الگ تھلگ نہیں بلکہ باہم مربوط ہیں اور وسیع تر سماجی تانے بانے کے اندر افراد ترقی کی ترقی کے لیے مواقع فراہم کرتے ہیں نیز افراد کی ترقی سماجی ترقی کی ضامن ہے۔

7.21 سماجی نقل پذیری کا تنازعتی نقطہ نظر: CONFLICT PERSPECTIVE OF SOCIAL MOBILITY

تنازعتی نظریہ(Conflict Theory) معاشرے کو ایک میدان جنگ کے طور پر پیش کرتا ہے۔اس نقطہ نظر کا ماننا ہے کہ مختلف سماجی گروہ وسائل کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔اور یہ مقابلہ ہی سماج کی اصل ہے۔ معاشرے کے تمام قوانین اس طرح قائم ہوتے ہیں کہ وہ طاقتور گروہ کی حمایت کرتے ہیں اور موجودہ نظام پوری کوشش کرتا ہے کہ طاقت کا یہ توازن کبھی نہ بدلے لہذا جو پیچھے رہ جاتا ہے وہ ہمیشہ کے لیے پیچھے رہ جاتا ہے اور جو طاقتور ہوتے ہیں یا جن کو وسائل دستیاب ہوتے ہیں ان کے لیے یہ وسائل ہمیشہ کے لیے ہوتے ہیں۔ لہذا سماجی نقل پذیری کسی بھی طرح معاشرے میں ممکن نہیں جب تک کہ پورا سماجی نظام اس کے اصول و قوانین کو بدل نہ دیا جائے۔ لہذا اگر غور کریں کہ سماجی طور پر خوشحال آباد کون لوگ ہیں تو بیشتر مثالیں اس کی ملیں گی کہ جن کو ترقی کے مواقع ملے وہ وہی ہیں جن کی سماجی حیثیت پہلے ہی سے بہتر اور سازگار تھی۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر بشتر غریب خاندان میں پیدا ہونے والے افراد غریب ہی رہتے ہیں۔ تو اس طرح سماجی نقل پذیری کے لیے یکساں مواقع فراہم نہیں ہوتے اور عدم مساوات ایک مستقل سماجی مظہر کے طور پر قائم ودائم رہتی ہے۔ اس لیے میرٹوکریسی کا تصور یعنی لیاقت وصلاحیت کا خیال بے معنی ہے۔اس نقطہ نظر کی تائید کرنے والوں میں کارل مارکس کے متبعین اور حقوق نسواں کے علمبردار شامل ہیں۔ کال مارکس جہاں سماج کے اقتصادی نظام پر زور دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اقتصادی وسائل کی غیر مساوی تقسیم ایسا سماجی نظام قائم کرتا ہے جہاں دو گروہ پیدا ہوتے ہیں ایک وہ جن کے پاس پیداوار کے وسائل ہوتے ہیں اور وہ جن کے پاس پیداوار کے وسائل نہیں ہوتے۔ جن کے پاس وسائل ہوتے ہیں وہ ہمیشہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں اور جن کے پاس وسائل نہیں ہوتے وہ مستقل پستے اور پیچھے رہتے ہیں۔ حقوق نسواں کے علمبردار جنس کی بناپر سماجی نظام کو عدم مساوات کا حامی بتاتے ہیں۔ سماجی نظام کے اصول مردوں کے بنائے قوانین کے مطابق ہوتے ہیں اور یہ اصول عورتوں کو کسی بھی طرح کی سماجی نقل پذیری سے روکتے ہیں۔ بلکہ موجودہ سماجی قوانین میں یہ

گنجائش نہیں کہ خواتین مردوں سے آگے بڑھ جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تنازعاتی نظریہ(Conflict Theory) سماجی نقل پذیری کے عمل میں شامل سماجی جدوجہد و مقابلہ کو سماج کی اصل قرار دیتا ہے،اس بات پر زور دیتا ہے کہ کس طرح معاشی وصنفی تفاوت سماجی تقسیم کی تخلیق میں اوراسے برقرار رکھنے میں معاون ہیں۔طاقت کی ان حرکیات(Dynamics) کا جائزہ لے کر ہم نے ان چیلنجوں کی گہری سمجھ حاصل کی جن کا سامناافراد کو عدم مساوات اور مسابقتی مفادات سے لبریز معاشرے میں نقل پذیری کے عمل میں ہوتا ہے۔

8.21 سماجی نقل پذیری سمبولک انٹریکشنٹ کا نقطہ نظر: SYMBOLIC INTERACTIONIST PERSPECTIVE OF SOCIAL MOBILITY

سمبولک انٹریکشنزم(Symbolic Interactionism) کا نقطہ نظر سماجی حقیقت کی ایک مختلف تشریح بیان کرتا ہے۔سمبولک انٹریکشنزم روزمرہ کی زندگی میں ہونے والے سماجی تعاملات کا مطالعہ کرتا ہے اور فرد کے ذریعے استعمال ہونے والے سماجی علامتوں کا مطالعہ کرکے سماج کی تشریح کرتا ہے۔ سماجی علامتوں کی تخلیق معاشرے کے افراد آپس میں مل کر کرتے ہیں۔اس کی مدد سے ہی سماجی تعامل ممکن ہو پاتا ہے۔اس نظریے کا ماننا ہے کہ سماجی حقیقت مکمل طور سماجی تخلیق و تعمیر ہے۔سماجی تبدیلی کے ساتھ سماجی حقائق میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔یہ نظریہ سماجی نقل پذیری کی ایک منفرد زاویے سے تشریح کرتا ہے۔جبکہ اس نظریے کا ماننا ہے کہ سماجی حقائق دراصل سماجی تعمیرات کا نتیجہ ہیں لہذا سماجی نقل پذیری بھی ایک سماجی تعمیر ہے۔ذاتی تعاملات اور سماجی علامتیں سماجی شناخت کی تعمیر کرتی ہے،اور پھر ایک سماجی گروہ کی ایک خاص سماجی حیثیت طے کردی جاتی ہے۔سماجی حیثیت کے طے کرنے میں مجموعی طور پر ان علامتوں کا کردار رہتا ہے جنہیں معاشرہ تعمیر کرتا ہے۔مثال کے طور پر،ایک شخص ہے جسکی ایک باوقار ملازمت ہے لیکن اسکی ذاتی شناخت سے وابستہ دقیانوسی تصورات کی بنا پر اُسے سماجی اخراج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یعنی اگر عورت ہے تو اسے معاشرہ کے ذریعے قائم کردہ صنفی علامتیں جیسے عورتیں جذباتی ہوتی ہیں یا عورتوں میں مردوں کے مقابل عقل کی کمی ہوتی ہے یا صنف کی بنیاد پر سماجی کردار کا تعین وغیرہ وغیرہ کی بنیاد پر اسے مختلف صعوبتوں و پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔حالانکہ صنفی کردار کے تعلق سے یہ تمام خیالات محض سماجی تعمیرات ہیں ان کا حقیقت سے کوئی لینادینا نہیں۔
اس طرح سمبولک انٹریکشنزم(Symbolic Interactionism)اس بات پر زور دیتی ہے کہ کس طرح علامتیں جیسے ثقافتی اصول، زبان، سماجی اقدار، قانون اور انفرادی تعامل سبھی مل کر سماجی شناخت کی تشکیل و تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔اس نظریے کے مطابق اب تک معروضی عوامل جیسے کہ تعلیم، آمدنی، اور پیشہ کی نوعیت وغیرہ ہی سے سماجی نقل و حرکت کی شرح طے کی جاتی رہی ہے۔جب کسی سماج کی ترقی ماپنے کی بات آئی تو محض ان معروضی سماجی اشیاء کی بنیاد پر سماجی ترقی کی سطح کا اندازہ لگایا گیااور غیر معروضی عناصر کو پوری طرح نظر انداز کردیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سماجی نقل پذیری کی پوری بحث میں سماج کے موضوعی پہلو(Subjectvie Aspects) جیسے ثقافتی اصول، زبان، سماجی اقدار، قانون وغیرہ سماجی نقل پذیری کی تشکیل می ں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔اور انہی موضوعی پہلو میں ہوئی

مثبت تبدیلیوں کے مطالعے سے ہی سماجی ترقی کی رفتار کا اندازہ ہوتا ہے۔

9.21 سماجی نقل پذیری کے عوامل اور ہندوستان: DETERMINANTS OF SOCIAL MOBILITY AND INDIA

سماجی نقل پذیری ایک پیچیدہ عمل ہے۔ متعدد سماجی عوامل اس پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور نقل پذیری کی رفتار و سمت متعین کرتے ہیں۔ معاشی پس منظر طبقاتی حیثیت، معاشی پس منظر، نسلی پس منظر، سماجی سرمایہ، ثقافتی سرمایہ، سیاسی سرمایہ، روزگار کی نوعیت، بدلتے ہوئے روزگار، جسمانی کیفیت (صحت) ، خاندان، رہائش گاہ، مخصوص مقامی یا علاقائی عوامل وغیرہ سماجی نقل پذیری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حکومتی پالیسیوں کا بھی سماجی نقل پذیری میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ہندوستان میں، آئینی دفعات کے حفاظتی اقدامات نے تعلیم اور معاش کے میدان میں مختلف گروہ جیسے دلت، دیگر پسماندہ طبقات، عورت اور قبائل وغیرہ کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے مواقع دیئے۔

2020 میں 82 ممالک کا جائزہ لینے کے بعد جاری کیے گئے ورلڈ اکنامک فورم کے سوشل موبلٹی انڈیکس (Social Mobility Index) میں ہندوستان 76 ویں نمبر پر ہے۔ یہ رپورٹ خلاصہ کرتی ہے کہ ہندوستان میں سماجی نقل پذیری کی کیا صورتحال ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہندوستانی سماج میں وہ کون سے عوامل ہیں جو سماجی نقل پذیری کو مشکل بناتے ہیں ہندوستان میں، سماجی نقل پذیری کے رکاوٹوں میں ایک بڑا عنصر ذات پات کا نظام ہے۔

21 ویں صدی کے تناظر میں جب کہ معاشرے پوری طرح بدل چکے ہیں، دقیانوسی معاشرتی خیالات کو علم کی روشنی نے پوری طرح رد کر دیا ہے، ایسے معاشرے کا خواب دیکھا جارہا ہے جو انصاف پر مبنی ہو، جاہلیت سے پاک اور سبھی کی آزادی کا پاسباں ہو۔ ایسے دور میں بھی ہندوستانی معاشرے کا ایک بڑا حصہ آج بھی ذات پات کے نظام پر نہ صرف عمل پیرا ہوتا ہے بلکہ اس کی تبلیغ بھی کرتا ہے۔ ذات پات کا نظام ہندوستانی معاشرے کو مختلف گروہ میں بانٹ دیتا ہے جن کی رکنیت پیدائش پر مبنی ہوتی ہے۔ ہر ایک گروہ کی حیثیت مختلف ہوتی ہے۔ ایک گروہ کو سب سے مقدس اور پاک مانا جاتا ہے، اسے سماجی سیڑھی میں سب سے اوپر رکھا جاتا ہے۔ جبکہ ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جسے ناپاک اور غلیظ مانا جاتا ہے۔ اس گروہ کو سماجی سیڑھی میں سب سے نیچے رکھا جاتا ہے۔ سب سے نچلے پائیدان کے گروہ کا سایہ بھی غلیظ سمجھا جاتا ہے جس میں چھوا چھوت شامل ہوتا ہے۔ اس طرح ایک ایسا نظریہ قائم کیا گیا جس میں کسی ایک خاص گروہ کی ہی ترقی ممکن رہی۔ اگر دبا کچلا طبقہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تو غالب طبقہ اس کوشش کو ظلم و جبر کے ذریعے کچل دیتا۔

سماجیاتی مطالعات کرنے پر معلوم ہوا کہ ذات پات کا نظم زندگی کے ہر ایک فیصلے کو متاثر کرتا ہے، چاہے وہ پڑھائی لکھائی کے تعلق سے ہو، پیشہ کے تعلق سے ہو یا طاقت کے حصول کے تعلق سے ہو۔ ایک حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ زیادہ پیسے والی نوکریوں میں اوپری ذات کے افراد کثیر تعداد میں موجود ہے جبکہ محنت و مزدوری کرنے والے وہ افراد ہیں جو نچلی سطح سے تعلق رکھتے ہیں۔

10.21 عصری معاشرے میں سماجی نقل پذیری کے مواقع
OPPORTUNITIES OF SOCIAL MOBILITY IN CONTEMPORARY SOCIETY AND INDIA

دور حاضر کا معاشرہ عالمگیریت کے زیر اثر مختلف خصوصیت رکھتا ہے۔ اس عالمگیریت کے نتیجے میں سماجی نقل پذیری کے عمل میں غیر معمولی

تبدیلی واقع ہوئی۔ ایک طرف وہ روایتی ادارے تھے جو سماجی نقل پذیری کو پوری طرح کچل رہے تھے، لیکن عالمگیریت نے ایسا سماجی منظر نامہ پیدا کیا جس سے سماجی نقل پذیری کو مثبت ماحول فراہم ہوا۔

1. تعلیم کے مواقع: تعلیم تک رسائی میں اضافہ نقل پذیری کے لیے ایک طاقتور بنیاد فراہم کرتا ہے ہندوستان جیسے مماک میں، تعلیمی انفراسٹرکچر کی توسیع نے پیچھے رہ جانے والے افراد کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا ہے،
2. اقتصادی مواقع: نئی صنعتوں کی ترقی سے روزگار کے ایسے مواقع پیدا ہوئے ہیں جو شاید پہلے کبھی موجود ہی نہ تھے جیسے باہر سے آنے والی کمپنیوں نے روزگار کے ایسے مواقع فراہم کیے جس سے افراد آگے بڑھنے کا کچھ خواب رکھ سکتے ہیں اور انہیں پورا کرنے کے لیے کسی بھی میدان میں کام کر سکتے ہیں۔
3. تکنیکی ترقی: ٹیکنالوجی میں ترقی نئی صنعتوں کی ضامن ہوتی ہے اور ساتھ ہی روزگار کے مواقع بھی پیش کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، تجدیدی توانائی (Renewable Energy) کی ٹیکنالوجیز۔
4. صلاحیت کی نشوونما: سماجی نقل پذیری کے لیے ضروری ہے کہ سماجی تبدیلی کے ساتھ افراد کی صلاحیتوں میں بھی تبدیلی رونما ہو تاکہ وہ نئے بدلے ہوئے معاشرے کو بہتر ڈھنگ سے چلا سکے اور اس نئے معاشرے کے ماحول میں اپنی افادیت کو ثابت کر سکیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کنوئیں سے پانی نکالنے میں مہارت رکھتا ہے تو یہ مہارت 21ویں صدی کی تناظر میں کسی کام کی نہیں سماجی نقل پذیری کے لیے ضروری ہے کہ جیسے جیسے ملازمت کے روایتی کرداروں میں کمی آئے، افراد دوبارہ تربیت کے عمل سے گزرتے ہیں نیا ہنر پیدا کرتے ہیں جس کی نئے معاشرے میں معنویت ہوتی ہے۔
5. سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں: سماجی رویوں میں تبدیلیاں سماجی نقل پذیری کو متاثر کرتی ہیں۔ جب تک افراد میں ثقافتی تبدیلی (سوچ سماجی اقدار و معمولات) واقع نہیں ہوتی تب تک نقل پذیری کا خواب پورا نہیں ہو سکتا۔
6. حکومتی پالیسیاں: سماجی و اقتصادی تفاوت کو دور کرنے والی پالیسیاں سماجی نقل پذیری میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، پسماندہ طلباء کے لیے وظائف، یہ انہیں ایسے مواقع تک رسائی کے قابل بنا سکتے ہیں جو شاید تاریخی طور پر انکی دسترس سے باہر تھے۔

خلاصہ یہ کہ، تعلیمی، اقتصادی، تکنیکی اور ثقافتی عوامل کا باہمی تعامل، حکومتی پالیسیوں کی مدد سے، ایک ایسے ماحول کو فروغ دے سکتا ہے جہاں سماجی نقل پذیری قابل حصول ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ افراد جو مطلوبہ مہارتوں میں درجہ کمال تک پہنچنے کا عزم رکھتے ہیں اور اس کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں وہ زمانے کے ہر ایک چیلنج کا کھل کر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ سماجی نقل پذیری میں وہ کافی آگے بڑھ سکتے ہیں۔

11.21 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں سماجی نقل پذیری پر تفصیل سے گفتگو کی گئی۔ سماجی نقل پذیری کی جدوجہد بتاتی ہے کہ سماج میں سبھی کو ترقی کے یکساں مواقع

حاصل نہیں ہیں۔ طلبہ کو معلوم ہوا کہ سماجی نقل پذیری کی نوعیت ور فتار سماج کے موجودہ ساخت پر منحصر ہوتی ہے۔ لوگ تعلیم، پیشے اور ملازمتوں کی بنیاد پر سماجی سیڑھی پر اوپر اور نیچے ہوتے ہیں۔ آخر میں ہم نے ان تمام طریقوں کو بھی جانا کہ کیسے جدید معاشرے کے تناظر میں سماجی نقل پذیری کے ہزاروں امکانات موجود ہیں جن سے سماجی نقل پذیری آسانی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

21.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی سوالات (Multiple Choice Questions)

1. سماجی نقل پذیری کا مطلب ہے؟

A. ثابت سماجی حیثیت

B. سماجی حیثیت میں تبدیلی۔

C. وراثت میں ملی سماجی حیثیت

D. ذات پر مبنی مواقع

2. سماجی نقل پذیری کا تصور کس نے پیش کیا؟

A. کارل مارکس (Karl Marx)

B. میکس ویبر (Max Weber)

C. ایمائل درخیم (Emile Durkhiem)

D. پیتریم سوروکین (Pitirim Sorokin)

3. آزاد معاشرے میں، افراد کو انعام دیا جاتا ہے

A. وراثت میں ملی دولت کی بنیاد پر

B. صلاحیت کی بنیاد پر

C. ذات پات کا نظام بنیاد پر

D. خاندانی پس منظر بنیاد پر

4. سماجی نقل و حرکت کے سلسلے میں اسٹرکچرل فنکشنلزم (Structural functionalism) کس چیز پر زور دیتا ہے؟

A. اقتصادی عدم مساوات
B. تعلیم اور صلاحیت
C. ذات پر مبنی مواقع
D. وراثت میں ملے
E. سماجی عہدے

5. تنازعات کے نظریہ (Conflict Theory) کے مطابق، سماجی نقل و حرکت مبنی ہے:

A. انفرادی کوششوں پر
B. وسائل اور طاقت کے لیے مسلسل جدوجہد پر
C. ثقافتی اصولوں پر۔
D. وراثت میں ملنے والی دولت پر

6. ہندوستان میں سماجی نقل پذیری کو روکنے والا ایک اہم عنصر کیا ہے؟

A. حکومتی پالیسیاں
B. ہجرت
C. ذات پات کا نظام
D. اقتصادی ترقی

7. سماجی ہم آہنگی کے لیے سماجی نقل پذیری کیوں ضروری ہے؟

A. یہ عدم مساوات کو تقویت دیتا ہے۔
B. یہ عدم مساوات اور ناراضگی کے جذبات کو کم کرتا ہے۔
C. یہ بعض گروہوں کے لیے مواقع کو محدود کرتا ہے۔
D. یہ جمود کو برقرار رکھتا ہے۔

8. سماجی نقل و حرکت کے تناظر میں سمبولک انٹریکشنزم (Symbolic Interactionism) کس پر زور دیتا ہے؟

A. اقتصادی ڈھانچے

B. روزمرہ کے تعاملات اور علامات

C. طبقاتی جدوجہد

D. سماجی عہدے وراثت میں ملے

9. کم سماجی نقل و حرکت والے معاشرے میں، افراد کی سماجی حیثیت مبنی ہوتی ہے؟

A. صلاحیت ولیاقت پر

B. خاندانی پس منظر پر

C. ذات پات کے نظام پر

D. ثقافتی تنوع پر

10. کون سا عنصر ہندوستان میں سماجی نقل پذیری کا عامل نہیں سمجھا جاتا ہے؟

A. ہجرت

B. اقتصادی ترقی

C. ثقافتی تنوع

D. مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات: (Short Answer Type Questions)

1. سماجی نقل و حرکت کے تصور کی وضاحت کریں۔

2. سماجی نقل پذیری کا تصور سب سے پہلے کس نے پیش کیا، ان کے دلائل کیا تھے؟

3. ذات پات کا نظام ہندوستان میں سماجی نقل پذیری کو کیسے متاثر کرتا ہے؟

4. ہجرت اور سماجی نقل پذیری کے مابین کیا تعلق ہے؟

5. ماہرین سماجیات سماجی نقل و حرکت کا مطالعہ کیوں کرتے ہیں

طویل جوابات کے حامل سوالات(**Long Answer Type Questions**)

1. سماجی پذیری کا اسٹرکچرل فنکشنلزم(Structural functionalism) کیا ہے؟وضاحت کریں۔
2. سماجی نقل پزیری کے اہم عوامل کیا ہیں؟درج کریں۔
3. دور حاضر میں سماجی نقل پذیری کیسے ممکن ہے؟تفصیل سے لکھیں۔

21.13مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

---

1. Bendix, R., & Lipset, S. M. (Eds.). (1967). Class, Status and Power: Stratification in Comparative Perspective. London: Routledge and Kegan Paul.
2. Coxon, A. P. M., & Jones, C. L. (Eds.). (1975). Social Mobility. Harmondsworth, Middlesex: Penguin Education.
3. Giddens, A. (2016). Introduction to Sociology . W W Norton & Co Inc.
4. Harlombus, M. (1980). Sociology: Themes and Perspectives. New Delhi: Oxford University Press.
5. Lipset, S.M. and H.L. Zetterberg. 1967. The Theory of Social Mobility. In R. Bendix
6. and S.M. Lipset (Eds.) Class, Status and Power: Stratification in Comparative
7. Perspective. London: Routledge and Kegan Paul.
8. Richardson, C. J. (1977). Contemporary Social Mobility. London: Frances Pinter (Publishers) Limited.

9. Sharma, K. L. (1994). Social Stratification and Mobility. Jaipur: Rawat Publications.
10. Silverberg, J. (Ed.). (1968). Social Mobility in the Caste System in India. The Hague: Mouton and Co.
11. Sorokin, P. A. (1959). Social and Cultural Mobility. Illinois: The Free Press of Glencoe

20 سماجی نقل پذیری کے اقسام اور شکلیں

(Forms and Types of Social Mobility)

اکائی کے اجزا

22.0 تمہید

22.1 مقاصد

22.2 سماجی نقل پذیری کے اقسام اور شکلیں

22.3 پہلی شکل: نقل پذیری کی سمت کے بنیاد پر

22.4 دوسری شکل: سماجی نقل پذیری کے مسابقتی نوعیت کے بنیاد پر

22.5 تیسری شکل : سماجی نقل پذیری میں لگنے والے وقت کی بنیاد پر

22.6 چوتھی شکل : نقل پذیری کے موجود مواقع کی بنیاد پر

22.7 پانچویں شکل : نقل پذیری کے طریقہ پیائش کی بنیاد پر

22.8 اکتسابی نتائج

22.9 نمونہ امتحانی سوالات

22.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

0.22 تمہید (Introduction)

معاشرے کی سمجھ کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں موجود نقل پذیری کے مختلف النوع طریقے کار کو سمجھا جائے۔ یوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سماجی نقل پذیری سماجی حیثیت میں ارتفاعی یا انحطاطی تبدیلی کا ہی مطالعہ کرتا ہے۔ لیکن یہ مطالعہ کافی سطحی ہے۔ ماہرین سماجیات نے نقل پذیری کے مختلف اقسام کا تصوراتی جائزہ لیا ہے۔ سماجی نقل پذیری کے اقسام کا یہ جائزہ سماج میں جاری نقل پذیری کے عمل کی پیچیدگی کو

سمجھنے میں کافی مدد کرتا ہے جس کی بنیاد پر ایک انصاف پر مبنی معاشرہ تشکیل دینے میں آسانی ہو گی۔ ہم اس اکائی میں نقل پذیری کے مختلف اقسام کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

1.22 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ جانیں گے کہ :

- سماجی نقل پذیری کے مختلف اقسام کیا ہیں
- سماجی نقل پذیری کی مختلف شکلیں کس بنیاد پر تقسیم کی گئی ہیں۔
- سماجی نقل پذیری کی مختلف شکلیں کیسے وجود میں آتی اور اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔
- سماجی نقل پذیری کے مختلف اقسام کا تصوراتی استعمال سماجی حقائق کے مطالعے میں کیسے کریں گے۔

22.2 سماجی نقل پذیری کے اقسام اور شکلیں: TYPES AND FORMS OF SOCIA MOBILITY

سماجی نقل پذیری ایک پیچیدہ سماجی حقیقت ہے۔اس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے ماہرین سماجیات نے تصوراتی طور پر اسے کئی اقسام اور شکلوں میں بانٹا ہے۔ یہ تقسیم سماجی نقل پذیری کے گنجلک عمل کو آسانی سے سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ تقسیم محض تصوراتی ہے جو آسان فہم کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ جبکہ حقیقت میں ان اقسام کو الگ الگ نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ بلکہ کسی ایک منظر نامے میں تمام اقسام کو بیک وقت پایا جا سکتا ہے۔ سماجیاتی مطالعے میں سماجی نقل پذیری کو مندرجہ ذیل متعدد بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے۔

1. نقل پذیری کی سمت کے بنیاد پر:
2. نقل پذیری کے مسابقتی نوعیت کی بنیاد پر:
3. نقل پذیری میں لگنے والے وقت کی بنیاد پر:
4. نقل پذیری کے موجود مواقع کی بنیاد پر:
5. سماجی نقل پذیری کو ناپنے کے پیمانے کی بنیاد پر:

22.3 پہلی شکل: نقل پذیری کی سمت کے بنیاد پر:
Based on Direction of Social Mobility

نقل پذیری کی سمت کی بنیاد پر سماجی نقل پذیری کو دو اقسام میں بانٹا جاتا ہے۔ایک افقی نقل پذیری کہلاتی ہے تو دوسری عمودی نقل پذیری۔

افقی نقل پذیری: Horizontal social mobility

افقی سماجی نقل و حرکت کا مطلب ہے افراد یا گروہوں کا ایک سماجی حیثیت سے دوسری سماجی حیثیت میں منتقل ہونا۔ لیکن دوسری سماجی حیثیت

میں منتقلی سے فرد کی سماجی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی نہیں ہوتی۔ امریکی ماہر سماجیات سوروکن (Sorokin) کی نظر میں, افقی سماجی نقل پذیری کا مطلب کسی فرد یا سماجی عنصر کا ایک ہی سماجی حیثیت پر واقع دوسری شکل میں تبدیل ہونا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر جھاڑو دینے والے کا اپنا پیشہ بدل کر جوتا سلنے کا پیشہ اختیار کر لینا۔ اب غور کریں کہ یہ دونوں پیشے ایک ہی سماجی حیثیت رکھتے ہیں۔ دونوں میں کسی میں بھی منتقل ہونے سے افراد کا زندگی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح تصور کہ اگر کوئی شخص کسی ایک خطے کا رہنما ہے پھر وہ اپنا خطہ بدل لے اور جس دوسری جگہ جائے اور وہاں کا رہنما بن جائے۔ اب اس منتقلی سے فرد کی زندگی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی کیونکہ وہ پہلے بھی ایک رہنما کی حیثیت سے سماج میں جانا جاتا تھا اور اب جب کہ وہ نئی جگہ منتقل ہو گیا ہے وہاں بھی وہ عوام کی رہنمائی کرے گا۔ اسی طرح سے اور بھی کئی مثالیں جیسے کسی شخص کا ایک ملک کی شہریت چھوڑ کے دوسرے ملک کی شہریت حاصل کر لینا ایک مذہب کو چھوڑ کے دوسرے مذہب کو قبول کر لینا یا ایک یونیورسٹی چھوڑ کے دوسری یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر لینا۔ ان تمام تبدیلیوں میں دیکھا جائے تو فرد کی زندگی میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی۔ افقی نقل پذیری ان معاشروں میں دیکھی جا سکتی ہے جو معاشرے ثقافتی طور پر کھلے اور آزاد ہوتے ہیں۔ جہاں سماج کے رسم رواج، اقدار اور معمولات بندش نہیں لگاتے کہ افراد کس پیشہ کو اختیار کریں۔ اینتھونی گڈنس (Anthony Giddens) ایک برطانوی ماہر سماجیات اس نقل پذیری کو جدید معاشرے کے تناظر میں لیٹرل نقل پذیری (Lateral Social Mobility) کا نام دیتا ہے۔

عمودی نقل پذیری: Vertical social mobility

سماجیاتی مطالعات میں سب سے زیادہ توجہ عمودی نقل پذیری کے عمل کو حاصل ہوئی ہے۔ عمودی نقل پذیری ایک ایسا سماجی عمل ہے جس میں افراد ایک حیثیت سے دوسری حیثیت میں تبدیل ہوتے ہیں، یہ تبدیلی ارتقاعی ہوتی ہے یا انحطاطی۔ یعنی عمودی نقل پذیری کے نتیجے میں ایک فرد کی زندگی میں خوشحالی آتی ہے یا پریشانیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں فرد یا تو آگے بڑھتا ہے اور ترقی کرتا ہے یا پیچھے چلا جاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص غریب ہے وہ تعلیم حاصل کرتا ہے اور اچھا روزگار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ امیر ہو جاتا ہے۔ یہ مثبت تبدیلی ارتقاعی ہوتی ہے۔ اب فرض کریں کوئی شخص ہے اس کا اچھا روزگار ہے، لیکن اچانک اس کی دکان میں اگ لگ جاتی ہے اور اس کی پوری دکان مع ساز و سامان جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ یہ منفی تبدیلی انحطاطی ہوتی ہے۔ سوروکن (Sorokin) ایک ماہر سماجیات عمودی سماجی نقل پذیری کو یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں ایک فرد یا کوئی عنصر سماج کے ایک درجے سے منتقل ہو کے دوسرے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔ سوروکن عمودی تبدیلی کو دو حصوں میں بانٹتا ہے۔ ایک کا نام وہ سوشل کلائم بنگ (Social Climbing) دیتا ہے جسے ہم ارتقاعی نقل پذیری کہتے ہیں۔ اور دوسرے کا نام وہ سوشل سنکنگ (Social Sinking) دیتا ہے جسے ہم انحطاطی نقل پذیری کہتے ہیں۔

ایک اور مشہور برطانوی ماہر سماجیات اینتھونی گڈنس (Anthony Giddens) عمودی نقل پذیری کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں افراد ایک اقتصادی حیثیت سے دوسری اقتصادی حیثیت میں منتقل ہوتے ہیں۔ گڈنس کہتا ہے کہ جو افراد روپیہ پیسہ، مال و جائیداد اور عزت و وقار مرتبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کی تبدیلی مثبت تبدیلی ہوتی ہے اور رہے وہ

لوگ جو روپیہ پیسہ مال و جائیداد اور عزت و وقار کھو دیتے ہیں ان کی تبدیلی منفی تبدیلی ہوتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ گڈنس کا تبصرہ ہے کہ جدید معاشروں میں عمودی اور افقی نقل پذیری اکثر باہم مربوط ہوتے ہیں۔ کسی ایک میں تبدیلی دوسری قسم پر اثر ڈالتی ہے۔ مثال کے طور پر، کسی کمپنی میں کام کرنے والے فرد کو اعلیٰ عہدے پر ترقی دی جاسکتی ہے جب وہ اسی کمپنی کی دوسری شاخ میں منتقل ہو جو کسی دوسرے شہر یا ملک میں ہے۔

22.4 دوسری شکل : سماجی نقل پذیری کے مسابقتی نوعیت کے بنیاد پر:
Based on Competitive nature of Social mobility

سماجی نقل پذیری کی مسابقتی نوعیت کا تجزیہ کرتے ہوئے، ماہر عمرانیات سوروکن نے امریکی تناظر میں سماجی نقل پذیری کا مطالعہ کیا ہے۔ سوروکن کے نزدیک افراد کی سماجی، اقتصادی یا سیاسی حیثیت میں کسی بھی طرح کی ارتقاعی تبدیلی میں دو طرح کی صورتیں بنتی ہے۔

- پہلی صورت یہ کہ جب نچلے سماجی طبقے کے افراد ارتقاعی نقل پذیری کے ذریعے مراعات یافتہ گروہوں میں چلے جاتے ہیں تو اعلیٰ طبقے میں "دراندازی" ہوتی ہے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ ارتقاعی نقل پذیری کے ذریعے اعلی طبقے میں پہنچنے والے افراد یا تو پہلے سے موجود افراد کو ہٹا کے وہاں جگہ بناتے ہیں یا ایک نیا گروہ بنا کر اعلی طبقے میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اسکے بالمقابل سماجی نقل پذیری کے عمل میں بھی دو شکلیں بنتی ہیں۔

- پہلی شکل تو یہ کہ انحطاطی نقل پذیری صرف انفرادی ہو جس میں تنزلی ایک فرد کی ہو باقی وہ تمام لوگ جو اعلی طبقے میں اس کے ساتھی تھے ان کی حیثیت برقرار رہے۔
- دوسری شکل یہ ہے کہ انحطاطی نقل پذیری اجتماعی ہو جس میں انفرادی طور پر افراد کی تنزلی نہ ہو بلکہ ان تمام لوگوں کی ایک ساتھ انحطاطی نقل پذیری ہو جو اعلی طبقے میں ساتھ تھے۔ مثال کے طور پر تصور کریں ایسی صورت حال جہاں ایک مخصوص صنعت، جیسے مینوفیکچرنگ، کو طویل معاشی بدحالی کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ مندی صنعت کے اندر متعدد پیشہ ور افراد کو متاثر کرتی ہے، جس سے ان کی سماجی و اقتصادی حیثیت میں اجتماعی طور پر کمی واقع ہوتی ہے اور افراد مجموعی طور پر انحطاطی نقل پذیری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سوروکن کے ذریعے قائم کردہ نقل پذیری کے اصول کا مشہور ماہر سماجیات ٹرنر نے گہرائی سے برطانیہ کے معاشرے میں تجزیہ کیا اور سوروکن کے نظریات کی تنقید کی کو جو نظریات امریکی معاشرے کے مطالعے قائم ہوئے۔ ٹرنر نے خاص کر ان نظریات کو تنقید کا نشانہ بنایا جو ارتقاعی نقل پذیری کے تعلق سے وضع کیے گئے تھے۔ برطانوی معاشرے کے مطالعے کی بنیاد پر ٹرنر نے ارتقاعی نقل پذیری کے دو اقسام پیش کیے۔ ایک جسے کنٹسٹ نقل پذیری کہا اور دوسری جسے اسپانسرڈ نقل پذیری کہا۔

کنٹسٹ نقل پذیری (Contest Social Mobility) :

کنٹسٹ نقل پذیری (Contest Social Mobility) ایک ایسے نظام کی نشاندہی کرتی ہے جہاں اعلی طبقے میں داخلہ یا اشرافیہ کی

حیثیت ایک کھلے مقابلے کا نتیجہ ہے، جس میں افراد کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوششیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں تاکہ ان کا شمار اعلی طبقے میں ہو سکے اور اشرافیہ کی حیثیت ان کو حاصل ہو سکے۔ یہ ایک ایسا مقابلہ ہوتا ہے جو پوری طرح کھلا اور آزاد ہوتا ہے۔ جہاں ہر کوئی اپنی قسمت آزما سکتا ہے۔ اس کا نقطہ آغاز جو بھی ہو۔ سماجی درجہ بندی کی آخری سیڑھی پر بیٹھا شخص بھی اشرافیہ طبقے میں داخل ہونے کا خواب دیکھ سکتا ہے شرط بس محنت اور صلاحیت کی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم ہندوستان میں تعلیمی نظام پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ کیسے ہندوستان کا بچہ بچہ غریب سے غریب اور امیر سے امیر دونوں ہی تعلیمی میدان میں اپنی قسمت ازما رہے ہیں اور محنت و لگن سے وہ کامیابی کی سیڑھی چڑھتے ہوئے اشرافیہ طبقے میں جگہ بنانا چاہتے ہیں۔

اسپانسرڈ نقل پذیری(**Sponsored Social Mobility**) :

دوسری طرف، "اسپانسرڈ نقل پذیری" (Sponsored Social Mobility) ارتقائی نقل پذیری کی ایک مختلف تشریح کرتا ہے۔ یہ ارتقائی نقل پذیری کے ایک ایسے نظم کی نشاندہی کرتا ہے جہاں اعلی طبقے میں داخلہ یا اشرافیہ کی حیثیت کا حصول فرد کی محنت اس کی کوششوں و صلاحیتوں کی بنیاد پہ نہیں ہوتا بلکہ اعلی طبقے میں داخلے کا اسی کو حق ہے جسے پہلے سے موجود اشرافیہ طبقہ یا اعلی طبقے میں بیٹھے لوگ اجازت دیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم اس کا جائزہ لیں کہ وہ کون ہیں جو کامیاب ترین لوگ ہیں یا اشرافیہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تو معلوم ہو گا کہ پہلے سے موجود سماجی اور ثقافتی سرمایہ ان افراد کو مدد کرتا ہے کہ وہ اشرافیہ طبقے میں جگہ بنا سکیں۔ جبکہ وہ افراد جن کو یہ حاصل نہیں وہ کبھی کبھی خوب محنت کے باوجود اس منزل تک نہیں پہنچ پاتے جہاں وہ لوگ پہنچ جاتے ہیں جن کا پس منظر پہلے ہی سے خوشحال ہے۔

5.22 تیسری شکل: سماجی نقل پذیری میں لگنے والے وقت کی بنیاد پر

Based on Time frame of social mobility

سماجی نقل پذیری کو اس میں لگنے والے وقت کی بنیاد پر دو اقسام میں بانٹا جاتا ہے۔ ایک اندرون نسل نقل پذیری (Intragenerational Social Mobility) اور دوسرا بین نسل نقل پذیری (Intergenerational Social Mobility)۔ یہ اشارہ کرتا ہے کہ اافراد کو نقل پذیری میں کتنا وقت لگتا ہے۔

اندرون نسل نقل پذیری(**Intragenerational Social Mobility**)

اندرون نسل نقل پذیری سے مراد افراد کی ترقی اور ان کی نقل پذیری جو ان کے کریئر میں ہوتی ہے۔ افراد اپنی صلاحیت کا بھرپور استعمال کر کے محنت اور جدوجہد کر کے کامیابی کی سیڑھی طے کرتے ہیں اپنے کیریئر کے اغاز میں وہ کئی میدانوں میں پیچھے اور دبے کچلے ہوتے ہیں لیکن دھیرے دھیرے ترقی کرتے ہیں اور اپنے کریئر کے آخر تک اعلی طبقے میں داخلے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ افراد کے اپنے کریئر میں ہوئی ترقی کو ہی اندرون نسل نقل پذیری کہا جاتا ہے۔ جس میں افراد دونوں حالتوں، پچھڑے پن کا اور پھر ترقی کے بعد اشرافیہ طبقے میں ہونے کا تجربہ کرتے ہیں۔

بین نسل نقل پذیری(**Intergenerational Social Mobility**)

بین نسل نقل پذیری سے مراد وہ سماجی نقل پذیری ہے جس میں ایک لمبا وقت لگتا ہے اور ترقی یا سماجی نقل پذیری دوسری نسل میں جا کے ممکن ہو پاتی ہے۔ اس میں ایک شخص کا اپنے کیریئر میں لائی گئی تبدیلی کا مطالعہ نہیں کیا جاتا بلکہ دو نسلوں کے درمیان ہوئی نقل پذیری کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ پہلی نسل وہ تمام پس منظر تخلیق کرتی ہے جس سے اگلی نسل میں نقل پذیری ممکن ہو سکے۔ مثال کے طور پر ایک غریب باپ اپنے بچوں کو پڑھاتا لکھاتا ہے، اچھا روزگار فراہم کراتا ہے تاکہ ان کی اپنی زندگی میں کچھ تبدیلی آئے اور وہ اس طرح زندگی نہ گزاریں جیسے کہ باپ نے خود گزاری۔ لہذا بیٹا اچھا روزگار کر کے اور پڑھ لکھ کر اس لائق بن جاتا ہے کہ وہ مختلف میدانوں میں ترقی کر سکے۔

جب بین نسل نقل پذیری کی بات آتی ہے تو، ماہرین سماجیات جیسے پیٹر بلاؤ(Peter Blau) اور ڈنکن(Duncan) نے روزگار کے امریکی ڈھانچے ک امطالعہ کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ان کی تعلیم ہے حیثیت، پہلی ملازمت کی فراہمی، اور یہاں تک کہ ان کے والد کا پیشہ اور محنت ومزدوری سبھی مل کے افراد کی زندگی میں ارتقاعی نقل پذیری کو ممکن بناتے ہیں

6.22 چوتھی شکل: نقل پذیری کے موجود مواقع کی بنیاد پر
Based on Opportunities of social mobility

معاشرے میں نقل پذیری کے موجود مواقع کی بنیاد پر سماجی نقل پذیری کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

بند معاشرے میں نقل پذیری: Social mobility in close society

بند معاشرہ وہ معاشرہ کہلاتا ہے جہاں افراد کی قسمت سماجی ساخت کے ہاتھوں ہوتی ہے۔ سماجی ساخت ایسے قوانین اور اصول پر قائم ہوتی ہے جو طاقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایسے معاشرے میں نقل پذیری کے مواقع بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ خاص طور پر عمودی نقل پذیری ان معاشروں میں ناممکن ہے۔ یہاں صرف ایک راہ افراد کے لیے باقی رہتی ہے وہ ہے افقی نقل پذیری کی لیکن یہ بھی کئی سطح پر محدود رہتی ہے۔ روایتی معاشروں میں سماجی نقل پذیری کی یہ خصوصیت اکثر دیکھنے کو مل جاتی ہے۔ اس کی واضح مثال ماقبل جدید کولمبیا اور ہندوستان ہے، جہاں سماجی ڈھانچہ سخت تھا، اور ارتقاعی نقل پذیری ایک مشکل اور ناممکن عمل تھا۔ ان بند معاشروں میں، خاندانی نسب، ذات، اور سماجی اصول جیسے عوامل فرد کی سماجی حیثیت طے کرتے ہیں اور اسے برقرار رکھتے ہیں۔

کھلے معاشرے میں نقل پذیری: Social mobility in open society

نقل پذیری کے مواقع کے لحاظ سے دوسری قسم ان معاشروں کی ہے جو معاشرے کھلے اور آزاد ہوتے ہیں۔ ایسے معاشرے ثقافتی اور ساختی دونوں اعتبار سے افراد کو نقل پذیری کی آزادی فراہم کرتے ہیں۔ تاہم، ان معاشروں میں بھی، ایک حیثیت سے دوسری سماجی حیثیت میں منتقلی اتنی بھی آسان نہیں ہے جیسے پارک میں چہل قدمی کرنا۔ ان معاشروں میں سماجی معیارات، جیسے کہ مناسب آداب، تعلیمی کامیابیاں، خاندانی پس منظر، یا نسلی وابستگی، نقل پذیری کے ضامن ہوتے ہیں۔ صنعت کاری کی اعلیٰ سطح کھلے معاشرے کی ایک اہم خصوصیت ہوتی ہے۔ صنعت کاری نئی مہارتوں اور پیشوں کی تخلیق کرتی ہے جس سے افراد کو ترقی کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ صنعت کاری سے شہری کاری بھی وجود میں آتی ہے۔ جو افراد کے سامنے اور بھی کئی نئے مواقع پیش کرتی ہے۔ معاصر مغربی معاشروں کو زیادہ کھلا سمجھا جاتا ہے، جہاں افراد قابلیت اور محنت وجدوجہد کی بنیاد پر اپنی سماجی واقتصادی حیثیت میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

مزید برآں، کھلے معاشروں میں، حکومتیں اکثر فلاحی پروگراموں کو نافذ کرتی ہیں جو سماجی نقل پذیری کو مزید سہولت فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، معیاری تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، اور سماجی معاونت کے پروگراموں تک رسائی افراد کو وہ قوت فراہم کرتی ہے جو سماجی نقل پذیری کی ضرورت ہوتی ہے۔

7.22 پانچویں شکل: نقل پذیری کے طریقے پیمائش کی بنیاد پر

Based on Measurement method of social mobility

اس بات کا اندازہ لگانے کے لیے کہ افراد کی حیثیت میں تبدیلی یا ان کی زندگی میں سماجی نقل پذیری کا عمل ہو رہا ہے کہ نہیں ماہرین سماجیات نے اس کچھ طریقے کار متعین کیے ہیں جن سے سماجی نقل پذیری کی پیمائش کی جاتی ہے۔

سماجی نقل پذیری کی پیمائش سے مراد وہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے سماجی نقل پذیری ماپی جاتی ہے۔ سماجی نقل پذیری کی پیمائش دو طرح سے کی جاتی ہے۔ پہلی قسم مطلق نقل پذیری (Absolute social mobility) کا طریقہ کار ہے اور دوسری نسبتی نقل پذیری (Relative social mobility) کا طریقہ کار ہے۔

مطلق سماجی نقل پذیری:

یہ طریقے کار سماجی نقل پذیری ماپنے کے لیے کچھ معروضی شواہد کا سہارا لیتا ہے۔ اس میں تعلیم، اقتصادی ترقی یا طاقت و قوت میں اضافے کی شرح پر زور دیا جاتا ہے۔ افراد کی زندگی میں سماجی نقل پذیری کی شرح ماپنے کے لیے انہی نکات کی شرح کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک شخص، خاندان، ذات یا نسل کی زندگی میں ہونے والی علمی اقتصادی یا قوتی تبدیلیوں کی شرح سماجی نقل پذیری کا پتا دیتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگیوں میں کتنی ترقی یا تنزلی ہوئی۔ مثال کے طور پہ آج کے وقت میں کسی قوم کی سماجی, اقتصادی و سیاسی قوت کا مطالعہ کیا گیا اور پھر دس سال بعد دوبارہ اسی قوم کا مطالعہ کیا گیا۔ ان دونوں مطالعے میں حاصل ہونے والی ترقی یا تنزلی کی شرح سے ہم سماجی نقل پذیری کا پتہ لگاتے ہیں۔

نسبتی نقل پذیری (Relative social mobility)

سماجی نقل پذیری کی پیمائش کا دوسرا طریقہ کار ریلیٹو نقل پذیری (Relative social mobility) کے تصور سے پیدا ہوتا ہے۔ اس طریقے کار میں سماج کے دوسرے افراد، دوسرے خاندان یا ذات و قوم کے مقابلے میں افراد کی سماجی حیثیت میں ہوئی تبدیلی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اگر دوسروں کے مقابل افراد کی سماجی نقل پذیری میں اضافہ ہوا ہے تو صحیح معنوں میں یہی اصل سماجی نقل پذیری ہے۔

اس طریقے میں کچھ معروضی میدان میں تبدیلی سماجی نقل پذیری کا پتہ نہیں دیتی۔ یعنی اس طریقے میں اس کا مطالعہ نہیں ہوتا کہ ایک فرد خاندان یا قوم علمی اعتبار سے کتنا ترقی یافتہ ہوا ہے یا کتنی اقتصادی ترقی ان کی زندگی میں ہوئی یا کتنی سیاسی قوت کے وہ مالک ہوئے۔ یہ طریقہ پیمائش اس مفروضے پر کام کرتا ہے کہ سماجی نقل پذیری عدم مساوات کے کم کرنے کا نام ہے۔ اس میں ایک فرد کی ارتقاعی نقلی پذیری کا نتیجہ دوسرے فرد کے لیے انحطاطی نقل پذیری کا ضامن ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک فرد ترقی کرتا ہے تو اس سے دوسروں کی تنزلی ہوتی ہے۔ اور پھر اسی مفروضے کے ساتھ دوسرے افراد کے مقابل میں ایک فرد کی ترقی و تنزلی کا مطالعہ کیا جاتا ہے جس سے کلیہ طور پر سماجی نقل پذیری کی حقیقت

ہمارے سامنے آتی ہے۔

8.22 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں نقل پذیری کے مختلف اقسام وشکلوں کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔اس کو پڑھنے کے بعد طلبہ نے یہ فہم حاصل کی کہ افراد سماجی ڈھانچے کے اندر کیسے ایک حیثیت سے دوسری حیثیت میں منتقل ہوتے ہیں۔افقی نقل پذیری سے مراد فرد کا یکساں حیثیت والے مختلف میدانوں میں منتقل ہونا ہے۔ یہ معاشرے کے اندر موجود سماجی تقسیم کو نمایاں کرتی ہے۔ عمودی نقل و حرکت میں ارتقاعی یا انحطاطی نقل پذیری شامل ہے۔یہ سماج میں موجود درجہ بندی کی سطحوں کی عکاسی کرتا ہے۔کنٹسٹ نقل پذیری(Contest Mobilty) اشرافیہ کی حیثیت کے لیےافراد کے درمیان کھلے مقابلے کی نشاندہی کرتا ہے جب کہ اسپانسر شدہ نقل پذیری(Sponsored Mobility) پہلے سے موجود اشرافیہ طبقہ عوام میں سے اشرافیہ کے لیےافراد کا انتخاب کرتا ہے۔اندرون نسل نقل پذیری افراد کی اپنی زندگی میں ہوئی نقل پذیری کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ بین النسل نقل پذیری دو نسلوں کے بیچ ہوئے نقل پذیری کی عکاسی کرتا ہے۔ کھلے معاشرے میں نقل پذیری کی رفتار بند معاشرے کے مقابل کافی تیز ہوتی ہے۔آخر میں ہم نے یہ جانا کہ نقل پذیری کی پیائش کے طریقہ کار کیاہیں۔ نقل پذیری کے مطلق طریقے کار(Absolute Mobilty)میں مخصوص معروضی شواہدات کی بنیاد پر نقل پذیری کی سطح ماپی جاتی ہے جبکہ نقل پذیری کے ریلیٹو(Relative Mobility) طریقے کار میں سماج کے دوسرے افراد کے مقابل میں ایک فرد کی سماجی حیثیت کا موازنہ کیاجاتاہے۔ سماجی نقل پذیری کے ان تمام اقسام وشکلوں کی بصیرت حاصل کر کے طلبہ نے معاشرے میں موجود نقل پذیری کی پیچیدگی اور اس کی باریکی کواچھے سے سمجھاہے۔

22.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی سوالات(Multiple Choice Questions)

1. کس قسم کی نقل پذیری میں سماجی حیثیت اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر کی طرف بڑھتی ہے؟

A. افقی نقل پذیری
B. عمودی نقل پذیری
C. مقابلہ جاتی نقل پذیری
D. مضبوط نقل پذیری

2. کنٹسٹ نقل پذیری(Contest Mobility) میں اشرافیہ طبقہ کو سماجی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

A. وراثت کے ذریعے
B. کھلے مقابلے کے ذریعے
C. کفالت کے ذریعے
D. شادی کے ذریعے

3. نسلی نقل پذیری کی خصوصیت ہے

A. ایک فرد کے کیریئر میں تبدیلیاں
B. نسل در نسل خاندان کے اندر تبدیلیاں
C. ایک ہی سماجی سطح کے اندر تبدیلیاں
D. معاشرے کے پیشہ ورانہ درجہ بندی کے اندر تبدیلیاں

4. افقی بین النسل نقل پذیری پذیری کی خصوصیت ہے۔

A. خاندانی ڈھانچے میں تبدیلیاں۔
B. سماجی سطح کے اندر سماجی حیثیت کی تبدیلی۔
C. اوپر اور نیچے کی درجہ بندی میں تبدیلیاں
D. پیشہ ورانہ درجہ بندی میں تبدیلیاں۔

5. انتھونی گڈنس(Anthony Giddens) کے مطابق، افقی نقل پذیری میں جغرافیائی تحریک کا کیا ہے؟

A. اس میں کھلا مقابلہ شامل ہے۔
B. یہ محلوں کے درمیان سماجی نقل پذیری ہے۔
C. اسے موجودہ اشرافیہ کی سرپرستی حاصل ہے۔
D. اس کے نتیجے میں درجہ بندی میں حرکت کو مدد ملتی ہے

6. کون سا عنصر پیشہ ورانہ نقل پذیری کو سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے؟

A. تعلیم کی مقدار
B. خاندانی سلسلہ
C. والد کا کاروبار

D. جغرافیائی تحریک

7. سماجی ترقی میں مطلق نقل پذیری کس چیز پر مرکوز ہے؟

A. افراد کے درمیان متحرک تعامل

B. سب کے لیے مجموعی بہتری

C. معاشرے کے اندر ساختی تبدیلی

D. نقل پذیری کی مسابقتی نوعیت۔

8. ایک بند معاشرہ میں ممکن نہیں ہے؟

A. نسلی نقل پذیری

B. افقی نقل پذیری

C. عمودی نقل پذیری

D. مندرجہ بالا کوئی نہیں

9. سماجی نقل و حرکت کے لحاظ سے کھلے / آزاد معاشرے کی خصوصیت ہے؟

A. سختی جسمیں نقل پذی بہت کم ہوتی ہے۔

B. ارتقاعی نقل پذیری کے خلاف مزاحمت

C. بآسانی عمودی سماجی نقل پذیری

D. خاندانی نسب پر منحصر نقل پذیری

10. ارتقاعی سماجی نقل پذیری کی مثال ہے-

A. جائیداد کی وراثت

B. ایک معزز خاندان میں شادی کرنا

C. عزت کے ساتھ کسی پیشے میں داخل ہونا

D. غریب سے امیر ہونا

مختصر جوابات کے حامل سوالات(**Short Answer Type Questions)**

1. مثال کے ساتھ افقی نقل پذیری کے تصور کی وضاحت کریں۔

2. ارتقاعی نقل پذیری کیا ہے؟مثال کے ساتھ لکھیں۔

3. مطلق نقل پذیری کے کیا معنی ہیں؟

4. نسلی نقل پذیری کیا ہے؟

5. نقل پذیری اور سماجی درجہ بندی کے مابین کیا تعلق ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. نقل پذیری کی سمت کے حساب سے سماجی نقل پذیری کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

2. افقی و عمودی سماجی نقل پذیری کا ہندوستانی پس منظر میں ایک تجزیہ کریں۔

22.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

1. Bendix, R., & Lipset, S. M. (Eds.). (1967). Class, Status and Power: Stratification in Comparative Perspective. London: Routledge and Kegan Paul.
2. Coxon, A. P. M., & Jones, C. L. (Eds.). (1975). Social Mobility. Harmondsworth, Middlesex: Penguin Education.
3. Giddens, A. (2016). Introduction to Sociology . W W Norton & Co Inc.
4. Harlombus, M. (1980). Sociology: Themes and Perspectives. New Delhi: Oxford University Press.
5. Lipset, S.M. and H.L. Zetterberg. 1967. The Theory of Social Mobility. In R. Bendix
    a. and S.M. Lipset (Eds.)
6. Class, Status and Power: Stratification in Comparative Perspective. London: Routledge and Kegan Paul.
7. Richardson, C. J. (1977). Contemporary Social Mobility. London: Frances Pinter (Publishers) Limited.
8. Sharma, K. L. (1994). Social Stratification and Mobility. Jaipur: Rawat Publications.
9. Silverberg, J. (Ed.). (1968). Social Mobility in the Caste System in India. The Hague: Mouton and Co.
10. Sorokin, P. A. (1959). Social and Cultural Mobility. Illinois: The Free Press of Glencoe

سماجی نقل پذیری اور ہندوستان میں دلت اور قبائلی برادریوں کی پسماندگی
(SOCIAL MOBILITY AND MARGINALIZATION OF SC AND ST COMMUNITY IN INDIA)

اکائی کے اجزا

23.0 تمہید
23.1 مقاصد
23.2 ذات پات کا نظام اور دلت برادری کی پسماندگی
23.3 ذات پات کا نظام اور سماجی نقل پذیری
23.4 دلت سماج کی سماجی نقل پذیری کا طریقہ عمل
23.5 قبائلی برادریاں اور ان کی پسماندگی
23.6 اقبائلی برادریوں کی سماجی نقل پذیری اور اس کے طریقہ کار
23.7 دلت اور قبائلی برادریوں کی سماجی نقل پذیری کے لیے ہندوستانی آئین کی مراعات
23.8 اکتسابی نتائج
23.9 نمونہ امتحانی سوالات
23.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

23.0 تمہید (Introduction)

سماجی نقل پذیری کی ضرورت ان طبقات کو ہوتی ہے جو سماج میں پسماندہ ہوتے ہیں۔ پسماندگی نام ہے ایسی سماجی حالت کا جس میں ایک فرد یا پوری قوم ترقیاتی عمل میں پیچھے چھوٹ جاتی ہے ہندوستانی معاشرے میں دلت اور قبائلی برادریاں مسلمانوں کے بعد سب سے زیادہ پسماندہ قوم ہیں۔ان کی پسماندگی تاریخی ہے۔اس کائی میں ہم تفصیل سے ان برادریوں کی پسماندگی کی تاریخ ان کی وجوہات اور سماجی نقل پذیری کے ذرائع کا جائزہ لیں گے۔

23.1 مقاصد (Objectives)

- ہندوستان میں دلت اور قبائلی برادریوں کی سماجی اقتصادی وصورت سیاسی صورتحال کا جائزہ لینا۔
- دلت اور قبائلی برادریوں کے ساتھ ہوئی تاریخی ناانصافیوں کی سمجھ پیدا کرنا۔
- دلت برادریوں پر ذات پات کے نظام کے اثرات کا جائزہ لینا
- قبائلی برادریوں پر جدید کاری اور مغرب کاری کے اثرات کا جائزہ لینا۔
- ہندوستانی آئین میں دلت اور قبائلی برادریوں کے لیے وضع کیے گئے سماجی مراعات کو جاننا۔

23.2 ذات پات کا نظام اور دلت برادری کی پسماندگی
CASTE SYSTEM AND MARGINALIZATION OF DALITS

وہ ذاتیں جنہیں ہندوستانی سماج اپنی درجہ بندی میں سب سے نچلے درجے میں رکھتا ہے اور جو تاریخی طور پر پسماندگی کا شکار رہیں انہیں آئین ہند شڈل کاسٹ (Scheduled Castes) کا نام دیتا ہے۔یعنی وہ نچلی ذاتیں جنہیں مراعات دینے کے مقصد سے آئین ہند میں اندراج کیا گیا ہے۔ روایتی ہندوستان انہیں اچھوت کا نام دیتا تھا۔ جبکہ اپنی پسماندگی کا اظہار کرنے کے لیے اس طبقے نے اپنے لیے دلت کا نام منتخب کیا۔ دلت کا مطلب ہوتا ہے دبے کچلے لوگ۔

ذات پات کا نظام، قدیم زمانے سے چلا آرہا ہندوستان کا ایک سماجی نظام ہے۔ یہ نظام سماج کی چار حصوں میں درجہ بندی کرتا ہے۔ پہلا اور سب سے اعلی درجہ برہمن کو دیا گیا، دوسرا درجہ چھتریوں کو دیا گیا ہے، تیسرا جدہ ویشیوں کو دیا گیا جبکہ چوتھا درجہ شدروں کا یہ چاروں ذاتیں آگے چل کر ذیلی ذاتوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ان ذیلی ذاتوں کی بنیاد پیشوں پر ہوتی ہے۔ سماجی انعامات کی تقسیم سماجی درجہ بندی کے مطابق ہوتی ہے۔ ہر ایک درجے کے لیے مخصوص سماجی ذمہ داریاں ہیں اور کچھ سماجی پابندیاں عائد کی گئی ہے جن کی پاسداری فرض قرار دی جاتی ہے اور جو ان ذمہ داریوں یا عائد پابندیوں سے بغاوت کرتا ہے تو وہ سزاؤں کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ آخر میں ایک اور درجے کی تشکیل ہوتی ہے جسے اؤٹ کاسٹ (Outcaste) یا اچھوت کہا گیا کہا گیا یہ وہ طبقہ ہے جنہیں ہندو مذہب نے دیے گئے چاروں درجے سے الگ رکھا۔اس طبقے کو تمام خوشحال سماجی سرگرمیوں سے دور رکھا گیا یہاں تک کہ ان کا سایا بھی ناپاک قرار دیا گیا۔ دلتوں کو عام رہائش پذیر علاقوں سے دور رکھا گیا، انہیں سماجی سرگرمیوں میں داخلے سے منع کیا گیا، انہیں ہندو مذہب کے دیوی دیوتاوں کی عبادتوں سے بھی منع کیا گیا، انہیں کسی طرح کی سیاسی قوت کے حصول سے بیگانہ کیا گیا یہاں تک کہ انہیں کیا کھانا ہے کیا پینا ہے کس گلی سے گزرنا ہے سبھی کچھ متعین کیا گیا۔ اچھوت کا لقب دے کر ان کے انسانی وقار کو پامال کیا گیا۔ یہ طبقہ مسلسل اندرونی نفسیاتی تنازعات کا شکار رہا۔اس طرح کہ ایک طرف تو مساوات، آزادی اور وقار کی چاہ تو دوسری طرف وہ سماجی کردار جنکی ان سے توقع کی گئی جس کے ذریعے ہی ان کی سماجی زندگی ممکن تھی۔

23.3 ذات پات کا نظام اور سماجی نقل پذیری

CASTE SYSTEM AND SOCIAL MOBILITY

ذات پات کا نظام ایک ایسی درجہ بندی تشکیل دیتا ہے جس میں افراد کو دی گئی سماجی حیثیت دائمی قرار دی جاتی ہے۔ اس لیے کہ سماجی حیثیت کا بنیاد اس طبقے میں پیدائش ہوتا ہے۔ اصولی طور پر ایسا مانا جاتا ہے سماجی حیثیت پیدائش پر مبنی ہے تو کسی دوسرے طبقے کی رکنیت یا اس میں داخلہ ممکن نہیں۔ یہ سماجی حیثیت ہی تعلیمی اقتصادی اور سیاسی حیثیت کو بھی طے کرتی ہے۔ گویا کہ ذات کے نظام میں پیدائش سے صرف سماجی حیثیت ہی متعین نہیں ہوتی بلکہ قوت کے تمام ذرائع پیدائش کی بنیاد پر ہی تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اعلی ذات جن کو اعلی سماجی حیثیت حاصل ہوتی ہے وہ تعلیمی اقتصادی اور سیاسی میدان میں بھی سب سے آگے رہتے ہیں وہیں دلت برادری جن کی سماجی حیثیت سب سے ارزل مانی جاتی ہے وہ تعلیمی اقتصادی اور سیاسی میدان میں بھی پچھڑے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہندوستانی سماج میں جب بھی اس کا تجزیہ ہوا کہ تعلیمی سیاسی اور اقتصادی قوت کے لحاظ سے سب سے مضبوط طبقہ کون سا ہے۔ ہزاروں رپورٹس شائع ہوئی ہیں جن کا ماننا ہے کہ براہمن برادری ان تمام میدانوں میں سب سے آگے ہے جبکہ دلت برادری ان تمام میدانوں میں سب سے نچلے پیدان پر ہے۔ یہاں تک کہ اگر آپ اپنے آس پاس محلہ پڑوس کا بھی جائزہ لیں تو یہی نتیجہ سامنے نکل کے آتا ہے۔

جبکہ عام تاثر یہ رہا ہے کہ ذات پات ایک 'بند' نظام ہے۔ لیکن یہ صرف اصولی طور پر ہے۔ ماہرین سماجیات کے مطابق حقیقی طور پر کوئی معاشرہ مکمل جامد نہیں ہوتا۔ سماجی نقل پذیری ہر ایک معاشرے میں موجود رہی ہے چاہے وہ قدیم ہو یا جدید۔ لہذا ذات پات والے سماج میں بھی کسی نہ کسی طرح کی سماجی نقل پذیری دیکھی گئی ہے۔ یہ نقل پذیری ثقافتی وساختی بندشوں کے باوجود سماجی ضرورتوں کے نتیجے میں وجود میں میں آئی۔

ہندوستانی ماہر سماجیات پروفیسر کے ایل شرما (K.L Sharma) نے ذات پر مبنی نظام کے اندر سماجی نقل پذیری کا جامع تجزیہ کیا ہے اور روشنی ڈالی ہے کہ کیسے ذات پات والے معاشرے میں بھی سماجی حیثیت میں تبدیلی ممکن ہوتی ہے۔ شرما کے مطابق ذات پر مبنی معاشرے میں سماجی نقل پذیری تین سطحوں پر ہوتی ہے۔

1. خاندان کے اندر انفرادی نقل پذیری:

Mobility of an, Individual within a family

ایک خاندان میں انفرادی طور پر افراد کے لیے سماجی نقل پذیری ممکن ہوتی ہے۔ وہ افراد جو نچلی ذاتوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے مقابل ترقی کر سکتے ہیں۔ ان کی سماجی حیثیت خاندان کے دوسرے افراد کی سماجی حیثیت سے تھوڑی مختلف ہوگی۔ سماجی حیثیت میں یہ تبدیلی افراد کی شخصی خصوصیات جیسے دیانتداری، ایمانداری، تعلیمی کامیابیوں اور دیگر کامیابیوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

اس کے برعکس، اعلیٰ ذات سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد شخصی کمزوری یا مستعدی کی کمی کی وجہ سے انحطاطی نقل پذیری کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔ انفرادی ارتقاعی یا انحطاطی نقل پذیری ذات کے مجموعی وقار کو نمایاں طور پر متاثر نہیں کرتی ہے۔

2. ذات کے اندر کچھ قلیل خاندانوں کی نقل پذیری:

Mobility of a minority of families within a caste

دوسری صورت سماجی نقل پذیری کی یہ ہو سکتی ہے کہ کسی ذات سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کی ایک قلیل تعداد اسی ذات کے بقیہ خاندانوں کے مقابل اگے بڑھ جائے, ترقی کرے یا ارتقاعی نقل پذیری حاصل کرے۔ کچھ خاندانوں میں ہوئی یہ ارتقاعی نقل پذیری سیاسی و اقتصادی عوامل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جیسے کہ کچھ خاندان تعلیمی اعتبار سے اگے بڑھ گئے یا انہیں اچھی خاصی زمین ہاتھ لگ گئی یا انہوں نے ثقافتی اعتبار سے خود کو بدل لیا۔ ایک ماہر سماجیات برٹن سٹیل (Burton Steil) کہتے ہیں کہ خاندان کی سطح پر یہ سماجی نقل پذیری عہد وسطی میں خوب دیکھنے کو ملی جس میں کچھ خاندان اپنی سماجی حیثیت کو اوپر اٹھانے میں کامیاب رہے۔ لیکن یہ سماجی نقل پذیری ذات پر مبنی درجہ بندی کے حدود کے اندر رہی 3. ذات کے خاندانوں کی اکثریت یا پوری ذات کی نقل پذیری:

Mobility of a majority of family or group

ذات پر مبنی معاشرے میں سماجی نقل پذیری کی تیسری سطح اس میں سے اکثر خاندان یا پوری کی پوری ذات برادری کی سماجی نقل مکانی ہے۔ اس کے نتیجے میں پوری ذات کی عزت و وقار اور سماجی حیثیت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ یہ نقل پذیری اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی ذات یا ان کے خاندانوں کی اکثریت خود کو ثقافتی اعتبار سے مکمل طور پر بدل لیتی ہے۔ اس بدلاؤ میں خاص طور پر وہ عنصر شامل ہوتے ہیں جس کی بنیاد پر انہیں نچلی ذات کا درجہ دیا رہتا ہے یا ناپاک کہا جاتا ہے۔ لہذا یہ ذات ان ناپاک کارگردگیوں کا ازالہ کر کے پاک طبقے میں شمولیت اختیار کرتی ہیں۔ ماہر سماجیات ایم این شری نواس (M.N. Srinivas) نے اس عمل کو سنس کریٹائزیشن کا نام دیا ہے جس کی بحث کو ہم اگے تفصیل سے جانیں گے۔

خلاصہ یہ کہ اصولی طور پر ذات پات پر مبنی معاشرہ ایک بند معاشرہ تسلیم کیا جاتا ہے جہاں سماجی نقل پذیری کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ لیکن عملی طور پر دیکھا گیا ہے کہ ذات پر مبنی معاشرے میں بھی ایک حد تک سماجی نقل پذیری ہوتی ہے۔ انفرادی صلاحیتوں، اقتصادی و سیاسی قوتوں اور ثقافتی تصفیہ کے ذریعے نچلی ذاتوں میں سماجی نقل پذیری ممکن ہو پاتی ہے۔

23.4 دلت سماج کی سماجی نقل پذیری کا طریقہ عمل

APPROACH OF SOCIAL MOBILITY AMONG DALIT COMMUNITY

دلت برادری کی سماجی حیثیت میں تبدیلی مختلف سماجی عمل کی صورت میں رونما ہوتی ہے۔ ہندوستانی ماہرین سماجیات نے گہرائی سے دلت سماج میں ہونے والی سماجی تبدیلی کے طریقہ کار کا مطالعہ کیا ہے اور انہیں مندرجہ ذیل تین صورتوں میں تقسیم کیا ہے۔

1. سنسکرت کاری: **Sanskritization**

دلت معاشرے کی حیثیت میں رونما ہونے والی تبدیلی کی پہلی صورت سنسکرت کاری کی ہے۔ مشہور ہندوستانی ماہر سماجیات ایم این سری نواس (M.N. Srinivas) نے سب سے پہلے سکرت کاری کے تصور کو پیش کیا۔ سری نواس کے مطابق سنسکرت کاری ایک ایسا عمل

ہے جس کے ذریعے نچلی ذاتیں، قبائلی برادریاں یا دیگر گروہ اپنے رسم و رواج، نظریہ حیات اور طرز زندگی کو چھوڑ کر ہندو براہمن یا دیگر اعلی ذاتوں یا دوبارہ پیدائش کی مجاز(Twice Born castes)ذاتوں کے نظریہ حیات اور طرز زندگی کو اختیار کر کے اپنی سماجی حیثیت میں تبدیلی لاتی ہیں۔ یہ عمل ہندوستانی معاشرے کی پوری تاریخ میں رائج اور رواں رہا ہے۔ شری نواس کے مطابق نچلی ذاتیں، سیکولر طاقت حاصل کرنے کے بعد، روایتی طور پر اعلیٰ ذاتوں سے وابستہ علامتوں اور طریقوں کو اپنا کر اپنی حیثیت کو اوپر اٹھانا اور اسے جائز بنانا چاہتی ہیں۔ اس کے لیے وہ اعلی ذات سے متصل غذا کی عادات، رسومات اور دیگر ثقافتی عناصر کی نقل کرتی ہیں تاکہ خود کو اعلیٰ سماجی طبقے کے ساتھ ہم آہنگ کر سکیں۔ مزید یہ کہ سنسکرت کاری کے نتیجے میں نئے سماجی گروہوں کی تشکیل ہوتی ہے، ان کے مخصوص مفادات ہوتے ہیں جس کے لیے وہ سیاسی طور پر زیادہ متحرک ہو جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب نچلی ذاتیں اعلیٰ ذاتوں کے طرز حیات کرنے کی کوشش کرتی ہیں تو اس دوران وہ اپنی پہچان اور اپنے حقوق کے لیے سیاسی مشغولیت سے گزرتے ہیں۔ بعض دفعہ، سنسکرت کاری کئی اور مختلف صورتوں میں بھی رونما ہوتی ہے۔ جن گروہوں نے ابتدائی طور پر جدید یا مغربی طرز اختیار کیا اور اسی کے مطابق زندگی گزاری ایک وقت کے بعد وہ بھی مغربی طرز زندگی اور مغربی روایات و خیالات کو چھوڑ کے سنسکرت کاری کے عمل میں حصہ لیتے ہیں اور اوپری ذاتوں کی طرز زندگی اختیار کرنے میں رغبت دکھاتے ہیں۔ اس طرح وہ دوبارہ اعلی ذاتی ہندو طرز زندگی اختیار کر لیتے ہیں اس عمل کو ری سنسکرتائزیشن (Sanskritization) کہا جاتا ہے، جسمیں روایتی ثقافتی عناصر کے حق میں جدیدیت کی علامتوں کو ترک کیا جاتا ہے۔ سنسکرت کاری کے ضمن میں ایک اور عمل ہوتا ہے جسے ڈی سنسکریٹائزیشن(De Sanskritization) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس عمل میں تاریخی طور پر دبی اور کچلی گئی ذاتیں اعلیٰ ذاتی ثقافت کو پوری طرح مسترد کرتی ہیں- وہ براہمن ثقافت سے جڑے ہر ایک علامت سے اپنی وابستگی کا انکار کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر مشرقی اتر پردیش کی کوری ذاتوں نے براہمن سے ہر طرح کے لین دین کو ختم کر دیا اور ان سے دوری بنالی یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں کا پانی بھی لینے سے انکار کیا گیا۔

2. لادینیت: **Secularization**

دلت سماج کی سماجی نقل پزیری کا دوسرا طریقہ سیکولرائزیشن(Secularization) یعنی لا دینیت کا ہے۔ "سیکولرائزیشن (Secularization)" سے مراد ایک ایسا عمل ہے جس میں کبھی خالص مذہبی سمجھا جانے والا عنصر اپنی مذہبی نوعیت کھو دیتا ہے۔ یعنی سماج کے مختلف پہلو جیسے کہ معیشت، سیاست، قوانین اور اخلاقیات میں سے وہ تمام اصول و ضوابط ختم کر دیے جاتے ہیں جن کا محرک مذہب ہوتا ہے اس کی جگہ پر عقل غیر مذہبی یا سائنسی اصول و ضوابط کا اطلاق سماج کے مختلف پہلوؤں پر کیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ہندوستانی سماج میں افراد کی سماجی حیثیت طے کرنے میں مذہب کی جانب سے عائد کی گئی پاک اور ناپاک کی درجہ بندی پورے معاشرے کو پیدائش کی بنیاد پر زندگی بھر کے لیے زمروں میں بانٹتی رہی ہے۔ لیکن یہ روایتی تقسیم تعلیم کے عام ہونے سائنس کی ترقی کرنے اور عقل کے استعمال کے نتیجے میں دور ہو گئی۔ جدید معاشرے میں دیکھیں تو افراد خواہ وہ کسی بھی ذات یا برادری سے تعلق رکھتے ہوں ایک ساتھ مل کر کام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اگر جدید طرز لباس پر غور کریں تو اس نے ذات پاک کی تفریق مٹانے میں ایک

بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس طرح دلت برادری نے لادینیت کے راستے کو اپناتے ہوئے ذات پات کے چنگل سے خود کو آزاد کیا اور سماجی نقل پذیری کی طرف گامزن ہوئے۔

3. مغرب کاری: Westernization

دلت سماج کی سماجی نقل پذیری کا تیسرا طریقہ مغرب کاری کا ہے۔ مشہور ماہر سماجیات ایم این سرینواس (M.N. Srinivas) برطانوی دور حکومت میں ہندوستان میں "مغرب کاری" کا گہرائی سے تجزیہ کرتے ہیں۔ مغرب کاری سے مراد انگریزی حکومت کے زیر اثر ہندوستانی معاشرتی اصول وضوابط میں پیدا کی گئی تبدیلیاں ہیں۔ خاص کر وہ تبدیلیاں جو نئی سائنسی ٹیکنالوجی، جدید ادارے وجدید خیالات و نظریات کے نتیجے میں رونما ہوئیں۔ مثال کے طور پر جب انگریز ہندوستان میں نئی مشینیں لائے تو ایک نئے قسم کا اقتصادی نظم عمل میں آیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مغرب کاری نے مختلف سماجی گروہ کے درمیان ترتیب پانے والے سماجی رشتوں کو ایک نئے انداز میں مرتب کیا۔ خاص کر مختلف ذاتوں کے درمیان پائے جانے والے موجودہ تعلقات پوری طرح ٹوٹ گئے اور ایسے تعلقات وجود میں آئے جہاں تمام ذات برادریاں برابر تھیں، ترقی کے لیے یکساں مواقع سبھی ذاتوں کو حاصل تھے اور سماجی نقل پذیری تمام ذاتوں کے لیے یکساں طور پر ممکن ہو تھی۔ مثال کے طور پر، انگریزی دور حکومت میں زمین خرید وفروخت والی اشیاء میں شامل ہوئی۔ زمین کے حصول نے طے کیا کہ افراد کی سماجی نقل پذیری کیسی ہو۔ جو لوگ زمین حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، چاہے وہ جس ذات سے بھی تعلق رکھتے ہوں، ان کی ارتقاعی نقل پذیری ممکن ہوئی اور وہ تمام افراد جو زمین حاصل کرنے میں ناکام ہوئے ان کو انہیں انحطاطی نقل پذیری کا سامنا کرنا پڑا چاہے وہ جس ذات یا برادری سے تعلق رکھتے ہو۔

23.5 قبائلی برادریاں اور ان کی پسماندگی

TRIBAL COMMUNITIES AND THEIR MARGINALIZATION

قبائلی برادریاں وہ مخصوص گروہ ہیں جو اپنا ایک منفرد طرز حیات رکھتی ہیں۔ ان کی اپنی زبانیں، روایات اور رسم ورواج ہیں۔ تمام قبائلی برادریوں کو شڈول ٹرائب (Schedule Tribe) کے درجے میں رکھا گیا ہے جن کے لئے ہندوستانی قوانین حکومت کو خصوصی توجہ دینے اور مدد فراہم کرنے کا پابند بناتا ہے۔ قبائلی برادریوں نے ماضی میں سخت مشکلات کا سامنا کیا ہے اور موجودہ وقت میں انہیں اپنے بقا کے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تاریخی طور پر قبائلی ثقافت کو قدیم اور پسماندہ تہذیب سمجھا گیا ہے جنہیں آج الگ تھلگ اور اور نظر انداز کیا گیا۔ لہذا ایسی قدیم ثقافت کو محفوظ رکھنا ریاست کی اہم ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ قبائلی ثقافت کے تعلق سے اس دلچسپی نے بے شمار تحقیقی مقالوں کی تخلیق کی ہے۔ قبائل برادریوں پر باقاعدہ تحقیق نوآبادیاتی زمانے سے شروع ہوئی۔ نوآبادیاتی دور میں تمام قبائلی برادریوں کو چار بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا خانہ بدوش قبائل، مجرم قبائل، ونواسی قبائل اور آدیواسی قبائل۔

ہندوستان میں قبائلیوں کی صورت حال چیلنجنگ رہی ہے، خاص طور پر آزادی کے بعد کے زمانے سے جب منصوبہ بند ترقی نے قبائلی زمینوں میں ڈیم، کانوں، صنعتوں اور سڑکوں جیسے منصوبے متعارف کرائے۔ اس سے کئی مسائل پیدا ہوئے ہیں جو ان کی زندگیوں کو نمایاں طور پر متاثر کرتے ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

1. زمین سے علیحدگی: قبائلیوں کو نوآبادیاتی زمانے سے ہی زمینی اخراج کا سامنا رہا ہے۔ ترقیاتی منصوبے، ساہوکاروں کے قرضے، اور جنگلات کو بچانے کے لیے کیے گئے حفاظتی اقدامات نے ان کی زمینیں چھین کر انہیں ان کے مسکنوں سے بے گھر کر دیا ہے۔ کچھ علاقوں میں، غیر قبائلی اب قبائلی زمین کے بڑے حصے کے مالک ہیں، جس کی وجہ سے قبائلی برادریوں کو سخت معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

2. غربت: قبائلی برادریوں کی اکثریت غربت کی لکیر سے نیچے رہتی ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں پہلے ہی سے غذا کی قلت ہے۔ ترقیاتی منصوبوں کے نام پر اٹھائے گئے اقدامات نے انہیں معاشی طور پر لاغر کر دیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ساہوکاروں کے مقروض ہونے لگے۔ اس طرح ساہوکاروں کو نئے مواقع ملے جس سے قبائلی برادریوں کا استحصال کیا جا سکے۔

3. وسائل تک عدم رسائی: جنگلات کی کٹائی، انسانی ساختہ شجر کاری کو ترجیح، اور سرکاری ایجنسیوں کے استحصال کے نتیجے میں قبائلی برادریوں کی نان ٹمبر فاریسٹ پروڈیوس (NTFPs (Non Timber Forest Products) تک رسائی ختم ہو گئی ہے۔ اس نے ان کی معاشی حالت کو مزید کمزور کر دیا۔

4. نقل مکانی: بڑے پیمانے پر ترقیاتی منصوبے جیسے کہ آبپاشی کے ڈیموں، کانوں اور صنعتی اکائیوں نے قبائلیوں کو ان کے روایتی رہائش گاہوں سے بے گھر کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ مناسب معاوضہ نہ ملنے سے وہ اور بھی بے سہارا اور غریب ہو گئے۔

6۔ انتظامی مسائل: قبائلی علاقوں میں انتظامی معیار خراب ہے جس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے جاری کی گئی متعدد اسکیمیں ان تک نہیں پہنچ پائیں۔ یہ اس لیے کہ انتظامی امور کی ذمہ داریاں ایسے علاقوں میں منتقل کی گئی جو قبائلی علاقوں سے بہت دور یا کٹے ہوئے ہیں۔

7. ثقافتی تبدیلیاں: دیگر ثقافتوں کے ساتھ رابطے نے قبائلی ثقافت میں انقلابی تبدیلیاں برپا کی ہیں۔ اس کی وجہ سے قبائلی زندگی کا امتیاز متاثر ہوا ہے۔ مخصوص رقص، موسیقی اور دستکاری جیسے روایتی فنون ختم ہو رہے ہیں جس سے ثقافتی شناخت کے خدشات بڑھ رہے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہندوستان میں قبائلیوں کو درپیش چیلنجز ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر محیط ہیں، جن میں زمین کے حقوق، غربت، وسائل کا نقصان، نقل مکانی، حکمرانی کے مسائل، ثقافتی تبدیلیاں، وغیرہ شامل ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے جو قبائلی حقوق کا احترام کرے، پائیدار ترقی کو یقینی بنائے، اور ان کی منفرد ثقافتی شناخت کو محفوظ رکھے۔

23.6 قبائلی برادریوں کی سماجی نقل پذیری اور اس کے طریقہ کار
SOCIAL MOBILITY OF TRIBES AND ITS METHODS

قبائلی برادریاں پہاڑیوں اور جنگلات جیسے دور دراز علاقوں میں رہتی ہیں۔ وہ اپنی روزی روٹی کے لیے پانی، جنگلات اور زمینی پیداوار پر انحصار کرتے ہیں۔ مذہبی طور پر وہ اینیمزم (Animism) کے عقائد کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا فلسفہ حیات ہے جو تمام فطری عناصر میں روحانی عکس دیکھتے ہیں۔ اس طرح وہ فطرت سے جڑی تمام چیزیں جیسے جنگلات، پانی، پھل، پھول اور پیڑ پودوں کی عبادت کرتے ہیں۔ معاشرتی طور پر ان میں یکجہتی اور مضبوط اجتماعی روابط ہوتے ہیں۔ جدید معاشرے کے بالمخالف وہ وسائل کے حصول میں مقابلہ جاتی کوشش کو

نہیں مانتے بلکہ وسائل پر اجتماعی حق ہوتا ہے اور سب ایک ساتھ مل کے ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جنگلات اور دور دراز علاقوں میں رہنے کی وجہ سے شہروں سے ان کا ربط بہت کم رہا، نتیجتاً سماجی ترقی کے تمام معیارات میں وہ پیچھے ہیں۔ تعلیم صحت و روزگار، معاشی وسیاسی قوت کا برا حال ہے۔ وقت کے ساتھ، قبائلی معاشرے اپنی ثقافت، رسوم، روایات، مذہب، معیشت اور حکمرانی میں ہمہ گیر تبدیلی کا سامنا کر رہے ہیں جس سے ان کی منفرد ثقافتی شناخت مجروح ہو رہی ہے۔ ماہر بشریات ودیارتھی (Vidyarthi) قبائلی برادریوں کی ثقافتی تبدیلیوں کو تین مراحل میں تقسیم کرتا ہے۔ پہلا مرحلہ، 1784 سے 1919 تک، جس میں آزادی سے پہلے کا دور شامل ہے۔ اس میں قبائل کو قدیم سمجھا جاتا تھا۔ وہ مرکزی سماجی دھارے سے دور بہت دور دراز علاقوں میں رہتے تھے۔ باہر کے لوگ انہیں وحشی سمجھتے تھے کیونکہ وہ اجتماعی ملکیت کے قائل تھے۔ خوراک اور دولت جیسی ہر چیز آپس میں برابر تقسیم کرتے تھے۔ اس دور میں قبائلی برادریاں جھوم کھیتی (JhumCultivation) کرتے تھے اور خانہ بدوشی کہ حالت میں زندگی گزارتے تھے۔

قبائلی برادریوں میں ہوئی تبدیلی کا دوسرا دور 1920 سے 1940 تک کا ہے۔ قبائل کے لیے یہ ایک تعمیری دور تھا۔ انہیں تحقیقات کا موضوع بنایا گیا اور متعدد تحقیقات نے ان کے سماجی معاشی اور سیاسی تانے بانے کا مطالعہ کیا۔ ان مطالعوں کے نتیجے میں یہ ثابت ہوا کہ قبائلی برادریاں ایک الگ سماجی زمرے میں آتی ہیں جن کی طرز حیات ذات پات کے نظام سے بالکل الگ ہے۔ اس دور میں قبائل خود کفیل ہو گئے اور دیہی دیہات میں آباد ہو ہونے شروع ہوئے۔ ہندو ثقافت اور طریقوں سے متعارف ہونے اور انہیں اپنانے بھی لگے۔ جی اس گھریے (G.S. ghurye) نے انہیں پسماندہ ہندو () کا لقب دیا۔

تیسرا مرحلہ، 1950 سے شروع ہوا۔ یہ آزادی کے بعد کا دور ہے۔ اسمیں قبائلی برادریوں کی ارتقاعی نقل پذیری کے لیے متعدد اقدام لیے گئے اقدامات کیے گئے۔ حکومت اور مختلف ایجنسیوں نے 'الگ تھلگ کی پالیسی (Policy of Isolation)' اور 'انضمام کی پالیسی (Policy of Integration)' جیسے پروگراموں کو نافذ کیا۔ حفاظتی اسکیمیں، نقل پذیری کی حکمت عملی، اور ترقیاتی اقدامات قبائل کی ارتقاعی سماجی نقل پذیری کے لیے اٹھائے گئے۔ اس مرحلے میں، قبائلی برادریوں کی سماجی نقل پذیری میں کافی تیزی آئی، جس کے نتیجے میں تعلیم، مہارت، انفرادیت، آزادی، اور ملازمت میں اضافہ ہوا۔ قبائل جدیدیت اور انضمام (Integration) کو بھی قبول کرنے لگے اور اس طرح وہ معاشرے کے مرکزی دھارے میں ایک منفرد شناخت کے ساتھ شامل ہونے لگے۔

ایک اور مشہور ہندوستانی ماہر سماجیات اے آر دیسائی (A.R. Desai) نے قبائلی برادریوں میں ہوئی تبدیلی کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا: کچھ قبائل نے روایتی طرز زندگی کی پیروی کرتے ہوئے اصل جنگلاتی رہائش گاہوں میں رہنا قبول کیا۔ کچھ نیم قبائلی برادریاں جنگلوں اور پہاڑوں سے نکلے اور خانہ بدوش کی زندگی گزارنے لگے وہ زراعت اور متعلقہ پیشوں پر عمل پیرا ہو گئے۔ کچھ قبائلی برادریاں بیرونی ثقافت کو اپنا کر شہری یا نیم شہری علاقوں میں ہجرت کر گئے۔ جدید صنعتوں میں کام کرتے ہوئے، جدید ثقافت کو اپنا لیا۔ کچھ قبائلی برادریوں نے مکمل طور پر قبائلی ثقافت کو چھوڑ کر مرکزی دھارے کی روایات و ثقافت کو اپنا لیا۔ اسی طرح ایک اور ماہر سماجیات پروفیسر نرمل کمار بوس (N. K Bose) نے اپنی ایک تحقیق میں قبائل کے ہندو مرکزی دھارے میں جذب ہونے کے تصور کو متعارف کرایا۔ یہ سنسکرت کاری اور برہمنی

طریقوں کو اپنانے کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ یہاں یہ نوٹ کرنا بہت ضروری ہے کہ قبائلی نقل پذیری اصرف اس وقت ہوئی جب وہ مرکزی دھارے میں ضم ہو جاتے ہیں یعنی ہندو مذہب کی ثقافت کو اختیار کرتے ہیں۔ جبکہ وہ تمام قبائلی برادری

ان جو اپنی ثقافت سے کسی بھی طرح کی صلح کرنا نہیں چاہتے، اپنی ثقافت میں رہتے ہوئے سماجی نقل پذیری کی خواہش رکھتے ہیں انہیں اس طرح کے مواقع بالکل بھی میسر نہیں کیے جاتے۔

سنسکرت کاری، برہمن کاری، اور مغرب کاری(**Sanskritization, Brahminization and Westernization**)

سنسکرت کاری، برہمن کاری، اور مغرب کاری یہ طریقہ زندگی ہیں جن کو اختیار کر کے قبائلی برادری سماجی نقل پذیری کو یقینی بناتی ہے۔ ابتدا میں الگ تھلگ رہنے والے قبائل نے آہستہ آہستہ ان نظریہ حیات و طریقہ زندگی کو اپنایا۔ جیسے جیسے قبائل جنگل سے دیہی علاقوں میں منتقل ہوئے، انہیں سماجی وسائل کے حصول کے لیے مقابلہ جاتی جدوجہد سے گزرنا پڑا۔ نئی رہائش گاہ میں موجود سماجی درجہ بندی نے انہیں متاثر کیا۔ وہ سماجی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی میدانوں میں اپنا مقام بلند کرنے تگ و دو کرنے لگے۔ ہندو ذات پات کے نظام میں گھل مل جانے کے باوجود وہ پسماندہ ہندوؤں کے ساتھ رابطہ برقرار رکھتے ہوئے ورنا ماڈل(Varan Model) سے باہر ہو گئے۔ قبائل اپنی قبائلی شناخت، عقائد، عقیدے، رسوم و رواج اور روایات کو محفوظ رکھتے ہوئے غیر قبائلی گروہ کو بطور حوالہ مان کر سماجی نقل پذیری کی سیڑھیاں چڑھتے رہے۔

تجارتی کاری، اجناس سازی اور سکڑتے ہوئے وسائل:

(Commercialization, Commodification and Shrinking resources)

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، قبائل کو نئی پالیسیوں اور پروگراموں کی وجہ سے اپنی روزی روٹی کے لیے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نئی نافذ کی گئی پالیسیاں قبائلی ثقافت و طرز حیات کے برعکس تھیں، ان کا قبائلی برادریوں سے براہ راست تنازع ہوا۔ آزادی کے بعد سبز انقلاب نے معاشرے کے پسماندہ طبقے کو خاص کر قبائلی برادریوں کو بری طرح متاثر کیا۔ سبز انقلاب نے قبائلی برادریوں کی زرعی اراضی چھین لیں۔ زراعت کی تجارت کاری نے زمین کو ایک اجناس کے طور پر متعارف کرایا جس سے علاقائی تفاوت اور سماجی عدم مساوات میں اضافہ ہوا۔ قبائل اپنے زمینی وسائل سے محروم ہو گئے بے روزگاری میں ادھر ادھر بھٹکنے لگے اور ذریعہ معاش کی تلاش میں شہری علاقوں میں چلے گئے۔ قبائلی برادریوں کا ایک اور مسئلہ محدود زمینی وسائل کا ہے۔ نسلوں کی نشو و نما سے زمینوں کا بٹوارہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے دستیاب زمین سکڑ جاتی ہے۔ اس سے نمٹنے کے لیے، قبائل اکثر صنعتوں میں چلے جاتے ہیں، یومیہ اجرت کے لیے مزدور کے طور پر کام کرتے ہیں

صنعت کاری، شہری کاری، مشینی کاری:(**Industrialisation, Urbanisation, Mechanisation**)

سکڑتے وسائل کا سامنا کرتے ہوئے قبائل روزگار کے مواقع کی تلاش میں شہری علاقوں، کارخانوں اور میٹرو شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ اس نئے ماحول میں، انہیں تعلیم، جدید طرز زندگی، جدید نظریہ حیات، رویوں، عقائد، خوراک، لباس اور ٹیکنالوجی سے سابقہ پڑتا ہے۔۔ یہ ان کے سماجی کاری(Socialization) کو متاثر کرتا ہے۔ جدید نظریہ حیات و طرز حیات کے اپنانے سے ایک بڑی تبدیلی ان کی زندگی میں رونما

ہوتی ہے۔ صحت اور صفائی کے بارے میں بیداری میں اضافہ ہوتا ہے، بچوں اور تعلیم کے تئیں رویوں میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اپنے دیہات واپسی پر، وہ شہری تعلیمات کو لے کر جاتے ہیں، اور وہاں اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام میں، وہ سماجی اور ثقافتی سرمائے کو جمع کرنے کے بارے میں بھی سیکھتے ہیں، جس سے سماجی نقل پذیری کی راہیں ان کے لیے آسان ہو جاتی ہیں۔

23.7 دلت اور قبائلی برادریوں کی سماجی نقل پذیری کے لیے ہندوستانی آئین کی مراعات CONCESSION FOR DALIT AND TRIBAL COMMUNITIES BY INDIAN CONSTITUTION FOR THEIR SOCIAL MOBILITY

آزادی کے بعد ایک نیا ہندوستانی آئین کیسا ہو گا اس کا جواب سب سے مشکل تھا۔ مختلف مذاہب، ذاتیں و ثقافتی گروہ کو کیسے ایک آئین کے تحت لایا جائے ایک بڑا چیلنج تھا۔ اس سے بڑا چیلنج یہ تھا کہ تاریخی طور پر پچھڑی ہوئی قوموں جیسے دلت برادری و قبائلی برادریوں کی سماجی نقل پذیری کے لیے کیا انتظام ہو گا۔ ایک لمبی بحث کے بعد اسمبلی ڈیبیٹ میں یہ بات طے ہوئی کہ تاریخی طور پر دبی کچلی دلت اور قبائل برادریوں کو نامزد کیا جائے۔ انہیں شڈول کاسٹ (schedule caste) وہ شڈل ٹرائب (Schedule Tribe) کہا گیا۔ یہ نامزد برادریاں ہندوستانی ریاست کی طرف سے کچھ مراعات کے حقدار ہوں گی جب تک ان کی سماجی نقل پذیری یقینی نہیں ہو جاتی۔ مندرجہ ذیل میں مخصوص تحفظات شامل ہیں جن کا آئین ہند نے وعدہ کیا ہے۔

1. ریزرویشن کی پالیسیاں: ، آرٹیکل 15(4) اور 16(4) کے ذریعے، آئین ریاست کو تعلیمی اداروں اور سرکاری ملازمتوں میں SCs اور STs کے لیے نشستیں محفوظ رکھنے کا اختیار دیتا ہے۔ تاکہ ان کو تعلیم اور سرکاری ملازمتوں کے مواقع تک بہتر رسائی حاصل ہو۔

2. سیاسی نمائندگی: آرٹیکل 330 اور 332 بالترتیب لوک سبھا اور ریاستی قانون ساز اسمبلیوں میں ایس سی (SC) اور ایس ٹی (ST) کے لیے مخصوص نشستیں فراہم کرتا ہے۔ سیاسی میدانوں میں ان کی کم نمائندگی کو تسلیم کرتے ہوئے یہ آرٹیکل فیصلہ سازی کے عمل میں انہیں مضبوط آواز فراہم کرتے ہیں۔

3. پالیسی کے ہدایتی اصول: آرٹیکل 46 کے ذریعے آئین ہند ریاست کو SCs اور STs کے تعلیمی اور معاشی مفادات کو فروغ دینے کی ہدایت دیتا ہے اور اس کے لیے حفاظتی امتیاز (Protective Discrimination) کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ یہ ریزرویشن سے آگے بڑھ کر تعلیم اور معاشی میدان میں تاریخی تفاوت کو ختم کرنے کے لیے سرگرم کوششوں کی طرف راغب کرتا ہے۔

4. ترقی کے لیے خصوصی انتظامات: آئین ہند حکومت کو ایس سی، ایس ٹی اور دیگر پسماندہ طبقات کی ترقی کے لیے خصوصی انتظامات اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس میں پسماندگی کی شکار قوموں کو درپیش مخصوص ضروریات اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے مخصوص پالیسی کو تشکیل دینے پر زور دیا جاتا ہے۔

5. آئینی ترامیم: ان دفعات کو بہتر انداز میں روبہ عمل لانے میں آنے والی دشواریوں سے نپٹنے کے لیے، اور سماجی انصاف کو یقینی بنانے کے

لیے آئین میں ترامیم کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر، 73ویں اور 74ویں ترامیم نے پنچایتی اور بلدیاتی حکومت میں بھی SCs اور STs کے سیٹوں کو محفوظ رکھا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہندوستان کے آئین نے SCs اور STs کی سماجی نقل پذیری کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کا ایک جامع خاکہ تیار کیا ہے۔ ان دفعات کا مقصد نہ صرف تاریخی ناانصافیوں کا ازالہ کرنا ہے بلکہ تعلیم، روزگار، اور سیاسی نمائندگی سمیت مختلف شعبوں میں ان برادریوں کی ترقی اور انہیں بااختیار بنانے کے لیے مخصوص راستے فراہم کر کے ایک انصاف پر مبنی اور مساوی معاشرہ تشکیل دینا ہے۔

23.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں دلت اور قبائلی برادریوں کی پسماندگی کو تفصیل سے سمجھایا گیا ہے۔ طلبہ نے بصیرت حاصل کی کہ سماجی اقتصادی اور سیاسی قوت کے لحاظ سے یہ برادریاں پچھڑی ہوئی ہیں۔ ذات پات کا روایتی سماجی نظم دلتوں کو ازل سے ظلم کا نشانا بناتا رہا وہیں سماج کا ثقافتی غرور قبائلی برادریوں کو پریشان کرتا رہا جس کے نتیجے میں یہ دونوں ہی برادریاں سماجی نقل پذیری سے پوری طرح محروم کر دیے گئے۔ دلتوں کو اچھوت سمجھا گیا اور ان سے تمام سماجی تعلقات کو کاٹ لیا گیا اور ساتھ ہی غلیظ خدمات ان سے لی گئیں۔ وہی قبائلی برادریوں کو ترقیاتی منصوبوں کے ذریعے زمین سے محروم کیا گیا جس سے ان کی اقتصادی خوشحالی کا جنازہ نکلا۔ ہم نے آئین ہند کی طرف سے ان مراعات کو بھی جانا جو دلت اور قبائلی برادریوں کو دی گئی ہیں۔ یہ مراعات سماجی انصاف کی ایک کوشش ہیں لیکن کئی صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی یہ دونوں برادریاں پچھڑی ہوئی ہیں۔

23.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Multiple Choice Questions)

1. کون سے آئینی آرٹیکل ریاست کو تعلیمی اداروں اور سرکاری ملازمتوں میں دلت اور قبائلی برادری کے لیے نشست ریزرو (Reservation of seats) کرنے کا اختیار دیتے ہیں؟

A. آرٹیکل 15(2) اور آرٹیکل 16(2)

B. آرٹیکل 15(4) اور آرٹیکل 16(4)

C. آرٹیکل 14(3) اور آرٹیکل 17(3)

D. آرٹیکل 18(1) اور آرٹیکل 19(1)

2. قبائلی برادریوں کی زمین غصب کرنے میں محرک ہے

A. صنعت کاری
B. معاشی خوشحالی۔
C. زراعت کی تجارت کاری
D. تکنیکی ترقی

3. ہندوستانی آئین کا آرٹیکل 46 کس طبقے کی پسماندگی دور کرنے کے لی حفاظتی امتیازات (Protective discriminations) کی ضرورت پر زور دیتا ہے:

A. اونچی ذات والے
B. دلت اور قبائلی برادری
C. مذہبی اقلیتیں۔
D. خواتین

4. کس عمل کے ذریعے نچلی ذات کی برادریاں اعلی ذات میں شمولیت اختیار کرتی ہیں۔

A. معاشرت کا مغربی طرز معاشرت کا اختیار (Westernization)
B. اعلی ذاتی طرز معاشرت کا اختیار (Sanskritization)
C. صنعت کاری
D. شہری کاری

5. ترقیاتی منصوبوں کی وجہ سے قبائلی برادری پر کیا اثر پڑتا ہے؟

A. معاشی خوشحالی
B. ثقافتی تحفظ
C. زمین سے بیگانگی اور نقل مکانی
D. تعلیمی ترقی

6. قبائلی برادری کی پسماندگی کی وجہ ہے

A. ہندوستانی ائین

B. ریزرویشن

C. سرمایہ داری

D. کوئی نہیں۔

7. دلت برادری کی پسماندگی کی وجہ ہے۔

A. ذات کا نظام

B. معاشی نظام

C. سیاسی نظام

D. تحریکی نظام

8. مغرب کاری نے قبائلی زندگیوں کو کیسے متاثر کیا

A. ثقافتی تبدیلی سے

B. معاشی

C. مواقع فراہم کر کے

D. تعلیمی مواقع فراہم کر کے

9. ذات پات کے نظام میں انفرادی نقل پذیری کے سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

A. مذہبی عقائد

B. سیاسی عوامل

C. انفرادی شخصی صفات

D. اقتصادی حیثیت

10. قبائلی برادری سے جب زمینیں چھین لی جاتی ہیں تو یہ ان کی زندگی کو کیسے متاثر کرتا ہے۔

A. اقتصادی خوشحالی کو ختم کر کے

B. روزگار کے مواقع بند کر کے

C. سیاسی قوت میں اضافہ کر کے

D. ثقافتی شناخت کی حفاظت کرکے

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1. ذات کا نظام دلت برادری کو کیسے متاثر کرتا ہے۔
2. سنسکرٹائزیشن کے تصور کی وضاحت کریں۔
3. ترقیاتی منصوبوں کی وجہ سے قبائلی برادریوں کو کن چیلنجوں کا سامنا ہے؟
4. ہندوستان میں دلت اور قبائلی برادری کے لیے قائم کیے گئے آئینی تحفظات میں سے کسی ایک کا تذکرہ کریں۔
5. مغرب کاری کیسے قبائلی برادریوں کی زندگی کو متاثر کرتا ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. دلت اور قبائلی برادریوں کی پسماندگی کی کیا وجوہات ہیں۔
2. وہ کون سے طریقے ہیں جن کو اختیار کرکے دلت اور قبائلی برادریاں سماجی نقل پذیری حاصل کرتی ہیں۔

مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

- Ambedkar, B.R. (n.d.). The Untouchables: Who are They and Why They Have Become Untouchables. [Place of Publication: Publisher]
- Ambedkar Centre. (n.d.). Dalitology: The Book of the Dalit People. Tumkur: Rural Education for Resource Development Society.
- Aloysius, G. (1998). Religion as Emancipatory Identity: A Buddhist Movement among Tamils under Colonialism. New Delhi: New Age International Publishers.
- Bailey, F. G. (1961). “Tribe” and “caste” in India. In S. C. Dube (Ed.), India’s villages (pp. 203-221). Routledge.
- Beteille, A. (1965). Caste, class, and power. University of California Press.
- Bourdieu, P. (1986). The forms of capital. In J. C. Alexander & S. Seidman (Eds.), Cultural theory: An anthology (pp. 81-93). Cambridge University Press.
- Driessen, G. W. J. M. (2001). Ethnicity, forms of capital, and educational achievement. International Review of Education, 47(6), 513-538.
- Durkheim, E. (1984). Mechanical Solidarity, or Solidarity by Similarities. The Macmillan Press Ltd, pp. 31-67.
- Harvey, D. (2003). Accumulation by dispossession. Oxford University Press.
- Sorokin, P. (1927). Social mobility. Harper & Brothers

ہندوستانی مسلمانوں کی پسماندگی اور ان کی سماجی نقل پذیری
(MARGINALIZATION OF MUSLIMS AND THEIR SOCIAL MOBILITY)

اکائی کے اجزا

0.24 تمہید

1.24 مقاصد

24.2 اقلیت: مفہوم اور معنی

3.24 ہندوستانی مسلمان

4.24 ہندوستانی مسلمانوں کی پسماندگی

5.24 ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل

6.24 مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری میں ریاست کا رویہ

7.24 ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری کے عوامل

8.24 اکتسابی نتائج

9.24 نمونہ امتحانی سوالات

24.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

0.24 تمہید (Introduction)

ہندوستان میں متنوع قومیں رہتی ہیں۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی تقریباً 15% ہے۔ ہندوستانی میں مسلمانوں کے شاندار ماضی اور معاشرے میں ان کے بیش بہا کردار کے باوجود آج مسلمان امتیازی سلوک اور پسماندگی کا شکار ہیں۔ ترقی کے تمام اشاریوں میں مسلمان سب سے پیچھے ہیں۔ چاہے وہ تعلیم کی بات ہو یا اقتصاد اور سیاست کا مسئلہ مسلمان ان سب میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ ہم اس اکائی میں ہندوستانی مسلمانوں کی پسماندگی کے عوامل، ان کے وجوہات اور سماجی نقل پذیری کے امکانات کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

24.1 مقاصد: OBJECTIVES

اس اکائی کا مقصد ہندوستان میں مسلمانوں کی پسماندگی کی وجوہات اور سماجی نقل پذیری کے امکانات کا پتہ لگانا ہے۔اس اکائی میں ہم جانیں گے کہ کہ تاریخی طور پر اور موجودہ دور میں مسلمانوں کے وہ کون سے مسائل رہے ہیں جنکو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ہم اس میں مسلمانوں کا بھی بحیثیت اقلیت جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔ مسلم اقلیتوں سے جڑے کلیدی مسائل کو سمجھیں گے۔اس کے ساتھ ہی ان تمام کوششوں کا بھی ایک جائزہ لیں گے جو مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری کے تعلق سے کی گئیں ہیں۔آخر میں ہم مسلمانوں کے سماجی نقل پذیری کو یقینی بنانے والے عوامل کو بھی سمجھیں گے۔

24.2 اقلیت: مفہوم اور معنی: MINORITY : DEFINITION AND MEANING

پوری تاریخ میں، معاشروں نے اکثر اپنے آپ کو اس طرح سے منظم کیا ہے جہاں کچھ گروہوں کو دوسروں سے زیادہ طاقت حاصل ہوتی ہے۔ لوگ فطری طور پر مشترکہ مفادات کی وجہ سے اکٹھے ہوتے ہیں یا اختلافات کی بنیاد پر ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہے۔ مختلف گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان تعامل کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔ان تمام گروہوں میں ایک گروپ اقلیت و اکثریت کا بھی ہے۔دونوں کے درمیان ایک مختلف تعامل عمل میں آتا ہے۔ معاشروں میں، اکثریتی اور اقلیتی گروہوں کے درمیان مسلسل جدوجہد ہوتی رہتی ہے، جس میں کھلی دشمنی اور پوشیدہ امتیازی سلوک شامل ہوتا ہے۔سیاسی کنڑول، تعلیمی مواقع، اقتصادی اثر ورسوخ اور ملازمتوں جیسی چیزوں پر تنازعات پیدا ہوتے ہیں، جو اکثر ایک مسلسل جنگ میں بدل جاتے ہیں۔ بعض اوقات، محض مقابلہ کرنے کے بجائے، گروہ اپنے حریفوں کو کمزور یا ختم کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، امریکہ میں مقامی امریکیوں اور افریقی امریکیوں، سپین اور لاطینی امریکہ میں پروٹسٹنٹ(Protestant)، کینیڈا میں فرانسیسی، برازیل میں جاپانی، اور ہندوستان میں مسلمانوں کی صورتحال پر ایک نظر ڈالیں۔ان گروہوں نے سراسر ظلم و ستم کے چیلنجز کا مسلسل سامنا کیا ہے۔اقلیت کے ساتھ یہ ظلم و بربریت ایتھنو سینٹرزم(Ethnocentrism) کے تصور کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ تصور ایک ایسا سماجی رویہ تشکیل دیتا ہے جہاں لوگ اپنے گروہ اور ان سے متصل عقائد و خیالات کی حمایت کرتے ہیں اور دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔یہ رویہ دوسرے گروہ کے افراد کو بے مقصد مختلف شکلوں میں ہراساں کرتا ہے۔

ہیملٹن کے مطابق، جب ایک گروہ اقلیت میں ہوتا ہے تو انہیں مندرجہ ذیل پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے:

- انہیں حقارت، تضحیک یا تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- وہ سماجی طور پر الگ تھلگ کردیے جاتے ہیں۔
- تعلیم، ملازمتوں اور دیگر مواقع تک انکی رسائی محدود ہوتی ہے۔
- املاک کے حقوق کو ان پر محدود کردیا جاتا ہے۔
- کبھی کبھی انہیں ووٹ دینے یا کوئی سرکاری عہدہ رکھنے کے حق سے بھی محروم کردیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے ماہر سماجیات واگلے اور ہیرس نے 1958 میں اقلیت کی ایک مختلف تعریف بیان کی ہے۔ واگلے اور ہیرس کے مطابق اقلیت سے مراد وہ سماجی گروہ ہے جو نسل، قومیت، مذہب یا زبان جیسے عوامل کی بنیاد پر اپنے معاشرے میں دوسروں سے مختلف ہو، خود کو دوسرے گروہ سے الگ سمجھیں اور باقی دوسرے گروہ انہیں کمتر نظر سے دیکھیں۔ دوسرے لفظوں میں اقلیت ایک ایسا سماجی گروہ ہے جو باقی زیادہ تعداد والے گروہ سے الگ ہو جس کے نتیجے میں انہیں اجتماعی طور پر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہو۔

24.3 ہندوستانی مسلمان: INDIAN MUSLIMS

مسلمان ہندوستان میں کئی صدیوں سے بستے آئے ہیں۔ انڈونیشیا اور پاکستان کے بعد ہندوستانی مسلمان دنیا میں تیسرے نمبر پر ہیں جن کی کل آبادی تقریباً 250 ملین ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی تقریبا 85 فیصد وہ ہیں جو مقامی ہیں۔ یعنی ان مسلم عوام پر مشتمل ہیں جنہوں نے ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ یہ حصہ زیادہ تر نچلی ذاتوں پر مشتمل ہے جنہوں نے مساوات اور انصاف پسند اقدار کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ ہندوستان میں مسلمان، سب سے بڑی مذہبی اقلیت ہونے کے ساتھ ہی طریقہ مذہب، زبان، نسل اور ذات کے لحاظ سے متعدد و متنوع گروہ تشکیل دیتے ہیں۔ اکثریت سنی اسلام کی پیروی کرتی ہے، جبکہ دیگر شیعہ اور مختلف فرقوں جیسے بوہرا، اسماعیلیوں اور احمدیوں کی پیروی کرتے ہیں۔

طریقہ مذہب کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں کو ذات پات کئی مختلف گروہوں میں بانٹتی ہے۔ ہندو مذہب کی طرز پر مسلم معاشرے بھی خود کو تین بڑی نسلوں میں تقسیم کرتے ہیں اشراف، اجلاف وارزال۔ مسلمانوں کی تقریبا 15 فیصد آبادی اشراف کی ہے جبکہ بقیہ 85 فیصد میں اجلاف وارزال ہیں جنہیں ہندوستانی قانون او بی سی (OBC) کے زمرے میں رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ لسانی اعتبار سے بھی ہندوستانی مسلمانوں میں متعدد گروہ پائے جاتے ہیں۔ شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کی کثیر تعداد زیادہ تر اردو زبان بولتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف صوبوں میں رہنے والے مسلمان اپنی صوبائی زبان جیسے تیلگو، ملیالم، بنگالی، کنڑ جیسی دیگر زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ بہار، جھارکھنڈ، تلنگانہ، مغربی بنگال اور دہلی کے علاوہ، اردو کو ہندوستان کے کسی بھی صوبے میں سرکاری زبان کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ جغرافیائی طور پر کشمیر جیسی جگہوں پر مسلمان اکثریت میں ہیں، جب کہ اترپردیش، بہار، مغربی بنگال، کیرالہ اور آسام جیسی ریاستوں میں بھی ان کی تعداد اچھی خاصی ہے۔

24.4 ہندوستانی مسلمانوں کی پسماندگی

ہندوستان، اپنے تنوع کے لیے جانا جاتا ہے۔ یہ مختلف نسلی برادریوں کا گھر ہے، جہاں مسلمان سب سے بڑے اقلیتی گروہ ہیں۔ عیسائیوں، جینوں، پارسیوں، سکھوں اور دیگر مذہبی قوموں کے ساتھ ساتھ، مسلمانوں کی آبادی تقریباً 25 کروڑ ہے، جو انہیں ملک کی سب سے بڑی مذہبی اقلیت بناتی ہے۔ اس کے باوجود، مسلم سماج پسماندگی کے سب سے نچلے درجے میں آتے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی موجودہ حیثیت کو تشکیل دینے میں تاریخی پس منظر کا اہم کردار ہے۔ انگریزی حکومت سے لے کر ہندوستان کی آزادی کے بعد سے اب تک مسلمانوں کی سماجی اقتصادی و سیاسی صورتحال بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مغل حکومت کے زوال اور اس کے بعد برطانوی نوآبادیاتی دور نے مسلمانوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ 1857 کی ناکام بغاوت کے بعد، انگریزوں نے مسلمانوں کی خوشحالی اور ان کی ترقی کو نشانہ بنایا۔ انہیں ختم کرنے اور برباد کرنے کے درپہ آ گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ مسلمانوں نے بھی برطانوی ثقافت اور زبان کے خلاف مزاحمت کا کھلا اعلان کر دیا جس نے بدقسمتی سے بااثر عہدوں تک ان کی رسائی محدود کر دی۔

تقسیم ہند کے بعد مسلسل تعصبات نے انہیں مزید تشدد کا نشانہ بنایا اور ایک بڑی آبادی کو مرکزی دھارے سے الگ کر کے انہیں کنارے پر دھکیل دیا۔ حالیہ سرکاری رپورٹیں ہندوستان میں مسلمانوں کی سماجی، سیاسی اور معاشی پسماندگی کو واضح کرتی ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہونے والی تحقیقات و دیگر رپورٹوں کے مطابق ہندوستانی مسلمان تعلیم اور روزگار کے میدان میں بحران کا شکار ہیں۔ سول سروس، ملٹری اور اعلیٰ تعلیمی اداروں جیسے اہم شعبوں میں ان کی نمائندگی نہ کے برابر ہے۔ تعلیم اور تربیت تک محدود رسائی کی وجہ سے ان کی صلاحیت کی تشکیل نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے وہ اچھی ملازمت کے حصول سے بھی محروم ہیں۔ دلت اور قبائلی برادریوں کے برعکس، مسلمانوں کے پاس آئینی تحفظات کا فقدان بھی ہے، جس سے انہیں ملازمت اور تعلیم میں ریزرویشن حاصل ہو سکے، سوائے دیگر پسماندہ مسلم طبقے (Muslim OBCs) کے جنہیں ذات پات کی بنیاد پر پیچھے رہ جانے کی وجہ سے کچھ تحفظات حاصل ہیں۔ 15 فیصد آبادی ہونے کے باوجود بھی 2 سے 10 فیصد تک ہی اُنکی سیاسی نمائندگی رہی۔ مسلمانوں کی نمائندگی کم ہونے کے باوجود بھی مرکزی یا ریاستی حکومتوں میں مسلمانوں کے لیے کوئی نسشت محفوظ نہیں ہے۔ آج ہندوستان کی مسلم آبادی کو بدترین پسماندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع تک محدود رسائی سے اُنکی حالت بد بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ قانون میں امتیازی دفعات کا نفاذ ان کی صورتحال کو مزید خراب کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر، مسلمان کی دلت آبادی جنہیں سرکاری طور پر شیڈول کاسٹ (Scheduled Caste) سے باہر رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ دلتوں کو ملنے والی مراعات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جب سے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) نے 2014 میں اقتدار سنبھالا ہے، اقلیتوں کے حقوق کی حمایت کرنے والے ادارے، جیسے وزارت اقلیتی امور اور قومی اقلیتی کمیشن کو بجٹ میں کٹوتیوں سمیت کئی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس سے مسلم سماج کو درپیش چیلنجوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

24.5 ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل PROBLEMS OF INDIAN MUSLIMS :

منڈل کے مطابق، ہندوستان میں مسلمانوں کو متعدد چیلنجز درپیش ہیں۔ تجزیاتی طور پر ان تمام چیلنجز کو تین بڑے زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

- وہ مسائل جن سے غریب دوچار ہیں۔
- وہ مسائل جن سے اقلیت دوچار ہے۔
- وہ مسائل جن سے صرف مسلمان دوچار ہیں۔

وہ مسائل جن سے غریب دوچار ہیں: ہندوستان کے غریبوں میں معاشی جدوجہد بڑے پیمانے پر پائی جاتی ہے۔ اور بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح مسلمان بھی غربت سے جڑے سے جڑے مسائل سے نبرد آزما ہیں۔ غربت کی وجہ سے وہ تعلیم میں پیچھے ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی صحت مسلسل گرتی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ روزگار کے مواقع تک انکی رسائی محدود ہوتی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کو درپیش معاشی مشکلات ان کی مجموعی سماجی و اقتصادی کمزوری میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

وہ مسائل جن سے اقلیت دوچار ہے: ہندوستان میں مسلمانوں سمیت تمام اقلیتی برادریوں کو شناخت، سلامتی اور مساوی سلوک سے متعلق مشکلات کا سامنا ہے۔ اقلیتی گروہوں کے خلاف امتیازی سلوک اور تعصب ایسے سماجی چیلنجز ہیں جو بدستور جاری و ساری ہیں۔ ان سب کے نتیجے میں ہندوستانی مسلمان خود کو غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں۔

وہ مسائل جن سے صرف مسلمان دوچار ہیں: تاریخی عوامل سے جڑے کئی اہم عناصر مسلمانوں کے سامنے کچھ مخصوص منفرد چیلنجز پیش کرتے ہیں۔ قرون وسطی میں ہندوستان تک پہنچنے والی اسلامی فتوحات کے خلاف یہاں کی عوام میں مسلمانوں کی تئیں ایک غصہ اور ناراضگی پائی جاتی ہے۔ وہیں 1857 کی بغاوت کے بعد برطانوی حکومت نے توڑو اور لڑاؤ کی حکمت عملی اپنائی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک وحشی تصویر معصوم لوگوں کے دماغ میں نقش کی گئی۔ مزید یہ کہ آزادی کی تحریک کے دوران ہندوستان اور پاکستان کی تکلیف دہ تقسیم نے کشیدگی کو مزید بڑھا دیا۔ تقسیم کے دوران مسلمانوں کو طرح طرح سے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اس میں سب سے بڑا اور اہم کردار ہندو دائیں بازو کی جماعتوں کا رہا ہے جن میں خاص کر راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کے کردار کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ نریندر مودی کی قیادت میں موجودہ بی جے پی حکومت آر ایس ایس کے ساتھ نظریاتی تعلقات رکھتی ہے اور ہندوتوا کے نظریے کی تائید کرتی ہے۔ یہ نظریہ ملک میں متنوع معاشرتی ماحول کو ختم کر کے ہندو عقائد کی بالادستی میں ایک متحدہ ہندوستان (اکھنڈ بھارت) کی وکالت کرتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو تہذیبی چیلنجز کا سامنا ہے جن میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جن کی تازہ مثال تین طلاق کا خاتمہ اور کچھ صوبوں میں حجاب ختم کرنے کا قانون ہے۔

اسلاموفوبیا(**:(islamophobia** اسلاموفوبیا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خیالی خوف اور تعصب ہے۔ یہ صرف مغربی معاشروں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس نے ہندوستان میں بھی جڑ پکڑ لی ہے۔ مغربی دنیا میں، اسلاموفوبیا کے نتیجے میں 'دہشت گردی کے خلاف جنگ (War On Terror)' جیسی پالیسی تشکیل پائی۔ اسلاموفوبیا کے مظاہر ہندوستان میں بھی واضح ہیں، جس سے ہندوتوا قوتوں نے

مسلمانوں کو ایک متشدد اور خطرناک "اور(Other)" کے طور پر پیش کیا ہے۔ مغربی دنیا اور ہندوستان دونوں جگہ، اکثریت مسلم تشخص کو مسخ کرنے کے درپہ ہیں۔ ہندوستان میں، ہندوتوا قوتیں اسلام کو تشدد سے جوڑ کر اور "لو جہاد" جیسے تصورات کو فروغ دے کر اسلاموفوبیا کو ہوا دیتی ہیں۔ مروجہ بیانیہ میں مسلمانوں کو ایک باہری قوم کے طور پر دکھایا جا رہا ہے۔

اسلاموفوبیا کا ایک اہم نتیجہ مسلمانوں کی قید کی غیر متناسب شرح ہے۔ 11/9 کے حملوں کے بعد مسلمانوں کو عام سماج کے لیے ایک بڑا خطرہ سمجھا گیا اور انہیں دہشت گرد قرار دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں، جیلوں میں مسلمانوں کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھی۔

انگلینڈ اور ویلز میں وزارت انصاف کے اعداد و شمار اس رجحان کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ ڈیٹا کے مطابق 2013 کے حساب سے مسلمان 8.4% ہیں۔ ان کی 13 فیصد آبادی جیلوں میں بند ہے۔ وہیں ایک رپورٹ کے مطابق، ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی کا تقریباً 30 فیصد حصہ جیل میں بند ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار کھلے طور پر اشارہ کرتے ہیں کہ کیسے ریاستیں منظم انداز میں مسلم عوام کو نشانہ بنا رہی ہیں اور مذہب کی بنیاد پر ان کے ساتھ تعصب ہو رہا ہے۔ اس طرح اسلاموفوبیا کے وسیع اثرات ہندوستانی مسلمانوں کو مزید پسماندگی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اس طرح مسلمانوں سے جڑے تمام مسائل چاہے وہ ان کی غربت کی وجہ سے ہو یا ان کے اقلیت میں ہونے کی وجہ سے ہوں یا ان کی ایک مخصوص تاریخ ہونے کی وجہ سے ہو ان تمام کا مسلمانوں کی پسماندگی میں ایک بڑا اہم کردار رہا ہے۔

24.5 مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری میں ریاست کا رویہ:

STATE RESPONSE TO THE SOCIAL MOBILITY QUESTIONS OF MUSLIMS

ہندوستان میں مسلمانوں کی پسماندگی کی وجوہات کے سلسلے میں کوئی سنجیدہ بحث ایک لمبی عرصے تک نہیں ہوئی۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ مسلمان ایک لمبے عرصے تک حکومت کرتے رہے لہذا مسلمانوں کی حقیقی صورتحال کا اندازہ لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ نوآبادیاتی دور میں بھی 1857 کے واقعات کے بعد کو جاننے اور سمجھنے کے لیے بہت کم کوششیں ہوئیں۔ تاہم، آزادی کے بعد، اس معاملے پر اور بھی زیادہ نسبتاً خاموشی چھائی رہی۔ 1949 میں، آزادی کے فوراً بعد، نہرو انتظامیہ نے ذات اور مذہب کو بنیاد بنا کر سماجی واقتصادی صورتحال کا جائزہ لینے سے صاف انکار کر دیا۔ دلیل یہ دی کہ اس میں فرقہ بندی اور ذات پات کی حساسیت میں اضافے کا خدشہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آزادی کے فوراً بعد جب دلت اور قبائلی برادریاں ریزرویشن کے فائدے اٹھا رہی تھی اس وقت ہندوستان کی موجودہ مسلم آبادی کی صورتحال کو پوری طرح نظرانداز کیا گیا اور ان کی سماجی نقلی پذیری کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اس ابتدائی ہچکچاہٹ کے بعد ایک لمبے عرصے تک مسلمانوں کے مسائل میں کسی بھی طرح کی دلچسپی نہیں لی گئی۔ پہلی مرتبہ 1985 میں گوپال سنگھ کمیٹی بنی۔ اس کا مقصد سول سروسز میں اقلیتوں کی نمائندگی کا مطالعہ کرنا تھا۔ اس کمیٹی نے بڑی تفصیل سے ان وجوہات کو درج کیا جس کی وجہ سے مسلمان سول سروسز میں پیچھے رہ گئے۔ اس کے بعد سچر کمیٹی رپورٹ (SCR) اور رنگناتھ مشرا کمیشن رپورٹ (RMCR) نے مسلمانوں کی مجموعی سماجی اقتصادی وہ علمی پسماندگی کا تفصیلی جائزہ لیا۔ سچر کمیٹی، جسے سرکاری طور پر پی ایم کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کا نام دیا گیا یہ پہلی سرکاری

دستاویز تھی جس نے ہندوستان میں مسلمانوں کی پسماندگی کو تسلیم کیا۔

سچر کمیٹی کی رپورٹ ہندوستان میں مسلمانوں کو درپیش چیلنجوں کو اجاگر کرنے والی پہلی سرکاری دستاویز تھی۔اس نے مختلف اہم شعبوں میں مسلمانوں کو درپیش معاشی مشکلات اور محرومیوں کا انکشاف کیا۔ رپورٹ نے سرکاری نوکریوں اور تعلیمی اداروں میں مسلم سماج کے تئیں امتیازی سلوک اور انہیں نظرانداز کیے جانے کو بے نقاب کیا۔رپورٹ نے مسلمانوں کی سماجی،اقتصادی و تعلیمی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے بہت سے تجاویز بھی درج کیں۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ نے زور دیا کہ حکومتیں تنوع کا احترام کرتے ہوئے مسلمانوں کی ہمہ جہت ترقی کو یقینی بنائیں اور ان کو محرومیوں سے نکال کر مرکزی دھارے میں شامل کریں۔ قومی کمیشن برائے مذہبی اور لسانی اقلیت کے ذریعے نکالی گئی رنگناتھ مشرا کمیشن کی رپورٹ انقلابی تھی۔اس نے مسلمانوں سمیت تمام اقلیتوں کو سرکاری تحفظات دیے جانے کی تجویز پیش کی۔اس رپورٹ نے مسلم اور عیسائی قوم کی دلت برادریوں کو بھی ریزرویشن دینے کی اپیل کی۔اس رپورٹ کو بڑے پیمانے پر سراہا گیا۔اس کے ذریعے پیش کی گئیں سفارشات ہندوستان میں اقلیتی برادریوں کو درپیش مسائل سے نمٹنے کے لیے ایک اہم قدم مانی جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں رپورٹوں نے نہ صرف مسلم کمیونٹی کے اندر بلکہ ہندوستان کی عام آبادی میں بھی خاصی تشویش پیدا کی۔ کمیونٹی کی پسماندگی کے سرکاری اعتراف اور تحفظات کے مطالبے کے ساتھ ہی کمیونٹی کے افراد میں اچانک بیداری پیدا ہوگئی۔ انہوں نے حکومت سے ان رپورٹس کی سفارشات پر عمل درآمد کرنے پر زور دینے کے لیے احتجاج، مظاہروں اور دیگر سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ مسلمانوں نے اپنے بیانیے میں شدید پسماندگی کو اجاگر کرنے کے لیے سچر کمیٹی کی رپورٹ کا حوالہ دیا، جبکہ تحفظات کے مطالبے کو رنگناتھ مشرا کمیشن کی رپورٹ میں حمایت ملی۔ مسلم ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی سیاسی جماعتوں نے حکومت پر ان رپورٹوں پر عمل درآمد کے لیے دباؤ ڈالا۔ یوپی اے حکومت، جس نے یہ رپورٹیں مرتب کی تھیں، اکثریت کی طرف سے ردعمل کے خوف سے محتاط اور دفاعی بن گئی۔ ان رپورٹس کی مخالفت دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں میں سب سے زیادہ تھی۔انہوں نے ان رپورٹوں کی سختی سے مخالفت کی، اور دعویٰ کیا کہ وہ غیر آئینی ہیں کیونکہ انہیں مبینہ طور پر مذہب کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔

15 مارچ 2011 کو راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیئرمین کے رحمان خان نے سچر کمیٹی کی سفارشات کو ایمانداری سے لاگو نہ کرنے پر مایوسی کا اظہار کیا۔اسکے علاوہ ایک پارلیمانی کمیٹی نے بھی حکومت پر تنقید کی کہ وہ صرف سفارشات پر لب کشائی کر رہی ہے۔ کمیٹی نے رپورٹ میں درج بنیادی مسائل پر توجہ دینے کی اپیل کی۔ وہیں مسلم تنظیموں اور دانشوروں نے بھی تجویز کردہ سفارشات پر ناکافی عمل آوری پر تنقید کی۔ پارلیمنٹ میں متعدد بار اس مسئلے کو اٹھائے جانے کے باوجود اس پر کوئی توجہ نہ دینے پر اس وقت کے وزیر اقلیت رحمان خان نے سچر کمیٹی کی سفارشات پر عمل آوری کے عمل کا جائزہ لینے کے لیے 2013 میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔

24.6 ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری کے عوامل
FACTORS OF SOCIAL MOBILITY FOR INDIAN MUSLIMS

مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری کے عوامل پر گفتگو انکی تاریخی اور سماجی و اقتصادی صورتحال کے پیش نظر دلچسپی کا موضوع رہی ہے۔ اگرچہ

ہندوستان میں مسلمان متنوع سماجی واقتصادی حیثیت رکھتے ہیں لیکن وہ مجموعی طور پر پسماندگی کا سامنا کر رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل کچھ عوامل ہیں جن سے مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری ممکن ہے اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہی ان کی پسماندگی دور کی جاسکتی ہے۔

تعلیم: معیاری تعلیم تک رسائی سماجی نقل پذیری کو یقینی بنانے میں ایک اہم عنصر ہے۔ مسلم بچوں کے تعلیمی مواقع کو بہتر بنانے کی متعدد کوششیں کی گئی ہیں، جن میں اسکالرشپ، خصوصی تعلیمی پروگرام، اور بیداری مہم شامل ہیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ تعلیمی معیار کو بڑھانے کہ سرکاری کوششیں نہ کے برابر ہیں۔ اگر کچھ ہوئی بھی تو انہیں سیاست کی نظر چڑھادیا گیا۔ مثلاً حال ہی میں مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ کو بند کر دیا گیا جس کے ذریعے اقلیت خاص کر مسلمان کو اعلی تعلیم میں مخصوص وظیفے دیے جارہے تھے۔ کسی بھی طرح کا سرکاری ردعمل نہ ہونے کی وجہ سے غیر سرکاری تنظیموں نے مسلم اکثریتی علاقوں میں اسکولوں اور تعلیمی اداروں کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن سرکاری مدد نہ ملنے سے وہ بھی کئی طرح کی پریشانیوں سے دوچار ہیں۔

- معاشی تمکین وترقی: مسلمانوں کو پسماندگی سے نکالنے میں دوسرا اہم عامل ان کی معاشی تمکین وترقی ہے۔ اقتصادی قوت کے لیے مخصوص اقدامات، جیسے کہ ہنر مندی کے فروغ کے پروگرام، پیشہ ورانہ تربیت، اور کاروباری معاونت، سرکاری قرضہ وغیرہ اہم ہیں۔ لیکن اس میدان میں بھی سرکاری معاونت نہ کے برابر ہے۔ مسلم تنظیمیں اپنے دم پر معاشی تمکین وترقی کے لیے کچھ کوششیں کر رہی ہیں۔

ریزرویشن پالیسیاں: ہندوستان کے کچھ صوبوں نے سماجی اور معاشی طور پر پسماندہ گروہوں کے لیے تعلیم اور سرکاری ملازمتوں میں ریزرویشن کی پالیسیاں نافذ کی ہیں، جن میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ ریزرویشن کے نتیجے میں مسلمان بڑے پیمانے پر پسماندگی سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان صوبوں میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی ترقی میں ریزرویشن کا نمایاں کردار رہا ہے۔ ریزرویشن کی پالیسی ہر ایک صوبے میں نافذ ہونی چاہیے تاکہ منظم انداز میں اس کی پسماندگی دور ہو۔

اجتماعی شعور کی بیداری: کسی بھی معاشرے کی تمکین وترقی کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ شعوری طور پر اپنی پسماندگی سے نپٹنے کی کوشش کرے۔ معاشرے کے افراد جب تک اپنے حالات کو سدھارنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ تب تک ان کا سے نکلنا ممکن نہیں۔

کمیونٹی لیڈرز، مذہبی اسکالرز، اور این جی اوز (NGOs) مسلمانوں کو متحرک کرنے کے لیے فعال طور پر کام کریں۔ تعلیم، صحت، اور سماجی واقتصادی مسائل کے بارے م یں بیداری پیدا کریں اور سماجی ترقی میں فعال شرکت کی حوصلہ افزائی کریں۔

سیاسی نمائندگی: مسلم معاشرے کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے انکی سیاسی شرکت اور نمائندگی بہت ضروری ہے۔ سیاسی بیداری کو فروغ دینے، ووٹنگ کی حوصلہ افزائی کرنے اور حکمرانی کی مختلف سطحوں پر نمائندگی بڑھانے کی ایک منظم کوشش کی ضرورت ہے۔

بین المذاہب مکالمہ اور ہم آہنگی: ہندوستان میں مسمانوں کی پس بندگی میں ان کے خلاف مذہبی تعصب ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مذہبی تعصب ختم کیے بغیر مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری ممکن نہیں۔ لہذا، بین المذاہب افہام وتفہیم اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کی کوششیں مسلمانوں کے شاندار مستقبل کی ضامن ہوسکتی ہیں۔

7.24 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد ہم نے ہندوستانی مسلمانوں کی پسماندگی کے وجوہات اور سماجی نقل پذیری کے امکانات کو سمجھا۔ ہم نے جانا کہ کیسے تقسیم ہند کا بوجھ اور موجودہ اسلاموفوبیا مسلمانوں کی ترقی کے آڑے آتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری کو یقینی بنانے کے لیے کی گئی کوششیں جیسے سچر کمیٹی رپورٹ اور گوپال سنگھ کی سفارشات کو بھی ہم نے تفصیل سے جانا۔

21.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی سوالات (Multiple Choice Questions)

1. مغل حکومت کے زوال کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں پر کس استعماری طاقت کا غلبہ ہوا؟

A. فرانسیسی

B. برطانوی

C. پرتگالی

D. ڈچ

2. آئینِ ہند میں مسلمانوں کے لیے کونسی اِصطلاح استعمال کی جاتی ہے؟

A. ایس سی (SC)

B. اقلیت

C. دیگر پسماندہ طبقہ (OBC)

D. قبائلی برادری

3. ہندوستان میں مسلمانوں کی پسماندگی کو تسلیم کرنے والا پہلا سرکاری دستاویز ہے؟

A. نہرو کمیٹی

B. سچر کمیٹی

C. رنگناتھ مشرا کمیشن

D. پٹیل کمیشن

4. برطانوی نو آبادیاتی دور میں مسلمانوں کے زوال کی وجہ ہے؟

A. برطانوی ثقافت کو اپنانا۔

B. عیسائیت کو اپنانا۔

C. برطانوی ثقافت کو اپنانے سے گریز

D. برطانوی حکمرانی میں فعال شرکت

5. ہندوستان کے کس علاقے میں مسلمانوں کی اکثریت ہے؟

A. شمالی ہند

B. جنوبی ہند

C. کشمیر

D. مغربی بنگال

6. اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف اور تعصب سے کون سا تصور وابستہ ہے؟

A. زینوفوبیا(Xenophobia)

B. اسلاموفیلیا(Islamophobia)

C. ہندوفوبیا(Hinduphobia)

D. فوبیا(Phobia)

7. ہندوستان میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کے ساتھ نظریاتی تعلقات رکھنے والی سیاسی جماعت کون سی ہے؟

A. انڈین نیشنل کانگریس(INC)

B. بھارتیہ جنتا پارٹی(بBJP

C. کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا(CPI)

D. عام آدمی پارٹی(AAP)

8. منڈل کے مطابق،ہندوستان میں مسلمانوں کو درپیش کلیدی چیلنج کیا ہے؟

A. معاشی جدوجہد
B. شناخت اور سلامتی
C. تاریخی عوامل
D. تعلیمی مواقع

9. ہندوستان میں مسلمانوں کی پسماندگی کا بنیادی عامل کیا ہے؟

A. معاشی حیثیت
B. سیاسی نمائندگی
C. اسلاموفوبیا
D. تعلیمی قابلیت

10. کے رحمان خان نے 2013 میں سچر کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لیے کون سی کمیٹی بنائی تھی؟

A. سچر عمل درآمد کمیٹی()
B. اقلیتی امور کی جائزہ کمیٹی()
C. خان کمیشن()
D. نفاذ کی نگرانی کمیٹی()

مختصر جوابات کے حامل سوالات: (Short Answer Type Questions)

A. اقلیت کسے کہتے ہیں؟
B. منڈل کمیشن کے مطابق مسلمانوں کو درپیش کیلیدی چیلنجز کیا ہیں؟
C. سچر اور مشرا کی رپورٹس مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری کے لیے کیا تجاویز فراہم کرتے ہیں؟
D. نہرو انتظامیہ نے آزادی کے بعد معاشی اور مذہبی اعداد و شمار کو کیوں ٹال دیا؟

E. قومی کمیشن برائے اقلیت کا کام کیا ہے؟

F. کون سے سماجی واقتصادی عوامل ہندوستان میں مسلمانوں کی سماجی نقل و حرکت کو متاثر کرتے ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

A. مسلمانوں کی پسماندگی میں اسلاموفوبیا مہم کا کیا کردار ہے؟وضاحت کے ساتھ لکھیئے۔

B. ہندوستان میں مسلمانوں کی سماجی نقل پذیری میں ریزرویشن کی پالیسیوں کی اہمیت وضرورت پرروشنی ڈالیے۔

21.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

- Ahmed, Imtiaz (ed.) 1983. Modernisation and Social Change Among Muslims in India. Manohar: New Delhi, Chapters 1 and 16.
- Khan, Z.M. and Yadav, S.N. (2001), “We the Minorities of India, New Delhi: Institute of Objective Studies.
- Harshe, Rajen, “Thinking about Democracy, Identity Politics and Development in India” in
- Brar Bhupinder, Kumar Ashutosh and Ronki Ram Globalization and Politics of Identity
- in India, Delhi: Pearson, 2008.
- Madan, T.N, Images of a World, Essays on Religion Secularism and Culture, New Delhi: Oxford University Press, 2006.
- Sachar, R. (2006). Social, Economic and Educational Status of the Muslim Community of India: A Report. Unknown Binding. January 1.
- Vampeny, Sebestian, (2003), Minorities in Contemporary India, New Delhi, Kanishka Publishers, New Delhi.